گلدستۂ پنج

مرتبہ

پنڈت کشن پرشاد کول بی اے

اڈیٹر "ہندوستانی" و ممبر سرونٹس آف انڈیا سوسائٹی

معہ دیباچہ

از

پنڈت برج نرائن چکبست لکھنوی

۱۹۱۵ء

بہ اہتمام پنڈت کشن پرشاد کول ایڈیٹر و پبلشر ہندوستانی پریس قیصر باغ لکھنؤ میں طبع ہوا

 اول ایڈیشن ۲۰۰۰ قیمت ۸/

فہرست مضامین

نمبر مضامین	مضمون	صفحہ
۱	التماس	
۲	دیباچہ	
۳	منشی سید محمد سجاد حسین صاحب مرحوم	۱
۴	کھلے خط و سربستہ مضامین	۳
۵	پیارے کارسپانڈنٹ کا پیارا خط پیارے سالے کے نام	۵۷
۶	نیچر کا مارشل لا	۵۹
۷	مٹی خراب خلق میں مہر و وفا کی ہے	۶۲
۸	انڈے سے بچے والی چیل چلہار	۶۴
۹	مرزا چھو بیگ ستم ظریف	۶۸
۱۰	گرما بگذشت و روبکاری ہو رہی	۷۰
۱۱	ہو گیا زندگی سے جی بیزار	۸۱
	و قنا ربنا عذاب النار	

نمبر مضامین	مضمون	صفحہ
۱۲	پنڈت تربھون ناتھ ہجر	۹۳
۱۳	محرم الحرام	۹۵
۱۴	نشہ کی ترنگ	۱۰۰
۱۵	لسان الغیب کشمیر	۱۰۲
۱۶	نواب سید محمد صاحب آزاد	۱۰۷
۱۷	پرانی روشنی کا نامہ و پیام	۱۰۹
۱۸	مولانا آزاد کی نئی ڈکشنری	۱۲۵
۱۹	اشتہار مسرت یار	۱۴۹
۲۰	منشی جوالا پرشاد برق	۱۵۳
۲۱	مثنوی بہار	۱۵۵
۲۲	البرٹ بل	۱۶۴
۲۳	جوڈیشل کمشنری	۱۶۶

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۲۴	عشق کیا شئے ہے کسی کامل سے پوچھا چاہیے	۱۷۰
۲۵	خضر کو دیکھکے کہتا ہے سبزۂ خطِ یار بھلا جو چاہو چلے جاؤ اپنی راہ لیے	۱۷۴
۲۶	ایک نادان خوش اعتقاد کی دعا	۱۷۹
۲۷	ضرور دیکھیے	۱۸۰
۲۸	سرما گذشت و این دل زار ہمان	۱۸۳
۲۹	بحر طویل	۱۸۸
۳۰	مخمس	۱۹۰
۳۱	بات کا بتنگڑا	۱۹۱

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۳۲	فریاد	۱۹۵
۳۳	جنگ سوڈان	۱۹۶
۳۴	انکم ٹکس و میان بی بی	۲۰۳
۳۵	نیچریہ شاعری	۲۰۷
۳۶	مخمس	۲۰۸
۳۷	نیا مخمس	۲۱۰
۳۸	حیدر آباد دکن	۲۱۲
۳۹	دو گونہ رنج و عذاب ست جان لیڈی را بلای فرقت پردہ و صحبت پردہ	۲۱۸

پولیٹکل شطرنج
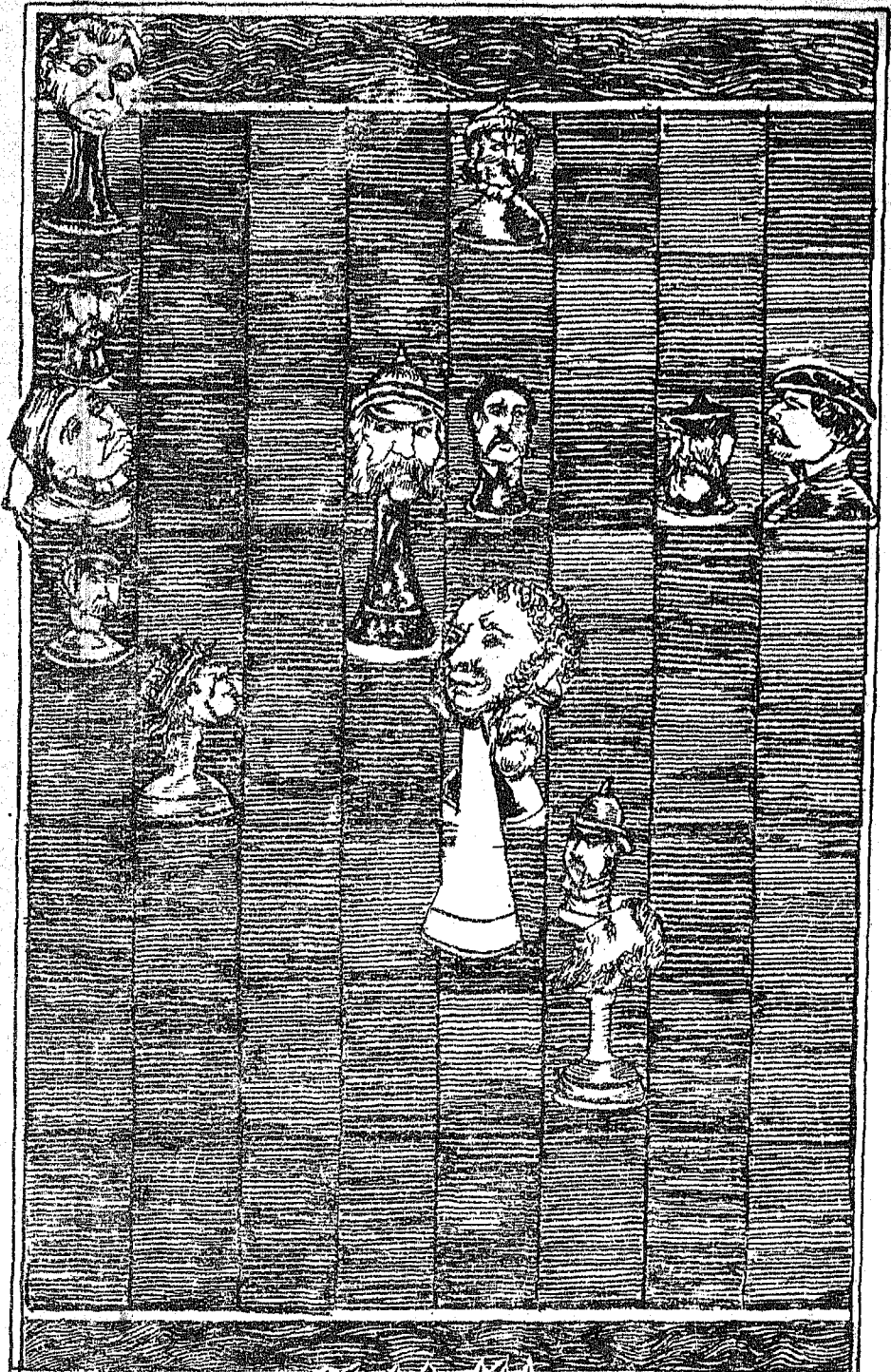
(شرح کیفیت تو الگ صفحہ پر دی گئی ہی یہاں پر صرف اسقدر بتا دینا کافی ہی کہ سیاہ بازی روسیہ کی اور سفید بازی انگلنڈ کی ہے۔ اور حال ۲۰ / ۳ / ۱۸۷۸ء)

التماس

منشی محمد سجاد حسین صاحب کی وفات کے بعد یہ خیال پیدا ہوا کہ اس
نامور شہنشاہ اقلیم ظرافت و سچے ہمدرد قوم کی یادگار اگر قائم ہوجاتی تو
اچھا تھا۔ بعض دوستون نے یہ مشورہ دیا کہ منشی صاحب مرحوم کی یادگار
اس سے بہتر اور کوئی نہین ہوسکتی کہ انکی ۳۶ سال کی محنت کے نتیجہ یعنی
پنچ کے لٹریچر کو ضایع ہونے سے بچایا جاوے۔ اس سے انکی یادگار بھی
قائم رہجائیگی اور اردو علم ادب کا قیمتی ذخیرہ بھی ضایع ہونیسے بچ جاویگا!
پس اودھ پنچ کے منتخب مضامین کا ایک گلدستہ تیار کرنے کا ارادہ
کیا گیا گو یہ کام شروع مین بہت مشکل معلوم ہوتا تھا۔ لیکن جناب
راجہ صاحب محمود آباد کی حوصلہ افزائی امداد و مشورہ نے بالآخر
اسکی پہلی منزل طے کرادی اور آج ہم گلدستہ پنچ کی پہلی جلد ہدیۂ
ناظرین کرتے ہین حتی الامکان مجموعہ کو دلچسپ اور کتاب کی صورت
و سیرت کو مقبول عام بنانے کی کوشش کی گئی ہے تاہم دو ایک
باتون کی کمی ہم خود محسوس کرتے ہین لیکن ہم اس وجہ سے مجبور ہین
کہ ان نقائص کا دور کرنا ہمارے حیطۂ امکان سے باہر تھا۔ یعنی بعض نہایت
اعلی د[illegible] کے مضامین اس وجہ سے شامل نہ کئے جاسکے کہ خوف تھا
کہ انکی آزاد خیالی اور بیباکانہ طرز تحریر ممکن ہے کہ پریس ایکٹ کے
طبع گرامی کے لیے بار خاطر ہو۔ اور بعض دوسرے مضامین اپنی
ظرافت کی تیزی مین موجودہ تہذیب کے دائرہ سے بہت

آگے نکل گئے ہین اور بیسوین صدی مین انکا شائع کرنا خالی از قباحت نہین۔ اس کمی کی ایک اور وجہ یہ بہی ہوئی کہ اسوقت تک ہمکو پورا ذخیرہ اودہ پنچ کی جلدون کا باوجود بے حد کوششون کے دستیاب نہ ہوسکا اور اب بہی ۷ جلدون کی کمی باقی ہے لیکن یہ کمی ہمین امید ہے کہ دوسری جلد کی اشاعت تک پوری ہوجائیگی۔
اس جلد مین ہم علاوہ متفرق مضامین کے منشی محمد سجاد حسین صاحب مرزا مچہو بیگ ستم ظریف۔ پنڈت تربہون ناتہہ ہجر نواب سید محمد آزاد اور منشی جوالا پرشاد صاحب برق کے مضامین کا انتخاب مع سوانحی حالات اور اونکی تصاویر کے شایع کرتے ہین دوسری جلد مین علاوہ ان صاحبون کے مضامین کے منشی احمد علی صاحب شوق سید اکبر حسین صاحب اکبر اور احمد علی صاحب کسمنڈوی کے مضامین کا انتخاب مع تصاویر و سوانحی حالات کے شایع کیا جاویگا۔
اس کتاب کی ترتیب دینے مین جو امداد اپنے عزیز دوست پنڈت برج نرائن صاحب چکبست اور قدیم عنایت فرما پنڈت منوہر لال صاحب زتشی سے ملی ہی اسکا شکریہ راقم الحروف پورے طور سے ادا نہین کرسکتا علاوہ ہرین پنڈت منوہر ناتہہ صاحب ہجر۔ خان بہادر نواب سید محمد صاحب آزاد۔ و منشی محفوظ علی صاحب پنشنر ڈپٹی کلکٹر بہی میرے شکریہ کے مستحق ہین کیونکہ ان صاحبون نے جب کبہی مجہہ کو ضرورت ہوئی کبہی مدد سے دریغ نہین فرمایا۔

مولف

دیباچہ

ہندوستان کے جس جس گوشہ مین اُردو زبان کا نغمہ سنائی دیتا ہی وہان شاید کوئی ایسا شخص ہو کہ جس کے کان اودھ پنچ مرحوم کے ذکر خیر سے آشنا نہ ہون۔ اودھ پنچ نے تیس بتیس سال تک اپنی عالمگیر شہرت و وقار کے پردہ مین اخبارونکی دنیا مین سلطنت کی ہی اور اسکی پرانی جلدون کے گورغریبان مین اکثر ایسے اہل کمال وفن ہین جن کے قلم کی دہاک دلون مین لرزہ پیدا کرنے کے لیے کافی تھی۔

جس وقت اودھ پنچ نے دنیا مین جنم لیا اُسوقت اخبار نویسی کا فن ہندوستان مین تخمینا چالیس سال کے نشیب و فراز دیکھہ چکا تہا۔ ۱۸۳۶ء مین پہلے پہل سرکار کی جانب سے ہندوستان کی بے زبان رعایا کو اخبار نکالنے کی نعمت عطا ہوئی اور ۱۸۷۷ء مین اودھ پنچ نے زبان اور ظرافت کے چہرہ سے نقاب اٹھائی۔ اس چالیس[1] سال کے عرصہ مین اُردو کے بہت سے اخبار جاری ہو چکے تھے۔ مثلاً لاہور مین اخبار عام اور کوہ نور کا دور تہا یہ اپنے وقت کے ناموراخبار تھے۔ دہلی مین اشرف الاخبار کی آواز سنائی دیتی تھی وکٹوریہ پیپر سیالکوٹ سے جاری تہا۔ کشف الاخبار بمبئی اور جریدہ روزگار مدراس مین اُردو کا نقارہ بجا رہا تہا۔ کارنامہ اور اودھ اخبار لکھنؤ سے شائع ہوتے تھے عرصہ ہوا کہ کارنامہ کا کام تمام ہو گیا۔ اور وہ اخبار ابہی تک اپنے بڑھاپے کی شرم رکھے ہوے ہی مگر اسکا جو رنگ اب ہو وہی جب تہا۔ انکے علاوہ اودھ پنچ کی اشاعت

---

[1] ان اخبارون کے اکثر حالات منشی بالمکند گپتا مرحوم کے اُردو اخبارون کے تذکرہ سے اخذ کیگئے ہین جو بھارت مترا ور زمانہ مین شائع ہوا تہا۔

کے قبل بہت سی اُردو اخبار اپنی پیدائش اور موت کی منزلین طی کر چکے تھے مگر قابل غور یہ بات ہے کہ یہ اخبار محض خبرون کی تجارت کرتے تھے۔ بجز لارنس گزٹ کے جو کہ میرٹھ سے شائع ہوتا تھا اور جسکی نظر رعایا کے حقوق پر رہتی تھی عام طور سے ان اخبارون کا نہ کوئی خاص پولٹیکل یا سوشل مسلک تھا نہ کسی مستقل دستور العمل کے پابند تھے۔ اُردو اخبار نویسی کی تاریخ مین اودھ پنچ اور ہندوستانی پہلے دو اخبار ہین جنہون نے اخبار کو محض تجارت کا ذریعہ نہ سمجھا بلکہ مغربی اصولون پر اخبار نویسی کی شان پیدا کی اور اپنا خاص مسلک قائم کیا۔ ہندوستانی کا دور اودھ پنچ سے چھ سال بعد شروع ہوا اور جس پولٹیکل روشنی کے دماغ کا یہ اخبار کرشمہ تھا اسنے بھی اپنے ذات کی طرح پولٹیکل خدمت کے لئے وقف کر دیا تھا۔ اودھ پنچ گو کہ ظرافت کا پرچہ تھا مگر پولٹیکل اور سوشل معرکہ آرائیون سے بے خبر نہ تھا۔ اسکا مستقل سوشل اور پولٹیکل مسلک تھا۔ اس صوبہ مین ہندوستانی کانگرس کا چراغ سمجھا جاتا ہے مگر جن گوشون مین اس چراغ کی روشنی کا گذر نہ تھا وہان اودھ پنچ کی بجلی چکا چوند پیدا کرتی تھی۔ سوشل اصلاح کے معاملہ مین اودھ پنچ لکیر کا فقیر تھا نئی روشنی کے نادان دوستون کی حماقت کا پردہ فاش کرنے کے علاوہ اسکی ذات سے اس تحریک کو کوئی نفع نہین پہونچا۔ ظرافت کے اعتبار سے یہ اپنے رنگ کا پہلا پرچہ تھا۔ اکثر ظریفانہ اخبار مثلاً انڈین پنچ بمبئی پنچ بانکے پور پنچ وغیرہ اس کی تقلید مین نکلے مگر وہ دنیا کی ٹھوکرین کھا کر ختم ہو گئے۔ زمانہ سے کسی کو شہرت وناموری کی سند نہین ملی۔ اودھ پنچ کا جادو اُردو زبان پر عرصہ تک چلتا رہا اور اس طولانی زمانہ مین جو خدمات اودھ پنچ سے ظہور مین آئین اُنپر نظر ڈالنے سے اُردو نویسی کے دربار مین ہم اسکا صحیح مرتبہ قائم کر سکتے ہین

(۱) اودھ پنچ ظرافت کا سرچشمہ تھا اور عام طور سے لوگ اسکے فقرون اور لطیفون پر لوٹ رہتے تھے جو پھبتی اس مین نکل جاتی تھی وہ بیسیون زبان پر رہتی تھی اور دور دور مشہور ہو جاتی تھی

مگر قومون کے مذاق سلیم نے جو ظرافت کا اعلیٰ معیار قائم کیا ہی اوسکے دیکھتے ہوے ہم اودھ پنچ کی ظرافت کو بحیثیت مجموعی اعلیٰ درجہ کی ظرافت نہین کہہ سکتے۔ لطیف ظرافت اور بذلہ سنجی و تمسخر مین بہت فرق ہی۔ اگر لطیف و پاکیزہ ظرافت کا رنگ دیکھنا ہی تو اُردو زبان کے عاشق کو غالب کے خطون پر نظر ڈالنا چاہیے۔ اُردو نثر کے اِن جواہرات مین جہان اور بہت سی لطافت و رنگینی کے جوہر موجود ہین وہان ظرافت کی جھلک بھی کم دلکش نہین ہی۔ نہ پھبتیان ہین نہ طعن و تشنیع کے جگر خراش فقرہ ہین محض روزمرہ کی باتین ہین مگر طبیعت کی شوخی متین الفاظ کے پردہ سے جھلکتی ہی اور پڑھنے والے کے چہرہ پر مسکراہٹ کا نور پیدا کر دیتی ہی۔ باریک اور لطیف مذاق کی رنگینی اور بے ساختہ پن پر جسقدر غور کرو اتنا ہی زیادہ لطف آتا ہی۔ اودھ پنچ کے ظریفون کی شوخ و طرار طبیعت کا رنگ دوسرا ہی۔ اِن کے قلم سے پھبتیان اسطرح نکلتی ہین جیسے کمان سے تیر۔ . . . . جو مظلوم ان تیرونکا نشانہ ہوتا ہی وہ روتا ہی اور دیکھنے والے اسکی بیکسی پر ہنستے ہین۔ اِن کے نقرہ دل مین ہلکی سی چٹکی نہین لیتے ہین بلکہ نشتر کی طرح تیر جاتے ہین۔ ان کا ہنسنا غالب کی زیرلب مسکراہٹ سے الگ ہی۔ یہ خود بھی نہایت بے تکلفی سے قہقہے لگاتے ہین اور دوسرے کو بھی قہقہے لگانے پر مجبور کرتے ہین۔ اکثر طبیعت کی شوخی اور بے تکلفی درجۂ اعتدال سے گذر جاتی ہی اور اِنکے قلم سے بے تحاشا ایسے فقرے نکل جاتے ہین۔ جن کو دیکھکر مذاق سلیم کو آنکھین بند کر لینا پڑتی ہین۔ ایسا ہونا معیوب ضرور ہی مگر ایک حد تک قابل معافی ہی۔ اودھ پنچ کے ظریف اُس زمانہ کی ہوا کھائے ہوے تھے جب مذاق و بے تکلفی کا دائرہ ضرورت سے زیادہ وسیع تھا اور زبان و قلم کی بہت سی بے اعتدالیان ہماری نظر سے نہین دیکھی جاتی تھین۔ اب زمانہ کے ساتھہ ظرافت کا رنگ بھی بدل گیا ہی۔ اور یہی دنیا کا دستور ہے۔

ممکن ہی کہ جن باتون کو ہم آج پہول سمجھتے ہین وہ آیندہ نسلون کی آنکھون مین کانٹون کی طرح کھٹکین
ظرافت کے رنگ سے قطع نظر کرکے اودہ پنچ کی یادگار خدمت یہ ہی کہ اسنے اُردو نثر کو اسکا
مصنوعی زیور اُتار کر جسمین سوا ے کاغذی پہولون کے کچھہ نہ تہا ایسے پہولون سے آراستہ کیا
جن مین قدرتی لطافت کا رنگ موجود تہا - اودہ پنچ کے پہلے رجب علی سرور کے طرز تحریر
کی پرستش ہوتی تہی اور عام مذاق تصنّع و بناوٹ کی طرف مائل تہا اُس زمانے مین جو
اُردو اخبار جاری تھے اُن کی زبان ایسی ہوتی تہی جسے ہم محض محبت سے اُردو کہہ سکتے ہین
آج نثر اُردو جس سلیس اور پاکیزہ روش پر جاری ہی اسکی ایجاد مین اودہ پنچ کا بہت بڑا
حصّہ ہی علاوہ منشی سجاد حسین مرحوم کے اودہ پنچ کے لکھنے والون مین مرزا مچہو بیگ معروف
بہ ستم ظریف حضرت احمد علی صاحب شوق پنڈت تربہون ناتھ ہجر نواب سید محمد آزاد -
بابو جوالا پرشاد برق . . منشی احمد علی کسمنڈوی حضرت اکبر حسین صاحب اکبر یادگار نام ہین
ان لوگون کے نظم و نثر کے مضامین دیکہنے سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ محض اک طرز نو کے موجد
ہی نہین ہین بلکہ زبان و قلم کے دہنی بہی ہین - ان کی عبارت شوخی و تازگی اور
خداداد بے تکلفی سے معمور ہی اور ان کی زبان لکھنؤ کی ٹکسالی زبان ہی - نثر کی نامہ نگارون
مین طبیعت کے چلبلے پن اور شوخی کے لحاظ سے اور نیز زبان کی پختگی اور لکھنؤ کی بول چال
اور محاورہ کی صفائی کے اعتبار سے ستم ظریف کا رنگ اورون کے مقابلہ مین چوکھا ہی
احمد علی صاحب شوق کے مضامین مین ظرافت کی شگوفہ کاری کے علاوہ زبان و محاورہ
تحقیقات کا خاص لطف ہی - حضرت کسمنڈوی مرحوم کی عبارت خاص طور سے دلکش ہی
مگر فارسیت کا رنگ زیادہ ہی - ہجر کا رنگ خاص یہ ہی کہ اُن کی ظرافت بمقابلہ اورون کے
بدمذاقی اور طعن و تشنیع کے کانٹون سے زیادہ پاک ہی برق کی عبارت مین ظرافت کا

چٹخارہ بہت کم ہی مگر زبان نہایت صاف اور ستھری ہی۔ آزاد کا قلم نواب زادون کی
بیفکری عیش پسندی کا خاکہ کھینچنے مین مشاق ہی۔ منشی سجاد حسین کا طرز تحریر سب سے الگ ہی
مضمون کیا ہین چھوٹے چھوٹے چٹکلون اور لطیفون کے ذخیرے ہین۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ
پڑھنے والا مصنف سے گفتگو کر رہا ہے۔ عبارت اکثر مختلف علوم و فنون کے پیچیدہ
استعارون سے گرانبار نظر آتی ہی مگر بیان کی تازگی کی وجہ سے پڑھنے والے کا
نہین ہوتا۔ ظریفانہ نظم کے میدان مین حضرت اکبر سب سے دس قدم آگے ہین۔ طبیعت کی
خداداد شوخی اکثر زبان کی صفائی سے بازی لے جاتی ہی مگر عموماً سوشیل پولیٹکل اور
مذہبی مسائل کے ظرافت آمیز پہلو جس خوبی کے ساتھ حضرت اکبر نے نظم کئے ہین وہ کسی
دوسرے کو نصیب نہین۔ انکا معیار ظرافت بھی اورون کے مقابلہ مین لطیف تر ہی
اودھ پنچ کی محفل انہین پُر مذاق اور نورانی طبیعتون سے آراستہ تھی اور اب بھی اگر
کوئی شخص اُردو زبان حاصل کرنا چاہے تو اودھ پنچ کے ٹوٹے کھنڈرون کی زیارت
اُسکے لئے ضروری ہی۔ اودھ پنچ کے مضامین کا دائرہ بہت وسیع تھا دنیا کا کوئی مسئلہ
ایسا نہ تھا جو اودھ پنچ کے ظریفون کی گلگاری سے خالی رہتا ہو اسکے علاوہ لکھنؤ کے
طرز معاشرت کی پر مذاق اور دلکش تصویرون سے اسکے صفحے اکثر رنگین نظر آتے تھے۔
محرم۔ چہلم۔ عید۔ شب برات۔ ہولی۔ دوالی۔ بسنت کے جلسے عیش باغ کے میلے
رقص و سرود کی محفلین مشاعرے۔ عدالت کی روبکاریان۔ مرغ بازی۔ بٹیر بازی۔
کے ہنگامے۔ الکشن کے معرکے ایسے مشغلے تھے جو ہمیشہ اودھ پنچ کی ظریفون کی نظر
مین رہتے تھے اور اُن کی طبیعتون کے لیے تازیانہ کا کام دیتے تھے۔ ساقی نامے
بھجنے۔ بارہ ماسے۔ دوہے۔ ٹھمریان۔ غزلین۔ رباعیان۔ وغیرہ۔ نظم کرنے مین اسکے

(٦)

اکثر نامہ نگار خاص ملکہ رہتے تھے۔ منشی سجاد حسین ہر ہفتہ ایک چھوٹا سا مضمون لوکل علیہ الرحمتہ کے عنوان سے لکھتے تھے جس میں اکثر موسم کی تبدیلیاں ایسے ظریفانہ رنگ میں دکھائی جاتی تھیں کہ پڑھنے والا ہنستے ہنستے لوٹ جائے۔

زندہ دلی کی یہ تمام تصویریں اودھ پنچ کے بوسیدہ مرقع میں موجود ہیں۔ گلدستہ پنچ کی دو جلدوں میں اُنکا پورا نقشہ اُتارنا اتنا ہی مشکل ہی جیسے کہ دریا کو کوزہ میں بند کرنا مگر زمانہ کا رنگ دیکھتے ہوئے جو کچھ ہوسکا اُسے غنیمت سمجھنا چاہئے۔

روزمرہ کے چھوٹے چھوٹے چٹکلوں اور لطیفوں کے علاوہ اودھ پنچ میں شاعری اور صحت زبان کے متعلق اکثر ایسے زبردست مباحثے چھڑے جو مہینوں اور سالوں تک قائم رہے اور جنکی وجہ سے اُردو دان سوسائٹی میں عرصہ تک چہل پہل قائم رہی۔

پہلے معرکہ کا تعلق فسانۂ آزاد سے ہی۔ سرشار مرحوم ابتدا میں اودھ پنچ کے نامہ نگار تھے اور اسکے گہوارہ کے گرد بیٹھنے والوں میں تھے۔ جس رنگ کا اودھ پنچ عاشق تھا اُسی رنگ میں وہ بھی ڈوبے ہوئے تھے۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ زمانہ کے جس انقلاب نے دنیا کو اودھ پنچ کی صورت دکھائی اسی نے سرشار کی طبیعت کو بھی پیدا کیا۔

اودھ پنچ کے ایک سال بعد فسانۂ آزاد کا سلسلہ شروع ہوا۔ یہ محض اتفاق تھا کہ اودھ اخبار کے اڈیٹر ہونے کی وجہ سے سرشار نے یہ سلسلہ اسی اخبار میں شروع کیا ورنہ فسانۂ آزاد کا دریا بھی اودھ پنچ ہی کے چشمہ سے جاری ہوتا کیونکہ دونوں کا مذاق تحریر یکساں ہی اور دونوں ایک ہی باغ کے دو پھول معلوم ہوتے ہیں۔ مگر اودھ پنچ نے اودھ اخبار کو بنیا اخبار کا خطاب دے رکھا تھا اور اسکے حال پر اودھ پنچ کے ظریفوں کی خاص عنایت تھی۔ جب سرشار اودھ اخبار کے اڈیٹر ہوئے تو کچھ روز تک تو

ذاتی مراسم کا پردہ قائم رہا لیکن رفتہ رفتہ طرفین سے طبیعتیں بے قابو ہو تی گئیں اور آخر کار فسانۂ آزاد پر اعتراضات شائع ہونے لگے۔ اودہ پنچ کا فسانۂ آزاد پر خاص اعتراض یہ تہا کہ جو بیگمات کی زبان اس مین لکھی گئی ہے وہ محلات کی زبان نہین ہی بلکہ ماماؤن اور مغلانیون کی زبان ہی۔ اس قسم کے اعتراضات کے دونگڑے عرصہ تک اودہ پنچ کے بادلون سے برسا کئے اور ظرافت کی بجلیان چمکتی رہین۔ اِن اعتراضات کی حقیقت یہ ہی کہ بعض ضرور درست ہین مگر زیادہ تر طباعی پر مبنی ہین۔

اودہ پنچ کا دوسرا وار مولانا حالی کو سہنا پڑا۔ مولانا موصوف کے دیوان کے مقدمہ مین شاعری کے اصلی مفہوم پر بحث کی گئی ہی۔ جب یہ مقدمہ شایع ہوا تو اس بحث نے اودہ پنچ کی بارود کے لئے چنگاری کا کام کیا۔ اودہ پنچ کو مولانا حالی سے دو شکایتین تہین۔ پہلا اعتراض تو یہ تہا کہ مولانا حالی کا شاعری کا مفہوم غلط ہی جسکو وہ شاعری سمجھتے ہین وہ محض قافیہ پیمائی ہے اور فطرتی شاعری کی لطافت و رنگینی سے خالی ہی۔

اختلاف کی دوسری وجہ یہ تہی کہ مولانا حالی نے اپنے مقدمہ مین مصنوعی اور خلاف فطرت شاعری کی جسقدر مثالین دی تہین انکا کثیر حصّہ لکھنؤ کے شعرا کے کلام سے لیا تہا جسکا لازمی منشا اودہ پنچ کے نزدیک یہ تہا کہ لکھنؤ کے شعرا کی توہین ہو۔ ان خیالات کا دلون مین اسنڈنا تہا کہ دیوان اور مقدمہ کے ایک ایک شعر اور ایک ایک سطر پر اعتراضات کی بوچہار شروع ہو گئی اور یہ سلسلہ بہی مدت تک جاری رہا۔ جس عنوان سے اودہ پنچ کے شہسوارون نے پانی پت[1] کے میدان مین طراری بہری ہین

---

[1] اودہ پنچ مین کلام حالی پر جو اعتراضات کا سلسلہ جاری تہا اسکے عنوان مین مندرجہ شعر مولانا حالی کے وطن کی مناسبت سے لکہا جاتا تہا ۔ ؎ تیرے ہی حملون سے حالی کا حال ہی ۔ میدان پانی پت کی طرح پائمال ہی ۔ مؤلف

وہ بعض صورتون مین قابل اعتراض ضرور ہی مگر نفس مضمون کو دیکھتی ہوی یہ ماننا پڑیگا کہ اودہ پنچ کی شکایت بے بنیاد نہ تھی۔

تیسرے ہنگامہ کی رونق داغ کی شاعری سے ہی۔ اودہ پنچ نے داغ کی شاعرانہ عظمت کبھی تسلیم نہین کی۔ اسکا ظاہری سبب یہ معلوم ہوتا ہی کہ ایک طرف تو اودہ پنچ کر ظریفون کے دل مین لکھنؤ اور دہلی کی قدیم رقابت کا زخم ہرا تہا۔ اور دوسرے جانب داغ کے شاگرد اپنے استاد کی شاعری پر تمام لکھنؤ کو قربان کر چکے تھے۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ شاگردون کی بدمذاقی کا خمیازہ غریب استاد کو اوٹھانا پڑا اور اودہ پنچ کے صفحون سے اعتراضات کی چنگاریان عرصہ تک اڑا کین جنکا رُخ داغ کی شاعری کے علاوہ اسکے حسب و نسب اور صورت و سیرت کی طرف بہی تہا۔ ان اعتراضات سی داغ کی شہرت مین فرق نہ آیا مگر تہوڑے زمانہ تک ہنسنے ہنسانے کا مشغلہ قائم رہا۔

اودہ پنچ کا آخری یادگار معرکہ گلزار نسیم کا مباحثہ ہی اسکی ابتدا اسطرح ہوئی کہ لکھنؤ کے مشہور فسانہ نویس مولانا شرر نے گلزار نسیم کی زبان اور شاعری پر اعتراض شائع کیے اور اسی کے ساتھ تاریخی حیثیت سی یہ بہی لکھا کہ یہ مثنوی اصل مین آتش کی تصنیف ہی نسیم کا نام محض فرضی ہی۔ اودہ پنچ نے اپنی پرانی وضع کے مطابق ان اعتراضات کا خاکہ اڑایا اور سب سے بڑی گرفت یہ کی کہ اگر یہ مثنوی آتش کی تصنیف ہی تو اسمین زبان اور محاورے کی شرمناک غلطیان کس طرح نظر آتی ہین۔ مولانا شرر نے اس اشارہ کو کافی نہ سمجھا اور اس عنوان سے جواب دیا کہ فریقین کی طبیعتین جوش پر آگئین اور اودہ پنچ کی بجھتی ہوئی آگ کچھ ایسی بھڑک اوٹھی کہ اسکی آنچ دور دور تک پہونچی۔ گلزار نسیم کا قصہ تو درکنار رہا مولانا شرر کی زباندانی اور نثر نگاری پر

اعتراضات شایع ہونے لگے اور عرصہ تک نظم و نثر کی پھلجھڑیان چھوٹا کین - یہ سلسلہ بہی سال بہر بعد ختم ہوا - اس بحث کی غیر لطیف حصّہ کے علاوہ نفس مضمون کے متعلق جو مضامین نکلے اُن مین اکثر زبان و محاورہ کی تحقیقات کا خاص لطف موجود ہی - اِن مباحثون کے علاوہ اکثر دوسرے اخبارون سے بہی اودہ پنچ سے نوک جہونک ہوتی رہی اُن مین اودہ اخبار اور طوطی ہند پراس کی خاص توجہ رہی - زبان و شاعری کی اصلاح کے علاوہ اودہ پنچ کی پولیٹکل خدمات بہی قابل ذکر ہین - اودہ پنچ ابتدا سے رعایا کا خادم و سرکار کا آزاد مشیر تھا - کانگرس کے پہلے جو پولیٹکل معرکہ آرائیان پیش آئین اُن مین اسنے ہمیشہ رعایا کا ساتہہ دیا - الحاقِ اودہ انکم ٹیکس - البرٹ بل وغیرہ کے متعلق اکثر ایسے مضامین لکھے جنکا آج شایع کرنا موجودہ قوانین کے جکڑ بند کو دیکھتے ہوے مصلحت اور دور اندیشی کے خلاف معلوم ہوتا ہے اسنے والیان ریاست کی خوشامد سے اپنا دامن پاک رکھا اور ہمیشہ اون کی غفلت و عیش پسندی کا پردہ فاش کرتا رہا -

اودہ پنچ کی قومی محبت کے وسیع دائرہ مین ہندو مسلمان سب شامل تھے - ہندوون کے تہوارون کی آمد کی خوشی مین اودہ پنچ عید اور شب برات کے استقبال سے کم سرگرمی نہین - ظاہر کرتا تہا - ہولی اور بسنت کے زمانہ مین اسکا پرچہ سُرخ اور زعفرانی رنگ کے کاغذ پر شایع ہوتا تہا اور رنگین مزاج نامہ نگارونکے ساقی نامہ اور ترانے وغیرہ ہفتون تک چھپا کرتے تھے - اودہ پنچ ہندو مسلمانون کے قومی اتفاق کا ہمیشہ سے معین تہا اور اگر دونون قومون مین کوئی نزاعی امر پیش ہوتا تہا تو اسے ہنسکر ٹال دیتا تہا - انڈین نیشنل کانگرس چونکہ قومی اتفاق کا ذریعہ سمجھی جاتی تھی لہذا یہ بہی اس پولیٹکل تحریک کا دل و جان سے مددگار تہا - اس صوبہ مین

منشی سجاد حسین مرحوم کانگرس کے رکن تھے اور باوجود بہت سے انقلابات کے جھٹکے
دھچکے سے اکثر قدم ڈگمگا گئے منشی صاحب موصوف آخر دم تک اپنی وضع پر قائم رہے
ابتدا مین جب سر سید مرحوم نے اپنی زبان و قلم کے جادو سے اہل اسلام کا دل
کانگرس کی طرف سے پھیر دیا تھا اُسوقت سوائے اودھ پنچ کے کوئی اسلامی اخبار ایسا
نہ تھا جو علیگڈھ کے پولیٹکل پمپیر کا کلمہ نہ پڑھتا ہو ۱۸۸۸ء مین جب سر آکلنڈ کالون
سر سید مرحوم اور مفت کے گنہگار راجہ شیو پرشاد کانگرس کا طبقہ اُلٹنے کی فکر مین تھے
اس وقت ہندوستانی کے مضامین اور پنڈت اجودھیا ناتھ مرحوم کی دھوان دھار
تقریرون کے علاوہ اودہ پنچ کی شمشیر برہنہ اس قومی تحریک کی تائید مین اپنے
جوہر دکھا رہی تھی ۱۸۹۹ء مین جب کانگرس کا اجلاس لکھنؤ مین ہونے والا تھا
تو شہر کے چند سن رسیدہ بزرگون نے اسکی مخالفت کا غلغلہ بلند کیا۔ اس مخالفت
کی تردید مین ہندوستانی اور ایڈوکیٹ مین پند و نصائح کے دفتر کھل گئے
لیکن ان واعظانہ فہمائشون کے مقابلہ مین وہ مضمون زیادہ کارگر ہوا جو اودہ پنچ
مین "انڈے بچے والی چیل چلہار" کے عنوان سے شائع ہوا تھا۔ اکثر مزاج ایسے
ہوتے ہین جو بحث و منطق کے کڑوے گھونٹ نہین قبول کرتے ہین مگر ظرافت کی
چاشنی سے راہ راست پر آجاتے ہین۔ اس صوبہ کے پولیٹکل بحث و تحریک مین
اس خدمت کا انجام دینے والا اودہ پنچ تھا۔ مذہبی اور قومی رسم و رواج کی اصلاح کی بارہ مین اودہ پنچ کا
وطیرہ زمانہ شناسی کی رفتار سے الگ تھا۔ اسنے محض علیگڈھ کے پولیٹکل مسلک کی
مخالفت نہین کی بلکہ سر سید مرحوم کے نورانی دماغ سے جو مذہبی اصلاح کی
شعاعین نکلین اُن پر خاک ڈالنے کی کوشش کی۔ علیگڈھ کالج کو لامذہبی کا مرکز

قرار دیکر اسکے بانی کو "پیر نیچر" کا خطاب دیا اور "نیچریہ مذہب" کا مضحکہ اڑانے مین کوئی دقیقہ باقی نہین رکھا۔ اسی طرح پردہ کی اصلاح اور تعلیم نسوان وغیرہ کے متعلق جو تحریک اہل اسلام مین مغربی تہذیب کے اثر سے پیدا ہو گئی تہی اسکی بہی سخت مخالفت کی۔ پردہ کی رسم کی تائید مین حضرت اکبر کے ذیل کا قطعہ زبان زد عام ہی ؎

بے پردہ کل جو آئین نظر چند بیبیان　　اکبر زمین مین ملے غیرت قومی سی گڑ گیا
پوچھا جو اُنسے آپکا پردہ وہ کیا ہوا　　کہنے لگین کہ عقل پہ مردون کے پڑ گیا

اسے پڑھکر اصلاح پسند لوگ اپنے دانت پیسا کرین مگر یہ ماننا پڑیگا کہ اس سے زیادہ لطیف ظرافت کا نمونہ اودہ پنچ مین مشکل سے ملیگا۔ کاشکے یہ خداداد جوہر اصلاح و رفاہ کی کوشش مین صرف ہوتا۔

اودہ پنچ کی ترقی و وقعت کا راز بہت کچہ اسکے اڈیٹر کی ذات کے ساتہہ وابستہ ہی منشی سجاد حسین کا مزاج عجب صفات کا مجموعہ تہا خلقی ذہانت اور طباعی کے علاوہ زندہ دلی اُنکی گھٹی مین پڑی تہی۔ مصیبت و تکلیف کے زمانہ مین بہی کبہی کسی نے اُن کے چہرہ پر سوائے مسکراہٹ کے افسردگی کی شکن نہ دیکہی بیماری کے زمانہ مین اگر کوئی مزاج پوچہتا تہا تو کہتے تھے کہ زندگی کا عارضہ ہی اور اپنی تکلیفون کا حال اسطرح بیان کرتے تہے کہ سننے والے کو ہنسی آجاتی تہی دوا و علاج سے مایوس ہو چکے تھے مگر کہتے تھے کہ یہ سلسلہ محض اسلیے جاری رکھا ہی کہ باضابطہ موت ہو۔ بلا علاج مرنے کو بے ضابطہ مرنا کہتے تہے اس زندہ دلی کے ساتہہ تنگ نظری اور تعصب سے کوسون دور رہتے تھے۔ دنیا کے ناہموار و کاواک پہلو اُن کی نگاہون مین خود بخود کھٹکنے

لکتے تھے اور اون کی پر مذاق طبیعت کو بلا لحاظ قوم و ملت بیتاب کر دیتے تھے
غیر کا ذکر نہین ان کے دلی دوستون اور عزیزون کو اکثر اُنکی بذلہ سنجی کا مزا چکھنا پڑا ہی
دوستون کی محبت اور قدرشناسی کی بدولت اُنھین ابتدا ہی مین اتنے ذہین اور
طباع نامہ نگار مل گئے جو ایک وقت مین شاید کسی دوسرے اخبار کو کم نصیب ہوے ہونگے
یہ لوگ محض اودہ پنچ کے نامہ نگار نہ تھے بلکہ اسکے جان نثارون مین تھے۔ اسے
اپنا اخبار سمجھتے تھے اور کسی دوسرے اخبار مین لکھنا کسر شان سمجھتے تھے۔ مگر کچھہ عرصہ
بعد یہ رنگ قائم نہ رہا۔ بقول شاعر

کسیکی ایک طرح پر بسر ہوئی نہ انیس عروج مہر بھی دیکھا تو دوپہر دیکھا

دس بارہ سال بعد اودہ پنچ کے شباب کی دوپہر ڈہلنا شروع ہوئی اور اس کے
نامہ نگارون کا شیرازہ درہم و برہم ہونے لگا۔ ستم ظریف اور ہجر نے مرنے سے پہلے ہی
لکھنا کم کر دیا تہا۔ جوانی کی بیفکری دوسرے نامہ نگارون کا ساتھہ عرصہ تک نہ
دے سکی اور رفتہ رفتہ اودہ پنچ کے صفحے قدیم طرز کے پرانے مضامین سے خالی
نظر آنے لگے۔ جو کچھہ رہی سہی آب و تاب باقی تہی منشی سجاد حسین کی علالت نے
اُسکا بہی خاتمہ کر دیا۔ اس مین کلام نہین کہ اس مٹی ہوئی حالت مین بہی اودہ پنچ
کا نام بکتا تہا اور جب کبہی کوئی مضمون اسکے اڈیٹر کے قلم سے نکل جاتا تہا تو اُسکی
دہوم ہو جاتی تہی۔ علاوہ اسکے کبہی کبہی منشی احمد علی شوق نواب سید محمد آزاد اور
حضرت اکبر کے نظم و نثر کے مضامین بہی شایع ہوتے رہتے تہے۔ مگر اودہ پنچ کی
مالی حالت روز بروز خراب ہوتی جاتی تہی۔ منشی سجاد حسین کی حمیت و غیرت
نے یہ گوارا نہ کیا کہ جب تک اُنکے دم مین دم ہے وہ اسے اپنی آنکھون کے سامنے

بند ہوتا ہوا دیکہین مگر واقفکار جانتے ہین کہ آخر دس بارہ سال مین اودہ پنچ مین سوائے خسارہ کے کوئی نفع کی مد نہ تہی۔ منشی صاحب موصوف نے ایک خط منشی بالکمند گپتا مرحوم کو لکھا تھا جو زمانہ مین شائع ہوا تہا۔ اسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اودہ پنچ کی زندگی کو اپنی زندگی سمجھتے تھے۔ لکھتے ہین

"مکرمی تسلیم۔ خط پہنچا۔ بہت بجا ہے۔ اودہ پنچ مردہ ہاتھون سے اس لئے نکلتا ہے کہ کوئی اُٹھانے والا نہین۔ دو اک سطرون کے سوا نہ ہاتھ سے لکھہ سکتا ہون نہ مُنہ سے بول سکتا ہون۔ کچھہ نوکر ہمت کر کے نکال دیتے ہین دس سال سے فالج مین گرفتار لب گور ہون۔ جب کسی طرف سے اطمینان نہین تو کیا انتظام ہو سکے۔ اخبار صرف اسلیے نکالتا ہون کہ جیتے جی مر نہین سکتا۔ ورنہ اس عارضہ کے ہاتھون ع

مجھے کیا بُرا تہا مرنا اگر ایک بار ہوتا

اودہ پنچ زندہ اخبارون مین نہین کہ اسکا ذکر ہو۔ ہان گذشتہ زمانہ مین کچھہ تہا"

مگر یہ حالت کب تک قائم رہتی۔ آخر کار مرنے سے دو سال پیشتر شکستہ دل اڈیٹر کو اودہ پنچ کا جنازہ اپنے مردہ ہاتھون سے اُٹھانا پڑا۔ یہ وہ زمانہ تہا جبکہ ضعیف جسم مین خون کے دس بیس قطرہ ضرور باقی تھے مگر گرہ مین ایک پیسہ نہ تہا۔ اودہ پنچ چلتا تو کس طرح چلتا۔ گو کہ باوضع اڈیٹر کی باوجود لب گور ہونے کے یہ تمنا ضرور تہی۔ کہ ؎

گو ہاتھہ مین جنبش نہین آنکھون مین تو دم ہی۔
رہنے دو ابہی ساغر و مینا مرے آگے

خیر اودہ پنچ کا جاری رہنا تو درکنار ۔ یہ وہ نازک زمانہ تہا کہ اگر اودہ کا ایک عالی ظرف رئیس جسکی فیاضی ضرب المثل ہی دستگیری نہ کرتا اور دو اک پُرانے دوستون کی محبت شریک حال نہ ہوتی تو شاید اودہ پنچ کا اڈیٹر نان شبینہ کا محتاج رہکر دنیا سے سدہارتا۔

غرضکہ چھتیس ۳۶ سال تک زبان اور قوم کی خدمت کرکے اودہ پنچ نے دنیا کو خیرباد کہا اسوقت اُردو زبان مین بہت سے قابل قدر اخبار موجود ہین مگر اودہ پنچ کی جگہہ خالی ہی اور زمانہ کا رنگ کہہ رہا ہی کہ عرصہ تک یہ جگہہ خالی رہیگی۔

مگر اُردو زبان کی تاریخ مین یہ زندہ دلی کا افسانہ ایک یادگار افسانہ ہے اور اسکی یاد قدردانون کے دلون سے آسانی سے فراموش نہین ہوسکتی۔

آج اودہ پنچ ہماری نگاہون کے سامنے نہین۔ مگر اسکے تذکرہ سے سخن سنجون کی محفل خالی نہین۔ ؎

پھر گئے آنکھون مین مشتاق گذشتہ نشہ مین
دور جام مے مین اکثر ذکر خیر جم ہوا

چکبست لکھنوی
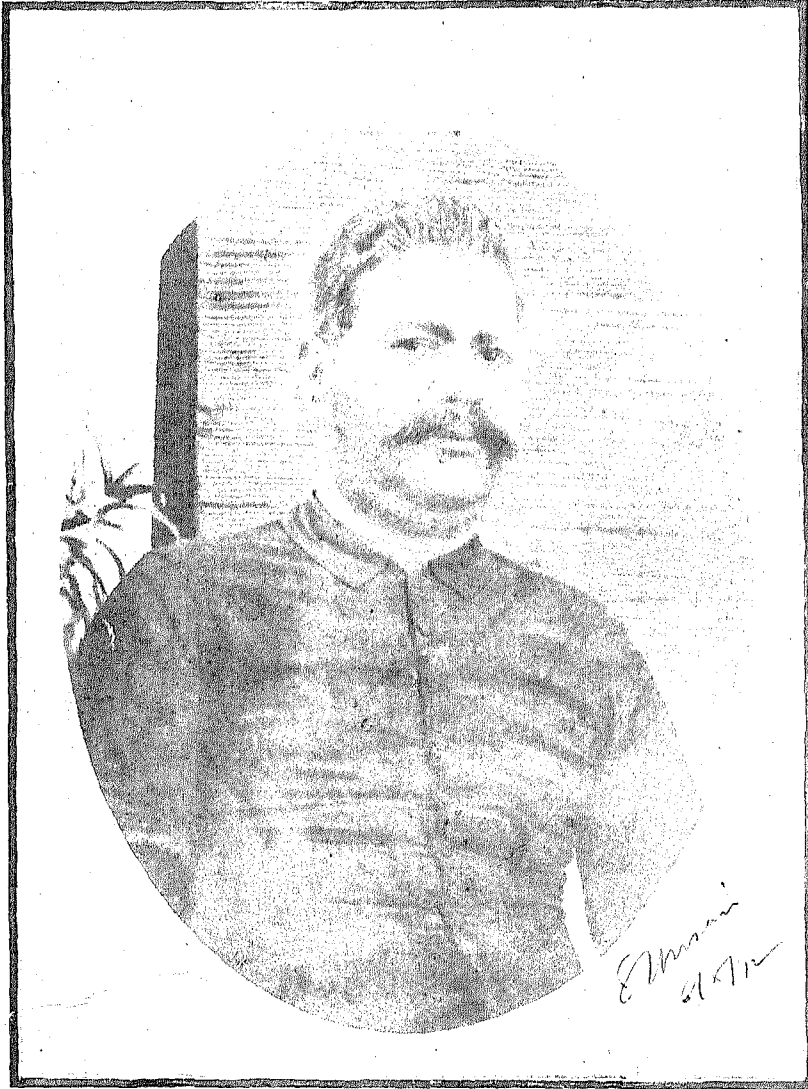
منشی سید محمد سجاد حسین مرحوم اڈیٹر اودھ پنچ

پیدائش سنہ ۱۸۵۶ء وفات سنہ ۱۹۱۵ء

انڈین پریس الہ آباد

منشی سید محمد سجاد حسین صاحب مرحوم

ایک خوشحال و عالی خاندان سے تھے۔ آپکے والد منشی منصور علی صاحب عہدۂ ڈپٹی کلکٹری پر معمور تھے اور بعد پنشن کے ایک عرصہ تک حیدر آباد میں سول جج رہے۔ آپکے ماموں نواب فدا حسین خان صاحب کہ جو لکھنؤ کے ایک معزز وکیل تھے حیدر آباد میں بعہدۂ چیف جسٹس ممتاز تھے اور ریاست میں آپکا بہت اچھا رسوخ تھا۔ منشی سجاد حسین کاکوری میں سنہ ۱۸۵۶ء میں پیدا ہوئے اوائل عمر میں زیر نگرانی نواب فدا حسین صاحب لکھنؤ میں تعلیم پاتے رہے سنہ ۱۸۵۳ء میں انٹرنس کا امتحان پاس کیا اور کچھ دنوں تک کیننگ کالج میں ایف۔ اے کی تعلیم بھی پائی لیکن طبیعت انگریزی سے اُچاٹ ہو گئی اور ایف۔ اے کے امتحان میں شریک نہ ہوئے کالج چھوڑ کر تلاش معاش میں فیض آباد پہونچے اور وہاں فوج میں اُردو پڑھانے پر منشی مقرر ہوئے لیکن طبیعت کو اس شغل سے کیا مناسبت ہو سکتی تھی سال بھر کے اندر ہی اسکو خیرباد کہکر اودھ پنچ کے شائع کرنیکا ارادہ کیا۔ منشی محفوظ علی صاحب جو بعد میں ڈپٹی کلکٹر ہوئے اور جنکی عنایت اور توجہ سے ہم کو یہ حالات معلوم ہوئے ہیں اس کام میں آپکے شریک تھے اور انہیں کی مشورہ و شرکت سے سنہ ۱۸۷۷ء میں اودھ پنچ کی بنا پڑی منشی صاحب نے پنچ کے لئے پہلے ہی سال میں ایسے ایسے سحر البیان و جادو قلم نامہ نگار ڈھونڈھ نکالے کہ جو اُردو علم ادب کے آسمان پر چاند سورج ہو کر چمکے انہیں سے پنڈت تربھون ناتھ ہجر۔ مرزا مچھو بیگ ستم ظریف۔ نواب سید محمد خانصاحب آزاد و سید اکبر حسین صاحب اکبر و منشی احمد علی صاحب شوق منشی جوالا پرشاد برق منشی احمد علی کسمنڈوی کے نام نامی خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ پنڈت رتن ناتھ سرشار بھی اول دو سال تک اپنے قلم جادو رقم سے اودھ پنچ کو سرفراز کرتے رہے لیکن بعد میں آپس میں کچھ اُلجھن پیدا ہو گئی اور وہ سلسلہ منقطع ہو گیا منشی صاحب علیگڈھ کی تحریک و سرسید کی پالیسی کے اول روز سے مخالف تھے۔ نظام معاشرت میں قدامت پرستی کے قائل و مغربی تہذیب کے دشمن تھے سنہ ۱۸۹۷ء میں

نیشنل کانگرس مین شریک ہوے اور مرتے دم تک اُسکے حامی رہے سنہ ۱۹۰۱ء مین
پہلی مرتبہ فالج گرا لیکن چندماہ بیمار رہکر اچھے ہوگئے سنہ ۱۹۰۹ء مین فالج کا دوسرا دورہ
ہوا کہ جسنے تندرستی ہمیشہ کے لئے تباہ کردی - اسوقت سے بولنے کی قوت قریب قریب
بالکل جاتی رہی تہی - گو گفتگو کرنے کی کوشش کرتے تہے لیکن بات سمجھہ مین نہین
آتی تہی - مگر چل پہر سکتے تھے اور دماغ اپنا کام برابر کرتا تہا - متواتر علالت -
ضعف و دیگر مکروہات زندگی کی وجہ سے آخری زمانہ نہایت مصیبت و پریشانی
کا گذرا و بالآخر سنہ ۱۹۱۲ء مین اودہ پنچ بند کرنا پڑا - اسکے بعد حالت روز بروز
بُری ہوتی گئی اور ۲۲ - جنوری سنہ ۱۹۱۵ء کو اس دار المحن سے کوچ کیا ؎

خدا بخشے بہت سی خوبیان تہین مرنے والے مین

منشی محمد سجاد حسین صاحب اُردو اخبار نویسی مین طرز مذاق و ظرافت کے
موجد - لکھنؤ کی زبان اپنے رنگ کے اُستاد تھے اودہ پنچ کے ذریعہ سے جو
خدمات اُردو لٹریچر کی آپنے کین وہ قابل قدر اضافہ اس زبان مین آپکی
کوششون کے بدولت ہوا اس قابل نہین کہ آسانی سے بھلا دیا جاوے -
آپکی سب سے بڑی خوبی یہ تہی کہ آپنے اپنا دامن شہرت مذہبی تعصب سے
خواہ پولٹکس ہو یا لٹریچر ہمیشہ صاف و پاک رکہا اور آزادی و ایمانداری
کو کبہی بہولے سے بہی ہاتہہ سے نہ جانے دیا جو وضع اختیار کی اُسکو مرتے دم تک
نبہایا کسی حالتمین اصول سے مُنہ نہ موڑا - بلا کی شوخ طبیعت پائی تہی و بذلہ سنجی
و ظرافت تو گویا مزاج کا خمیر تہی - نہایت پریشانی و تنگی کی حالت مین بہی
حتی المقدور خندہ پیشانی رہتے و مذاق سے باز نہ آتے تھے منشی جوالا پرشاد
برق مرحوم سے نہایت درجہ کی خصوصیت تہی - آپ کے قدردانون مین
آنریبل پنڈت بشن نراین در - آنریبل راجہ سر محمد علی محمد خانصاحب بہادر
والی ریاست محمود آباد و آنریبل بابو گنگا پرشاد ورما مرحوم کے نامی نامی
خاص طور سے قابل ذکر ہین -

کہلے خط وسربستہ مضامین

نمبر ۱
خط بنام مسٹر گلیڈاسٹن

مولوی گلیڈاسٹن صاحب طول عمرہ۔ دعاے خیر نصیب شما باد۔ ایسے زمانے مین جبکہ چارون طرف سے ہواے شر و فساد۔ ہر ملک سے سموم بغض وعناد کے جھونکے آرہے ہین۔ تمہارے حق مین اس سے بڑھکر مناسب دنیا مین شائد ہی کوئی اور دعا ہوگی۔

تم غالبًا واقف ہوگے اور اگر نہین تو اب کان پہٹ پہٹا کر سن لو کہ یہ تمہارا بوڑہا خرانٹ۔ تجربہ کار۔ زمانہ دیدہ۔ فلسفی۔ حکیم۔ مؤرخ۔ پولیٹشن۔ اور خدا جانے کیا کیا دوست۔ ایسا تاریک خیال اور نامنصف نہین کہ محض ضد۔ ہٹ دہرمی۔ استبداد سے کسی معاملے مین اک طرفہ راے قائم کرے۔ اور اوسکے دوسرے پہلو کی طرف سے عمدًا و ارادتًا۔ اپنی دوربین اور باریک بین آنکھین بالکل بند کرلے۔ آجکل ہزارون دوست ہین تو لاکھون تمہارے دشمن دس اچھا کہتے ہین تو بیس برا بھی۔ مگر یہ سب ہوا کے رُخ اپنا جہاز راے چلاتے انصاف کا انجن ہرگز کام مین نہین لاتے۔ لیکن یہ تمہارا اور اپنی ملکہ معظمہ کا سچا بے میل۔ پکا۔ سولہ آنے ڈبل۔ دوست۔ خیرخواہ۔ جان نثار۔ اور وہ جو ہیچ ان عیوب سے ایسا دور ہی جیسا روس۔ ایمان۔ یا ہندوستان نمک حرامی سے۔ یہ مصلحت وقت۔ دسترس انجام کار۔ سب باتون پر غور کرتا۔ اور تمہاری ذمہ داریون۔ فرائض منصبی۔ مشکلات عہدہ کو خوب جانتا بوجھتا ہے۔ بیشک تمکو چند آدمیون نے بنالیا ہے۔ مگر واضح رہی دو صورتو نمین بنایا جاتا ہے

اول جب واقعی اوسمین صفت بنائے جانے کی پائی جاتی ہو۔ اور
کہلی بازا اپنے ڈھب کا اوسے پاتے ہون۔
دوسرے اگرچہ وہ فی الحقیقت اس قابل نہو۔ مگر اتفاقاً کچھہ حرکات سکنات
یا معاملات کی ظاہری صورت ایسی ہوجائے کہ لوگون کو غلط فہمی واقع ہو۔
بہرنوع دل لگی بازون۔ دور سے تماشا دیکہنے والون کا الو کہین نہین گیا۔
جہان تک میرا تجربہ ہے۔ اور مین تمہارے افعال ماسبق وحال پر انصافانہ
غور کرتا ہون۔ کہہ سکتا ہون کہ تم بیچارے درحقیقت ایسے ہرگز نہین جیسا
تمکو آجکل لوگ خیال کرتے ہین۔
مگر اسمین بہی کلام نہین کہ تم بن گئے اور خوب بن گئے۔ بخت واتفاق
کو کوئی ڈفریلی روک سکتا ہی۔ نہ گلیڈاسٹن۔ مگر اتو بدنامی کا ٹوکرا تمہارے ہی
سر ہے۔ اور سچ بہی یہ ہی کہ اُسکے مستحق بہی تم ہی ہو۔ مین نے تمہاری فارن
پالیسی کبہی لائق ستائش نہین پائی۔ رفاہ و فلاح۔ آرائش و زیبائش۔
ظاہری ٹیم ٹام۔ اوپری لیس پوت کے واسطے تمہاری ذات مخصوص ہے۔
مگر اسکے لوازم اور مصالحون کی فراہمی اور ترکیب سے تم ایسے محروم جیسے
ہندوستانی جورت سے۔ تم پولیٹکل دسترخوان کے اچھے خانساماں اور ہوشیار
خدمتگار رہو۔ پکا پکایا کہانا۔ طیار ہانڈی تم خوبی سے چن سکتے ہو۔ مگر ہانڈی
پکانے اور چیز طیار کرنے کے نام سے خاک دہول بکائن کے پہول۔ تم نہین
جانتے کہ طرح طرحکے کہانون کے واسطے کون کون مصالحہ کیونکر پیسا اور ترکیب
دیا جاتا ہی۔ کبابون مین کس چیز سے گلاوٹ آتی ہی۔ پلاؤ کو دم کیسے دیتے ہین۔

فارن پالیسی کا معفر اور مُنجن کیونکر خوشگوار چاشنی پیدا کرتا ہی۔ کہتے ہین جو
کوئی چھچھوندر مار ڈالتا ہی اوسکے ہاتھہ سے لذت جاتی رہتی ہی۔ شاید ایسا ہی
ہوا ہو۔ مگر اب یہ ضرورت بیشک معلوم ہوتی ہی کہ پہلے اچھا باورچی اور رکابدار
سب طیار کرے۔ پھر دسترخوان لگانے اور خاصہ چننے کو تم بلا لیے جاؤ تم ہرگز
اس لائق نہین کہ دونون کام تمہارے سپرد ہون۔ یہ خدمت کچھہ گنسر وٹیو ہی
خوب جانتے ہین۔ لیکن سردست کچھہ کرتے دھرتے نہین بنتا۔ اس دفعہ کی الٹ
پھیر مین تمہارا تو وہی حال ہوا ؎

آسمان بار امانت نتوانست کشید قرعۂ فال بنام منِ دیوانہ زدند

کھانا طیار۔ نہ سامان درست۔ مگر دعوت (جنگ) کی وہ دھوم دہام کہ عالم
گونج رہا ہی۔ (ناخواندہ) مہمان ہین کہ چلے آتے ہین۔ بلکہ ایک آدھ تو آستین
ہاتھہ دہوئے قرار واقعی تھپے مارنے پر مستعد ہین۔ نظر غور سے دیکھا جائے تو تمہارا
قصور نہین۔ جن لوگون نے اس دفعہ تمکو بلایا اور وہ نہ سمجھے کہ کھانا تو اس دفعہ
رکابدارون نے ہنوز طیار نہین کیا۔ ہم اونکو باورچیخانے سے کیون نکالے
دیتے ہین۔ اب عین وقت پر کون ہتھیلی پر سرسون جمانے آتا ہی۔

اشارہ کنایہ ہر طرف صاف صاف یہ ہی کہ آجکل تمہارے واسطے
بڑے بڑے آفکار آموجود ہوئے۔ گو خزانہ۔ و فوج و قوم ہر طرف سی اطمینان ہے
مگر سمجھہ لو شیطان مارتا نہین پریشان تو ضرور کرتا ہی۔ خیر اسکی نوبت خدا نہ لائے۔
فی الحال اہل الرایون نے تمکو اوربہی بوکھلا رکھا ہی۔ جو ہے اپنی ڈیڑھ اینٹ
کی مسجد الگ ہی اوٹھاتا ہی۔ مگر صلاح کی صلاحیت ایک مین نہین۔ سب اپنے

دل کی آرزو پیش کرتے ہین اور تم جانو صلاح و آرزو مین بہت بڑا فرق ہے
اس لحاظ سے مین اپنے دست و قلم کو تکلیف دیتا۔ اور تمہاری دماغ خراشی
کرتا ہون۔ تم جانتے ہو فارن معاملات آجکل کیسے پیچیدہ ہو رہے ہین۔
مصر اور وسط ایشیا کے معاملات تو سمجھو۔ دو بڑے ستون ہین جو جمعہ مسجد کی طرح
دور ہی سے سربلند کیے کھڑے ہین۔ باقی ٹرکی کا تذبذب۔ فوج کی حفاظت
مین امیر کی تحاشی۔ برہما مین شسید گی۔ مغربی افریقہ مین جرمن کی بیہودگی
یہ سب امور اگرچہ فرداً فرداً خفیف ہین۔ مگر بہیئت مجموعی اطمینان خاطر کے
دشمن جانی ہین۔ بُرا نہ لگے تو مین صاف کہون کہ اکثر یہ دقیتن تمہاری قوم کے
غلط قیاسات اور تفرضات سے پیدا ہین۔ تم نے جو کچھ کسی قوم یا معاملے کی نسبت
رائے قائم کی وہ اکثر غلط نکلی۔ چنانچہ مصر کا معاملہ لیجیے تم بغاوت کو قومی نہین
شخصی سمجھے۔ مگر دیکھا۔ ایک عربی گیا۔ مہدی سودائی (یا سوڈانی) آیا۔ اوسکو زیر
کرو دیکھو کل ہی عثمان دغنا موجود ہے۔ عثمان کو بھگاؤ یا گرفتار کرو۔ دوسرے
کوئی انکے بھائی بند بلائے بوغنا پیدا۔ پھر آجتک خیال کرو کتنی فتحین پائین۔
کتنی شکستین دین۔ باغیون کو کیسے کیسے کنوین جھکائے لیکن بارہ برس بعد کتے
کی دم وہی ٹیڑہی۔ جب دیکھا مصر کا قوام وہی بگڑا ہوا۔ کوئی بادشاہ ہو۔
صاحب تخت و تاج ہو۔ اُسکو زیر کیا۔ تخت و تاج لے لیا دارالسلطنۃ پر قبضہ کیا۔
یہان سب اک سرے سے لنگوٹی بند۔ خانہ بدوش۔ ادہر سے بھاگے ادہر ہوئے۔
اودہر سے آئے ادہر ہو رہے۔ بھلا ایسون سے اولجھنا اپنی بات کھونا نہین تو
اور کیا ہی۔ اگر کسی حصۂ ملک کو اونکے حوالے ہی کر دیا تب ہی مطلب حاصل نہوگا

کیا وجہ کہ مہدی ملک مانگتا ہی نہ سلطنت۔ اوسکو تو تجدید اسلام کا خبط ہے۔
او دہر اطمینان ہوا کہ ملّے اور ٹرکی پر لپکا۔
وسط ایشیا مین تمہاری کارروائی چندان قابل اعتراض نہین۔
اوسکی وجہ یہ کہ تم نے کچھہ کیا ہی نہین۔ اچھا یا برا کیا کہا جاوے۔ باقی اِس
کاہلی سے جو نتایج پیدا ہوئے۔ وہ بلاشبہہ تمکو مجرم ٹھراتے ہین۔ اسکی وہی مثل
"دکچھہ نکرنا بھی بُرائی کرنا ہے" جہانتک تمہارا بس رہا ہاتھہ پانوٴن نہ ہلائے۔
مگر اب تو روس منحوس کے سر جا کر شیطان چڑہا۔ اب تو وہ خواہ مخواہ افغانیون
کو پچھناتا ہے۔
چونکہ یہ مضمون طویل ہی اور مین سمجھتا ہون تمکو بھی آجکل کام کی کثرت ہی
مین اس خط کو ناتمام چھوڑتا ہون۔ اس بحث کو دوسرے خط مین لکھکر ان
سب کے علاج بتاوٴنگا۔ تم گھبرانا نہین۔ دیکھو اوسان نہ جانے پائین۔
گرنیول ایسے وقت مین کام کا آدمی ہی۔ ڈفرن کی مستعدی قابل صاد۔
زیادہ عمرت دراز باد۔

خط بنام مسٹر گلیڈاسٹن

نمبر ۲

مولوی گلیڈاسٹن صاحب ظلہ العمرہ۔ دعاے ہمت و جرأت۔
مین اپنے پہلے خط مین وعدہ کر چکا تہا کہ دوسرے ہفتے اپنے خیالات روشن
سے تم کو مستفیض کرونگا۔ تم سمجھو کہ پولیٹکل معاملات پر منحصر نہین۔ عموماً ہر کام مین
ایفاے وعدہ و راستی تقریر و تحریر فی زمانناً جوہر انسانی تصور کی جاتی ہی۔

لہذا زیادہ زحمت کش انتظار نہین رکہتا۔ اور مخاطب کرتا ہون۔
مین نے اپنا سلسلۂ سخن اوس دفعہ وسط ایشیا تک پہونچکر چہوڑا تہا۔
یہ وہ مقام ہی کہ جس نے بہتون کے جی چہوڑا دیے ہین۔ اس سے تم اپنی
طرف کوئی اشارہ نہ سمجہنا۔ میرا دستور ہی کہ ہرکس دناکس سے پتے کی دل لگی
نہین کرتا۔ کیونکہ اس سے انسان اپنے ہی دل مین خجل ہوجاتا ہے۔
اور مجھے سردست شخصی۔ قومی۔ ملکی۔ سب مصلحتون سے تم کو بد دل کرنا
منظور نہین۔ کیا وجہ ایک تو تم یونہین صورتًا سیرتًا بچہیا کے باوا تہے۔
اوسپر آجکل کی چکر گہنیون نے اور بہی کو لہو کا بیل بنا دیا ہی۔ برداشتہ خاطر تو
ہو ہی رہے ہو۔ اگر ووٹ آو کریڈٹ کی ٹہرائی تو یقینی قوم سے ہنسی خوشی
رخصت ہو۔ ہوارڈن کیسل مین تیشے سے نجاری کرنا شروع کردوگے۔
دل لگی بازون کا کیا بگڑے گا۔ یہان کار سلطنت مین خلل کا اندیشہ ہے
اور سب سے بڑہکر تو یہ سمجہ لو کہ آج تم نے استعفا ردا خل کیا اور کل روسی
ہرات پر قابض۔ وہ لوگ بڑے قابو پرست اور بیباک موقع شناس ہین
تم وقت گذر جانے کے بعد گدی کی طرف چوٹی ڈہونڈہتے ہو۔ وہ دو قدم
آگے سے اوسکی پیشانی والے چار بال اس پہرتی اور چالاکی اور استواری
سے پکڑتے ہین۔ جیسے ہمارے مسٹر ٹیپو کا ڈوریا اپنی نازک بدن زوجۂ
محبوبہ کے جہومٹے۔ جب وہ شخص از راہ غمزۂ وعشوہ کسی دن اوسکے واسطے
کہانا نہین پکاتی۔

اچہا اب مصر سے چلو۔ واقعی اگر تم مین کچہہ انصاف وشرم ولحاظ ونشنس ہے

پولیٹکل قربانی

اسمٰعیل (پاشا خدیو مصر) ع - راضی ہیں ہم اُسی میں جس میں تری رضا ہے

تو تمہارا دل ہی جانتا ہوگا کہ اس ذراسی پھنسی نے کیسا دل باندھا ہے
اور زمانۂ تہذیب میں کیا کیا سفاکیان کرائی ہین۔ اسکی وجہ یہ ہی بعض دفعہ
پھنسی اپنی جسامت کی وجہ سے تو بہت خفیف سی ہوتی ہی۔ مگر موضع اور موقع
کے بدولت بڑے بڑے کاربنکل اور پھوڑون سے گوی سبقت لے جاتی ہے۔
مصر بچارے خود کچھہ نہ سہی۔ اوسکی سوزرائین پادریعنی سلطان کچھہ تو اپنے ہاتھون
اور کچھہ خودغرض دغاباز دوستون کی بدولت چندان قابل خوف وخطر نہین
مگر یہ بھی معلوم رہے کہ تمہاری یورپین طاقتین سب مصر کے معاملات مین حصہ
بخرہ لگانے کو موجود ہین۔ وہان یورپ کی ناک پر بیٹھکر تم چاہو کہ کوئی ایشیا
کی سی کارروائی بے غل وغش کر جاؤ یہ محال ہی۔ دوسری بات یہ کہ ہمکو اپنے
زمانۂ طفولیت کا واقعہ یاد ہی۔ کہ ایک دفعہ ہمارے دوستون مین کنکوّا لڑتا تھا۔
تم جانو جہان کنکوا لڑتا ہی۔ کٹے کنکوے چھٹانے یونہین ہاتھہ کی صفائی دکھانی
کو بازاری لونڈے لاڑی بھی ارد گرد اپنی دمڑی اور دہیلچی کنکیان بڑھائے
رہا کرتے ہین۔ ایک صاحب اس بلا کے جلد باز اور عجلت پسند تھے کہ جب تک دوسری
طرف چھپکے آپ اونہین کنکیون سے اولجھہ جائین۔ اکثر ایسا اتفاق ہوا ہے۔
اچھے اچھے شدھو کنکوے اور نفیس مانجہا سب اسی مین صرف ہوگیا ہی۔ اور جب
اودہر کا سر پہ تڑتڑا یا تو حضرت ہاتھہ لگانے کی جگہہ ہاتھہ ملنے لگے۔
پس مصر کی کارروائی بہت کچھہ اس سے مشابہ ہی۔
ہان یہ سچ ہی کہ یہ ساری گل افشانیان تمہاری ہی جودت طبع کا نتیجہ نہین
یہ قضیہ بھی گذشتہ وزارت نے ترکہ چھوڑا ہی۔ اور تم بیچاری کے سر پڑا

لیکن یہ بہی تو سمجھہ لو آخر قوم نے ایسی ہی ایسی خرابیون کی درستی کے واسطے تو تمکو قلمدان وزارت دلوایا۔ اور تم نے قبول کیا۔

علاوہ اسکے بہت سی بے عنوانیان تو خاص تمہارے ہی صدقے مین واقع ہوئین۔ بہلا جنرل گارڈن کو بہیجکر تم خاموش ہو رہے۔ پہر اوس بیچارے کی خبر بہی نہ لی۔ آخر مروا ڈالا اس سے تمہاری کتنی بدنامی ہوئی اب بہی دیکہکر تو سر پیٹر لمسڈن وسط ایشیا مین جہلا رہے ہین۔ دیکہو جتنا تمہارا فرقہ کشت وخون سے محترز تہا اوسیقدر اب باعث ہوا ہی۔

خیر یہ تو داستان پارینہ ہے۔ اب مطلب کی یہ بات ہی کہ کرنا کیا چاہیے۔ خداوند کریم تم کو عقل اور ناصحان مشفق کی بات پر توجہ دے۔ تو سب کچہہ درست ہو جائے۔

اس امر کا تصفیہ کہ آیا مقصد مہم مصر حاصل ہوا کہ نہین تو میرے نزدیک کوئی نہین کرسکتا۔ ابہی جب کوئی مقصد ہو تب تو دیکہا جاے۔ وہان سرے سی متزلزل و مبہم کارروائی تہی۔ مقاصد بہی اوسیطرح پورے ہوتے رہے۔ پس اب انتظار ہی کس بات کا کرنا لازم آتا ہی۔ اب تم اپنی فوج ٹہکانے پہونچاؤ ٹرکی کو اول تو اس لائق نہ رکہا۔ دوسرے اگر کسی حکمت عملی سے چاہو گے کہ اسکی فوج وہان بہیجوادو کہ وہ بہی حیران پریشان ہوتی پہرے۔ تو یہ سمجھہ لو کہ تم وہی غلطی پہر کروگے جو اس فتنۂ عظیم کی بنا ہے۔

شائد تم اپنی بطی الفہمی سے اس بلیغ جملے کو فوراً نہ سمجہوگے۔ مگر مجھے بالفعل صراحۃً منظور نہین۔ مناسب ہوا پہر کبہی بتادونگا۔

اب رہی کوئی اور یورپین طاقت خانۂ خود مطلبی خراب۔ ابتو برابر والون کے ساتھہ یہ حال ہے ؎

اسی خاطر تو قتل عاشقان سی منع کرتی تھی ۔۔۔ اکیلے پھر رہے ہو یوسف بی کاروان ہو کر

ہان ایک اٹلی ہی۔ سو میرے نزدیک چہ خفتہ چہ بیدار۔ عقلا کے نزدیک کچھہ نہ سہی۔ مگر حال مین فرانس نے تمکو زک فاش دی۔ فرانسیسی اخبار رہند کردا گر مصر سے معذرت کرانا داب شاہنشاہی کے خلاف تھا۔ مگر تم سی ہمکو اول روز وزارت سے ایسی ہی امیدین تھین۔ وزارت سابق مین تم امریکہ والون سے کہا بدے۔ جنیوا مین چند چلتے پُرزے جمع ہوئے اور تمہاری سلطنت کو البا ما کا تاوان دینا پڑا۔

وزارت حال پر آنے کے کچھہ روز پہلے تمنے سلطنت اسٹریا کو سخت سُست کہا تھا۔ منسٹری نصیب ہونے پر تمہاری پہلی حرکت کا تاوان دینا پڑا۔

سالی کہ نکوست از بہارش پیداست

پس تمنے تو بار باشا سے معذرت کرالی تو کون نئی بات کی۔ جسنے اپنی ٹوپی اوتار لی اوسکو اور کا کیا خیال۔

لیکن حال کی پیچیدگیون کو دیکھتے تمنے کمال حلم اور بردباری کی اسپر میرا صاد ہے۔ مین اس کارروائی کا مخالف نہین۔ واقعی ایسا ہی چاہیے تھا۔ کاش خدا تمہاری ایسی ہی موقع شناس عقل رکھے۔ جس ڈہن اور ڈھرے پر ہو اُسی پر قائم رہو۔

خط بنام مسٹر گلیڈ اسٹن

نمبر ۳

مولوی گلیڈ اسٹن طولعمرہ۔ آجکل زمانہ ایسی جلد جلد کروٹین بدل رہا ہی اور تم بھی اُسکے ساتھ وہ قلابازیان کہار ہے ہو کہ معلوم نہین اس تحریر کے پہونچتے پہونچتے چمن دہر مین کون کون جدید گل کہلین۔ اور کون انوکہے شگوفے سر بلند کرین۔ اسی جہت سے میری دو دو باتین تم چٹ پٹ اور سن لو۔ اور اپنا راستہ پکڑو۔ باقی اتفاقات کا چکر تو کسی کے روکے رُک نہین سکتا۔ جو جس کام کے واسطے بنا ہی جب مہلت موقع پایگا اپنی علت غائی پوری کریگا۔

تم سمجھو۔ مہدی۔ عثمان دیغنا۔ زار روس۔ اور اوسکے ارکان سلطنت۔ ارنیل جرنیل۔ علی خانوف۔ کمروف۔ بیوقوف جنکی بے ایمانی پر ذوف۔ آخر عالم اسباب مین جہگڑے فساد قتل غارت ہی کے واسطے آئے ہین۔ کہ میری آپ کی طرح علوم۔ فنون۔ حکمت۔ فلسفہ۔ تہذیب۔ ترقی کے واسطے جان کہپانے کو شش کرنے۔ یہ مانا کہ تم نے درگذر کرکے معاملہ مختصر کیا۔ مگر حرامزادے کی رسی دراز۔ سر دست یہ سلسلہ ختم ہوتا معلوم نہین ہوتا۔ پس جو بات کرو زمانے کے موافق۔ مین نے پہلے خط مین سب تفصیل لکھدی ہی کہ اگر تم مصر کے جہگڑے کو یون چھوڑ بہاگے تو بڑی خطا کی۔ جنکا جنکا بھروسا تھا مین نے اونکی قلعی بھی کہولدی۔ پس اب سوا اسکے کوئی صورت ہی نہین باقی کہ مصر مین اگریسو پالیسی یعنی فتاحی کی حکمت علی بالکل ترک کیجائے۔

مہدی و عثمان دیغنا وغیرہ کی عداوت سینۂ بے کینہ سے آزاد ہو۔ اب جسقدر
قبض و تصرف مین ہی اُسپر ایک دفعہ آیۃ الکرسی پڑھکر پھونک دیجاوے۔
اور اوسی طرح اوسکی محافظت کی جاوے جیسے مرغی اپنی ساری جھول
پیٹ کے نیچے چھپائے رہتی ہی۔ اگر حملہ کرو تو دفاعی۔ مقابلہ کرو حفاظتی۔
ساری بلا لینا اور ملک کو اس سے تتر بتر کرکے چھوڑ دینا یہ کس خدا نے بتایا
اور کس ایمان نے سکھایا ہے۔ اب لازم ہی سب افواج دو مقام مناسب
محفوظ پر جمع رکھو۔ کہ مصر والون کے کام بھی لاسکو اور سرحد ہندوستان
کے جھگڑے مین بھی بلا سکو۔

اب رہا روس کا جھگڑا اوسکی کیفیت یہ ہی کہ ہر شخص کو کسی نہ کسی کیساتھہ
حسن عقیدت ہوا کرتا ہی۔ کسی کو اپنے کسی دوست سے ایسی امید ہوتی ہی
کہ سراسر خلاف ترصد حرکات دیکھتا جاتا ہی مگر عقیدت نہین جاتی۔ کوئی
بزرگوار اپنی زوجۂ مقدسی کی جانب سے وہ حسن ظن دزن نہین رکھتے ہین
کہ آیت حدیث غلط۔ ع

حکم جورو جی بہ از حکم خداست   انچہ جورو جی بفرماید روست

کسی کو کسی حکیم طبیب ڈاکٹر پر وہ اعتقاد ہوتا ہی کہ صریح حضرت قلم کار تیغ و سنان
کر رہے۔ خدا گنج کی نو آبادی کو ہر روز ہزارون کا چالان بھیج رہے ہین
مگر یہان مسیحاے دوران حضرت ہی ہین۔ کسی کو کسی وکیل صاحب پر اطمینان
ہی۔ کہ معاملہ فہمی سے اسقدر دور جیسے اعمیٰ بینائی سے مگر یہان سارے عالم کا
قانون انہین کی نوک زبان پر ہی۔ بعض کو کسی شاعر کا عقیدہ ہو جاتا ہی۔

کہ ساری دنیا مہمل گوئی پر ملامت کنان ہی مگر آپ کو وہی کلام مرغوب و مطبوع - پس اسی طرح سمجھہ لو تمکو بہی روس کے ساتھہ حسن عقیدت ہی - تمہارا دل و دماغ اتنا وسیع ہی نہین کہ روس کی چالاکیون اور فریب کے دفتر کا ایک حرف بہی اوسمین سما سکے - تم بیچارے اوسکے فتنۂ و فساد کا ادراک ہی نہین کر سکتے - تم مین فربودیت کا وہ جوش ہی کہ تم جان نہین سکتے - آن سلطنت - صولت و شوکت شہنشاہی - شکوہ و شان قیصری کیا ہی - پہر اوسکی کمی بیشی کا اندازہ تمکو کیا خاک پتہر مل سکتا ہی -

الغرض اس حسن عقیدت نے تمکو تگنی کا ناچ نچار کہا ہی - علاوہ اسکے دو حماقتین تمہاری قوم سے ایسی ہوئی ہین کہ مدت تک اونکا اثر بد تمکو سہنا پڑیگا - اول تو مختلف تعصبات مذہبی - قابو پرستی - تنگ نظری کی بدولت تمہاری دونون پارٹیون نے سلطنت ٹرکی کو ایسا ضعیف اور نحیف کر دیا کہ روس کے ساتھہ کلہ بکلہ لڑنے والا کوئی نہین رہا - یونان کی بادشاہت نئے سرے سے قائم ہوگئی - کرسنڈم مین اسلامی سلطنت خلل انداز تہی وہ قوت مین کم ہوئی - مگر یہ بہی سمجھہ لو تم نے ایک دوست کے ساتھہ گہاٹ کے وقت پر کنائی کاٹی - سلطنت و شہنشاہی کے خلاف کیا - یہ تمہاری کوتہ فہمی ہے کہ دنیا کی بادشاہت کو مذہبی سلطنت سمجھتے ہو - اگر مذہب کو بادشاہت مین ایسا دخل ہوتا تو سارے پیغمبر اور اولیا رشی اور منی بادشاہت ہی کرتے تمنے ایک طرف مذہبی تعصبات پر قہقہہ اوڑایا اور دوسری طرف مذہبی عناد و عداوت کو ہادی بنایا - حال کی جنگ روم و روس مین اگرچہ کنسرویٹو پارٹی بر سر حکومت تہی - اور جو امر فرو گذاشت

ہوااوسکا عذاب ثواب اوسکی گردن پر۔ مگر انصافاً کہو کہ تم اوس پالیسی مین کیسے شریک غالب رہے۔ جھوٹ یا سچ جو کچھہ وہ کرنے والے تھے تمنے ہفتہ ہفتہ بھر مین دو دو لمبے چوڑے رسالے شایع کرکے اونکو بازرکھا۔ بلگیریا کے مظالم رنگنے کو تو آپکا قلم خونین رقم روان دوان تہا۔ مگراب فرمایئے بارہ سو افغان سرحد پر کٹ گیا۔ آپکی کمیشن کی توہین ہوئی۔ اوسکے ساتھہ کے لوگ بے رحمی فصل سے کہیت رہے۔ جاڑے پالے کے مارے ٹہنڈے ٹہنڈے ملک عدم کا راستہ ناپنے لگے۔ مصر اور سوڈان اور خرطوم مین انسانون کی قربانی کرڈالی اوسپر جودت طبع صرف نہین ہوتی۔ ؎

بس گرسنہ خفت و کس ندانست کہ کیست بس جان بلب آمد کہ بروکس نگریست

المختصر روس کو غلبہ نصیب ہوا۔ پھر اسکا نتیجہ کھلا ہی رکھا ہی کہ وسط ایشیا مین کارروائی کرنے کو اب سلطان کو اپنی طرف ملاؤ تو کیا اور جدا رکھو تو کیا۔ ابتو روس ذرا ذراسی بات پر اونکو دہمکا کر اپنی طرف سازش پر مجبور کرسکتا ہی بہت رعایت کی نیوٹرل رہنے دیا۔ اس حماقت کا خمیازہ تمہاری حیات مین کیا بعد ممات تک انگلستان کو بھگتنا پڑیگا۔ تمہاری قوم جسقدر رٹر کی سی مغائرت کرتی جائیگی۔ اوسیقدر غرور لایعنی اور تبختر فضول کے ثمرے اوٹہائیگی۔

دوسری خطایہ ہوئی کہ جب معلوم تہا کہ افغانستان پر ہم قبضہ نہین رکھ سکتے۔ اوسمین آمدنی نہ منافعہ۔ قوم پرورش پاسکتی ہی نہ تجارت چل سکتی ہی تو پھر شیر علی خان سے لڑنا۔ اور کابل قندہار فتح کرنا سراسر فضول تہا۔ اسمین اتنی بات ہوئی کہ تم شریک نہ تھے۔ لیکن اول منزل پہونچانے کی خدمت

تمہارے ہی سر پڑی۔ ادیمین تم نے اپنی حماقت صرف کی یعنی ساری کارروائی کالعدم کردی۔ حالانکہ قندہار پر قبضہ رکہنا لازم تہا۔ خیر جو ہونا تہا ہوگیا۔ اب روس نے قدم بڑہایا۔ اور تمہارے کمیشن کی سخت توہین کی۔ مین اس جگہ اس سے بحث نہ کرونگا کہ تم سے اس بارے مین کیا عقلمندیان ہوئین۔ مگر اسقدر ضرور کہونگا کہ جو چال تم چلے وہ بری چلے۔ اگر کوئی اچھی سوچی بہی تو انجام بخوش اسلوبی نہوسکا۔ کمیشن سرحدی کی تجویز ایسی معقول تہی کہ باید وشاید۔ مگر وہی دم کی کسر رہ گئی۔ جسکا اعادہ فضول ہی۔

اب بعد قبضۂ پنجدیہ و مردچاک و چرابی بصرہ جو ثالثی کا معاملہ ٹہرا ہے۔ اسکی نسبت بہی کچہہ نہ کہونگا۔ جو ہونا تہا ہوگیا۔ تمنے میرے اشارات پر عمل نہ کیا۔ تمہاری قوم اور تمہارا خدا اپنے سمجہہ لیگا۔ اب واقعی انگریزی عظمت وحشیون کی نظر مین کم کرادی۔ سر پیٹر لمسڈن سا افسر کمیشن روس کے چالاک اور چلتے پرزے کمروف علی خانوف کے مقابلے مین دوسرا خدا نے پیدا ہی نہین کیا۔ اب ؎

قرنہا باید کہ تا یک لمسڈن از لطف طبع
صاحبِ غیرت شود یا زیرکِ پلوٹسٹ

سر یعنی صاحب نہین بلکہ یہی سر جو آجکل مصر کے مخروطی مینارون اور وسط ایشیا کے لق ودق میدانون مین ہم آپ ٹکرا رہے ہین۔ اور پیٹر معنے پیٹنے والا داز علامت فاعل) لمس معنی چہونا۔ ڈن یا دن آواز توپ بندوق۔ پس مطلب یہ کہ ایسا سر پیٹنے والا کہ لمس کرنے سے دن سے چہوٹ جاتا ہی۔ آدمی کاہے کو چاندی کی بارود ہے۔ خشکی کا تارپیڈو ہی۔ مگر افسوس تمہاری

کابلی سے روس نے اوسکو محض آتشبازی بنایا۔ کمیشن سمیت بیچارہ چھنک کر رہگیا۔ اور اب اگرچہ چھوٹا ہی تو کمیشن سے مستعفی ہوکر۔ بم کے گولے کی طرح سیدھا اپنے گھر کی طرف راہی ہوا۔ اب اس سگھڑ بھلائی کو تہ کرر کہئے اور سارے کمیشن کو بلا ت لیجیے۔ لندن ہو یا ڈنمارک بطور خود کارروائی کیجیے۔ اسکے بعد جب قضیہ زمین برسر زمین فیصل کرنے کی نوبت آئے تو اپنا کمیشن سینٹ پطرس برگ سے بمعیت کمیشن روس بھیجیے۔ کیونکہ پولیٹکل معاملات۔ ایک طرف یون ہی دو شخص جب کسی جگہہ اس طرح ملنے کا بندوبست کرتے ہین کہ ایک طرف سے ایک دوسری طرف سے دوسرا چلکر مقام پر پہونچے تو وقت سی خالی نہین ہوتا۔

اب رہی شاہ ڈنمارک کی ثالثی۔ یہ سچ ہے کہ ثالث صاحب کی ایک بیٹی زار روس کو ایک پرنس آف ویلس کو بیاہی ہین۔ دونون سلطنتون سے قرابت قریبہ ہی۔ مگر تم اسقدر ضرور سمجھلو کہ گو وہ بادشاہ اعزاز مین قدیم ہی۔ مگر بادشاہت اور ملک گیری سے بالخلقت محروم ہی۔ (ایسے بادشاہ کے واسطے تمہارا سا وزیر بہت مناسب تھا۔) اوسنے اپنا ہی ملک جہیزون وغیرہ مین دے دلاکر مختصر کرر کھا ہی۔ وہ ملک گیری اور ملک دہی کی لذت سے بالکل ناواقف۔) اسکے علاوہ مین پوچھتا ہون اوسکی نظرون مین روس اور انگلستان بوجہ قرابت کیون برابر ہونے لگے۔ ہان تم کسی جدید منطق سے ثابت کردو۔ کہ جس طرح شہنشاہ روس کو ایک بیٹی بیاہی ہی۔ اوسی طرح ہماری قیصرہند ملکہ معظمہ کو دوسری۔ تو البتہ مین بھی برابر سمجھون۔ ورنہ بادشاہون مین ایسی باتون کو مانین تو زار روس ہی کیون انگریزون کو ستائین۔

تمہاری کارروائیون سے معلوم ہوتا ہی کہ روس جس حصۂ ملک پر قابض ہوگیا ہی۔ وہ برضامندی امیر کابل اوسی کے سر رہیگا۔ آیندہ کا وعدہ لے لیا جائیگا۔ مجھے افسوس ہی کہ تم فضولیات مین مبتلا ہوکر مقصد اصلی کو اس طرح سست سے نکلجانے دیتے ہو۔ جیسے چوہے دان سے چوہا یا ہاتھ سے زندہ مچھلی۔ امیر تو وہ ویران حصۂ ملک جو بقبضۂ روس آیا ۳۰ مارچ کو بیع کر چکے۔ اور تم سے دام بھی راولپنڈی مین وصول کر چکے۔ اونکو پرواہی کیا۔ تم نے جس مصلحت سے افغانستان کو وظیفے دیے۔ تحفے نذر کیے اوسکا خیال تو تمکو لازم ہی۔ اگر روس کو بڑہنے دیتے ہو تو خیر جلال آباد۔ قطع۔ پیشاور۔ ڈیرہ جات پر فوج جاکر منتظر روس بیٹھو۔ پھر امیر کی اعانت کی ضرورت۔ نہ وظیفون کی حاجت۔ اور اگر ہمسائگی روس نہین چاہتے تو ایک چپہ زمین نہ لینے دو۔ یا ہرات جسپر وہ کوئی دن آیا ہی چاہتا ہی روس کی سرحد ہو۔ اور قندہار پر خود قبضہ کرو۔ جی چاہے دام دو تو نکے اپنی خزانے سے دینا۔ روس بیچارہ مفلس ہی۔ سمجھ لینا ڈچس اڈنبرا کی مہر مین رقم مجرا ہوئی۔

اگرچہ جانتا ہون تم میری باتونکو کم سمجھتے ہو۔ مگر اتنا پھر بتاؤنگا کہ یہ سامان طیاری افواج جاری رکھو۔ اسکی بدولت پارلیمنٹ روپیہ دیگی۔ روس دبیگا۔ افاغنہ تالیان اور بغلین نہ بجائینگے۔ وحشی اقوام عبرت کی نظر سے دیکھین گے۔

چونکہ یہ اخیر خط تھا کسیقدر طویل ہو گیا۔ اب مجھو اور شاگردونکو تعلیم دینا ہی۔ تمکو چندے کوئی خط نہ لکھونگا۔

ملکہ اینکہ ان اہم معاملات کی علاوہ اور چھوٹی چھوٹی خرخشے ہین جو پولس رستی کی ساتھ خود دور ہو جائینگے

کھلے خطوط اور سربند مضامین

نمبر ۴
بنام ملکہ وکٹوریا قیصر ہند

ملکۂ سکندر حشم دامت ظلہا - اگرچہ تمہارے ملک وحشم کے آئین وقوانین
ملکداری رفتہ رفتہ ایسے ڈہرے پر آرہے ہین کہ حاکم وقت کو انتظام جہام مین
خودسری وخودرائی کے منہ زور بہاپر سواری کی نوبت نہین آتی - اور محض
زمانہ کی ہوا - قوم کی نبض دیکھکر اپنی رفتار مطابق کرلینا ہوتی ہی سلطنت ایک
ٹرین ہی جسکا انجن پارلیمنٹ ہے چند چلتے پرزون کی قوت اور کام سی واقف
ہوکر مباحث ملکی کی سردی گرمی سے رائون کی سلنڈر کی رفتار پر نظر رکہنا
اور ٹرین چلانا صرف کاریست کہ فراست حاکم میخواہد - اور باقی دنیا کے
سارے بکھیڑے جھنجھٹ پارلیمنٹ کے سر اور وزرا کے حوالے - مگر پہر بہی بندہ بشر
گہوارۂ عالم کے نشیب وفراز زمانے کی سردی گرمی دماغ پر تو کچھہ نہ کچھہ اثر ضرور
پیدا کرتی ہی - چونکہ میرے علم ویقین مین تم بہی انسان اشرف البنیان ہو -
لہذا تمکو بہی ایسے خرخشون سے مبرا ومبرا نہین پاتا - اور ضرورت دیکھتا ہون
کہ بعد تعلیم وتلقین گلیڈ اسٹن چند کلمات تمہارے گوش حق نیوش تک پہونچا دون -
آجکل معاملات کا قوام بہت کچھہ بگڑا معلوم ہوتا ہی - اگر فعالۂ اولوالعزمی
کی چاشنی اندازۂ اعتدال سے بڑہکر حلاوت ملکداری مین زیادہ ترشی دکھائی
تو چندان ناگوار نہین گذرتا - کیا وجہ کہ وہ تو ایک باطنی بنگ ہی جو کاسہ دماغ
مین گہٹ گہٹ کر اثر پیدا کرتی اور موجین دکہاتی ہی - مگر صلح اور امن کی حالت

منفعلہ کا شربت بزوری معتدل ذنی سی کمی بیشی مین بگڑ جاتا اور خدا جانے
کیسی اولٹی پلٹی تاثیرات پیدا کرتا ہی۔ جب کوئی فعل درجۂ لازمی سے گذر کر متعدی
ہو جاتا ہی تو ایک شخص کی ذات تک محدود نہین رہتا۔ ممکن ہی کہ بہت سے
امور کا وقوع ایک کو ناپسند ہو۔ مگر ضرور نہین کہ دوسرا بھی اوسیقدر کراہت
کرے۔ پس انسان لامحالہ چارناچار طوعًا و کرہًا بہت سے افعال اسی وجہ
سے کرتا ہے۔ تم بھی اس قاعدۂ کلیہ سے مستثنیٰ نہین ہو۔ سب سے اہم
اور ضروری کام عمومًا عالمون اور خصوصًا تمہارے واسطے زمانے اور قوم
کی رفتار پر نظر رکھنا ہے۔

زمانے کا چلن آجکل پر کیا منحصر ہے ہمیشہ آگے کی جانب رہا ہی
چستی اور سستی عارضی امور ہین مگر میل اور رجحان اسی جانب ہے

قدم وقت بیشتر باشد

گاہے ماہے وقفہ یا کمک زیادہ تیزی اور سرعت کے ساتھ روان ہونے کو
ہوا کرتا ہی۔ جیسے آندھی آنے کے پہلے ہوا مین سکون کی سی کیفیت ہوجاتی ہی
اوسی طرح جب عالم اسباب مین تولید واقعات کمی پر ہو تو سمجھنا چاہیے کہ
مادرگیتی اس دفعہ بڑے بڑے گہن گرج جھول نکالنے والی ہی۔ عقلمند اور
انجام بین ہر وقت چوکنا اور ہر کام کے واسطے مستعد رہا کرتے ہین۔ تم بھی
ایسی ہی ہو۔ مگر اتنی کسر ہی کہ تمہاری قوم کثرت کامیابی اور فرط سامان
سے اسقدر مغرور اور متکبر ہوگئی ہی کہ اب بلا غوض و فکر اور داہنے بائین دیکھی
دوسرون کے مقابلے مین اپنی ہر چیز کو اعلی اور افضل سمجھتی ہی۔ اس ہی علاوہ

دیگر نتائج کے یہ نقصان ہوتا ہی کہ وقت پر چند ایسے امور ناپسندیدہ و نامطبوع سے سامنا ہو جاتا ہی کہ جنسے طبیعت میل کہاتی ہی۔ نہ گوارا کر سکتی ہے۔

عالی ہمتی اور بلند خیالی اور کارہاے سترگ کرنے کے واسطے خفیف سی لاپروائی اور بلند نظری وہی خدمت انجام دیتی ہی جو راہگیر کو لاٹھی یا چہڑی۔

مگر کون کہ سکتا ہی کہ بہرام گہاٹ کے پورے لٹھے کی لاٹھی موجب زحمت نہوگی۔

ترقی ہو یا تنزل دراصل دونوں ایک اور ایک ہی دو ہین۔ صرف نام کا فرق ہی۔ گیند کو دیکھو اور بتاؤ اوسمین سے کس مقام کو اونچا اور کسکو نیچا کہ سکتے ہو۔ اسی طرح زمانے کو چکر یا دائرہ یا چرخ جو چاہو کہو۔ دنیا کے ساتہہ رواں دواں ہی۔ یہ محض ہماری فہم ہی کہ مختلف نام پیدا کرتی ہی۔

حیات و ممات صحت و عارضہ ترقی و تنزل چولی دامن کا ساتہہ رکہتے ہین۔ تمہاری قوم تہذیب اور ترقی کے درجے کو طے کر چکی اب اوسکو سنبہلنا چاہیے۔ اور بہت پہونک پہونک قدم رکہنا لازم ہی۔ سارا یورپ اپنے واسطے ایک طوفان عظیم بنا رہا ہے۔ تمہارا ملک اس سے قبل کسیقدر فصل اور مغائرت کے باعث بہت سی آفات ہین شریک یورپ نہو سکا۔ اب عنایت خدا سی تمہاری وہ سلطنت ہی جسپر آفتاب غروب ہی نہین ہوتا۔ اب ہر جگہ کی سرد و گرم ہوا کچہہ نہ کچہہ اثر ضرور پیدا کریگی۔ اگر تمہاری قوم عقیل ہی تو اُسکو لازم ہی کہ

اگر خواہی سلامت بر کنارست

پر عمل کرکے پہونک پہونک قدم رکھے۔

لبرل فرقہ باعتبار پولٹیکل مباحث بے شک مجھو پسند ہی۔ مگر اعتدال کی دم ضروری۔ افعال لازمی اسکے بہت اچھے ہوتے ہین متعدی مین بوجہ تکبر وغرور قومی۔ اور لاپروائی کبھی۔ و دیگر اسباب خفیف وعظیم معاملہ دگرگون ہو جاتا ہے۔

ایک اور امر جو تمہاری توجہ خاص کا محتاج ہی یہ ہی کہ یورپ کے ساتھ ہون ساتھ تمہارے انگلستان مین مذہب کی خیالی باغ وبوستان کی ہری بہری سبز وشاداب تناور درخت سموم علم نظری وظاہری کی جھونکون سے جڑ سے اکھڑ اکھڑ کر گر رہے ہین۔ صرف تہوڑے سے ٹنڈ منڈ تنے اپنی سخت جانی سے بچ رہی سو وہ بہی امروز فردا مین کوچ کرتے نظر آتے ہین۔ اور یہ ظاہر ہی کہ کوئی قوم ظاہری صوری ومعنوی طور سے خودسر وآزاد ہوکر بادشاہی کو اچھی نظر سے نہین دیکھ سکتی جس نے حاکم حقیقی کی اطاعت کا بوجھ سر سے پھینکدیا وہ حاکم مجازی کو پہلی سلام کر چکا مذہب اب صرف ظاہری مراسم اور آرائش اور زیبائش کیواسطے رہگیا ہی۔ اوسکے اصلی تقدس وتسکین سے مدت ہوئی کہ ناآشنائی ہوچکی ہی۔ اگر کچھ ہی تو تقدس کی جگہ وضعداری۔

خلقی ونیچرل رفتار زمانہ کسی کے روکے نہین رک سکتی۔ آگ پانی اور ہوا کسی کی تدبیر سے اپنی قوت ترک نہین کرسکتے۔ مگر انکی قوتون سے کار مفید لینا۔ آجکل کے حکما اور عقلا کا کام ہے۔

المختصر اسی طرح اور بہی چند امور ہین جنکو دوسرے خط مین لکھونگا۔ اب تم جاؤ زار روس کو خط بھیجو۔ مین بہی کائنات کی سیر کو جاتا ہون۔

کھلے خطوط اور بستہ مضامین

نمبر ۵

ملکہ سکندر حشم دامت ظلہا۔ مین نے اپنے پہلے خط مین دوسرے کا وعدہ کیا تہا۔ اسی جہت سے اگرچہ مجھے سارے دنیا کے بکیڑون اور تمکو اپنی پارلیمنٹ کے جگڑون وزرا کی استعفا سے مہلت کم ہی۔ مگر ایفاے وعدہ کرتا ہون۔

سب سے پہلے پیش پا افتادہ مضمون وزارت کا ہی۔ جو کچہ ہوا اور تم نے اور گلیڈ اسٹن نے کیا وہ تو ہو چکا اوسکا ذکر نہین کیا وجہ کہ میری عادت ہے معاملات گذشتہ کہ بجز مورخانہ تجربہ کے اور کسی لائق نہین سمجہتا۔ تم نے سالسبری کو وزارت دی۔ اچھا کیا نہ برا۔ آخر تم بیچاری کرتی ہین کیا۔ کنسرویٹیو فرقہ اب ایسا بے سر اور بے ٹکا ہو رہا ہی کہ کوئی ٹھکانا نہین۔ بس ہی اندہون مین کانے راجا تھے۔ اب نظر تعمق سے ملاحظہ کیجیے تو ایسے فرقے کا کمزور ہوتا جانا جو قدیم باتون کا جن مین شخصی سلطنت بہی شامل ہی حامی ہو بادشاہون کی ذات کو واسطے فال نیک نہین۔

لارڈ رنڈالف چرچل جو بدقسمتی ہندوستان سے وزیر ہند ہوئے ہین۔ بجاے خود تیز آدمی ہین۔ مگر کم سنی اور درشت گوئی اور بدزبانی مانع ترقی ہی۔

معاملات ہندوستان تمہاری خاص توجہ کے محتاج ہین اور میری راے مین تم ہی اوسکی۔ آجتک تمہارے ملک۔ اور پارلیمنٹ مین جسقدر توجہ ہوئی ہی وہ بالکل ناکافی ہی۔ اور لاپروائی سے مملو یہ سمجھو کہ آزادگی

اورشوریدگی قوم کے دست برد سے اعزاز قیصری محفوظ رکھنے کا صندوقچہ ہندوستان ہی ہی۔ اگرتنکا ہوا کا رخ بتاتا ہی تو ایک شہزادے کی تنخواہ کے بارے مین قوم کی خست بہت کچھہ سجھاتی ہی۔ یہ اسی ہندوستان کے جگرے مین جو بادشاہون کا تقدس تک چاہتا ہی۔

بھلا کچھہ تو ہی کہ ہر اولوالعزم کو جہان زمانے نے کسی قدر بہی وسعت دی اوسنے اسی طرف کو رُخ کیا۔ ظاہر مین اگرچہ مین یہان کا باشندہ نہین۔ مگر در اصل مین ساری دنیا کا رہنے والا ہون۔ ازل سے اس ملک کی خوبیان مجھپر اسطرح روشن ہین جیسے بادشاہون مین آجکل زار روس۔ سکندر نے میرے ہی مشورے پر کاربند ہوکر ادہر کا قصد کیا تھا۔ مگر افسوس اوسکی فوج نے وہی ارادے ایک دوسرے عنوان سے برتے جسکے جام سے تمہاری قوم آجکل بدمست ہی۔ اور آخر اوسکا نتیجہ جو ہوا اوس سے میرا یا سکندر ہی کا دل آگاہ ہی۔ اور تھا۔ جب تک ہندوستان انگلستان کا ضمیمہ وڈم چھلا بنا رہےگا پارلیمنٹ انگلستان مین اس کا گیند وہڑکا ہوگا۔ وہان کا ادنی سے ادنی گورا ہندوستان مین دیوتا بنکر جہاز سے اوتریگا۔ تب تک ہندوستان ہندوستان نہوگا۔ لاکھہ روپیہ کی بات تمکو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہر شے کی خوبی ذاتی اوسی وقت تک قائم رہ سکتی ہی جب تک اوسکی ذات مین فرق نہ آئے۔ آم تب ہی تک آم ہی جب تک املی نہین بنایا گیا ہی۔ پس اسی طرح ہندوستان اوسی وقت تک ہندوستان ہی۔ جب تک ہندوستان کی ذات مین خلل نہین آیا۔

تہذیب اور ترقی صدق اور راستی کے جانی دشمن ہین مگر کیسے جیسے مار آستین۔ حکما کہتے ہین کہ نیکی کو کسی طمع سے عمل مین لانا نیکی نہین۔ اور اسی کو ایشیائی شاعر یون کہ گیا ہے ؎

کب حق پرست زاہد جنت پرست ہی ۔۔۔ حورون پہ مر رہا ہے یہ ۔۔۔۔ پرست ہی

اصلی نیکی وہ ہی جواز خود بلا ارادہ سرزد ہو۔ پس مہذب دوستی ہرگز طمع اور نمایش کی آلایش سے پاک نہین ہوتی۔ تم مہذبون کے جو لمبے چوڑے عہدنامے اقرارنامے۔ اسٹامپ۔ رجسٹری سے اپنے وعدے کو آراستہ و پیراستہ کرتے ہو بجنسہ اوس ہندوستانی سبزہ رنگ۔ ملیح دلربا معشوق کی طرح ہو جو انگریزی صابون سے عارض با صفا کو دہو کر آنکھون کے پپوٹے سیاہ کر ڈالتی ہے۔

پس نتیجۂ سخن یہ ہی کہ آجکل کسی کی دوستی اور عہد پر اعتماد نہ کرو عہدنامے چاک کرنے اور اقرار توڑنے دوستی دشمنی کرنے کے واسطے ہوتی ہی۔ انگریزی مثل ٹرسٹ ان گاڈ اینڈ کیپ یور پوڈر ڈرائی۔ (خدا پر بہروسا کرو اور بارود خشک رکہو۔) پر عمل کرو اور دیکہو جنگ گاہ عالم مین کیا تماشا ہوتا ہے۔

جس انسان مین اخلاط متضادہ جمع ہین ممکن نہین کہ ایک کم اور دوسرا زیادہ نہو۔ یہی حال سلاطین کے جبروت و سطوت کا ہی۔ گلیڈ اسٹن اور آرام طلب قوم نے خون صالح اور طاقت اصلی بہت کچھ فضول فصدون اور مسہلون مین نکال ڈالی ہی۔

مثل مشہور ہی آپ کاج مہا کاج۔ تمہاری قوم بڑی خود غرض اور

خود مطلب تمسے تو چاہتی ہی کہ خدمت لی۔ مگر تمہاری خدمت پر جوتی چرا کرتی ہی
پس ایک نصیحت آخری تمکو کرتا ہون۔ اگر اوسپر عمل کیا تمہارا ہی فائدہ ہوگا۔
ورنہ گلیڈ اسٹن کی طرح اس کان سے سن اوس کان سے اوڑا دیا
تو تم جانو تمہارا کام جانے۔ اپنے تاج کے نہایت درخشان اور تابان
جواہر کو پہلے اس ترکیب سے جدا کرو کہ نہ تو اوس فرنگی کی طرح اوسکو صدمہ
پہونچاؤ جسنے اورنگ زیب سے دوستی کے واسطے لیا۔ اور کاٹ چھانٹ کر
ستیاناس کیا۔ اور نہ اپنی تاج کو بدنما بناؤ۔ اوسکے بعد ایک جداگانہ تاج بنوا اور
اوسمین وہ جواہر لگا کر کسی اپنی اولاد کے سر رکھو ہم خوش ہمارا خدا خوش
الکنایۃ ابلغ من التصریح۔

کھلے خط اور سربستہ مضامین

نمبر ۲

بنام مہراجہ کشمیر

مہراجہ صاحب۔ آجکل طویلۂ عالم مین وہ لیتا ہے۔ عرصۂ کائنات مین وہ
سم چخ ہی کہ ہر متنفس محتاج پند و اندرز نظر آتا ہی۔ مگر تم جانو میری نگاہ بلند تو
ازل سے آج تک کبھی نیچی پڑی ہی نہین۔ اور خاصکر جب محل اور موقع دیکھا ہی۔
اپنے مذہب مین آئی پر چوکنا حماقت اور گناہ دونون خیال کیا ہی۔ اسواسطے
آج تمہین سے لگا لگاتا ہون۔ تمہاری اہلیت اور معقولیت جو تم مین حد سے
زیادہ ہی۔ شائد پھرک مٹا کر اس بوڑھے خرانٹ کی دو باتین سننے دے۔
یہ تم اچھی طرح سمجھ لو کہ ایسے باپونکا مرنا جو اولاد کو دولت ثروت۔ ریاست۔

سلطنت چھوڑ جانے والے ہون دنیا مین چندان رنج وتاسف نہین پیدا کرتا
بعض جگہہ تو ادہر مرنے والے باپ کی نعش پڑی ہوتی تہی۔ اور ادہر صاحبزادہ
بلند اقبال جشن تخت نشینی مناتے ہوتے تھے۔ ایک جلد باز جلے تن نے بوڑھے
باپ کو اسی بات پر مار ڈالا کہ تم تو مروگے نہین۔ ہم بوڑھے ہوئے جاتے ہین
لطف ریاست کب اوٹہائین گے۔ پس اب نہ تو میری صلاح ہی۔ اور نہ غالبا تمہارا
دل باپ کا غم منانے کو چاہتا ہوگا۔ مضی ما مضی۔ اب ریاست کا جھگڑا۔
ملکداری کا بکھیڑا تمہارے لیے کیا کم ہی۔

تمنے جو کچھہ گدی پر بیٹھتے ہی رفاہ وفلاح کے احکام جاری کیے۔ اوس سے
نہ صرف یہ معلوم ہوتا ہی کہ بہ مدت کے سوچے ہوئے ہین۔ بلکہ اسکا بھی پتا چلتا ہی
کہ آجکل کی مصلحت کے موافق بیہودہ دستور اور لا یعنی تکلیف دہ مراسم کی قدر
اوسیقدر تمہارے ذہن مین ہی جتنی ہونا چاہیے۔ بات تو اچھی ہی بشرطیکہ
تمہارے دماغ سے نکلی ہو۔

تمہارا ملک دستکاری۔ نفاست میوہ جات۔ لطافت۔ موسم۔ خوبی۔
آب وہوا مین ضرب المثل۔ مگر ساتھی اوسکے بدانتظامی وبدحالی مین شہرۂ آفاق
ہی۔ تمہارے خوشامدیون نے اگر انگریزی یا اور ہندوستانی عملداری کی نظرین
پیش کرکے نیچی آنکھہ اوپر اوٹھوا دی۔ عرق خجالت رومال خوشامد سے پونچھدیا
تو اس سے نہ شالبافون نے گاڑھی کمائی کا پورا جورہ پایا۔ نہ مفلوک اور
کنگال مسلمان خوش ہوئے۔

آجکل کی تہذیب کی کنجی یہ مثل ہی۔

ہاتھہ پانون بچائے اور موذی کو ٹرخائے

جب تک اسپر عمل ہی مزے سے ڈل مین عیش مناؤ۔ گلمرغ مین جشن اوڑاؤ۔
کس نے پرسد کہ بھیا کون ہو۔ سرحد کا جھگڑا کچھہ تمہین کو بیم و رجا مین نہین رکھتا
سارے ہندوستان اور انگلستان۔ اور افغانستان مین بکبر کود مچاتا پھرتا ہی۔
ہندؤن مین سانڈ چھوڑ دیتے ہین۔ وہ جانتے ہو کسقدر ظلم کرتا پھرتا ہی۔
بازار مین جدہر رخ کیا دوکاندار کی جان اگاڑی پچھاڑی تڑا کر نو دو گیارہ
ہو گئی۔ پس اسی طرح سمجھہ لو علۃ العلل نے روس کو بھی سانڈ دیا ہی۔ اسکے علاوہ
نوش مین گزند نیش۔ گلستان شادی مین خار غم۔ شیرینی اُلفت مین
چاشنی شکایت۔ بہار حیات مین خزان موت۔ رنگ مین بھنگ۔ کلیل
مین غلیل نہو تو لطف کیا آئے۔ قدر منزلت کیا معلوم ہو۔ قدر عافیت کسی
داند کہ بہ مصیبتی گرفتار آید۔ صاحب توبۃ النصوح کا قول ہی۔ اگر مرنا نہوتا تو لوگ
درختون سے گر گر۔ کنوؤن مین پھاند کر جان دیتے۔ سرکس مین محض تماشائیون
کی توجہ مین تحریک پیدا کرنے کے واسطے سہوًا و عمدًا گھوڑون پر سے گر گر
پڑتے۔ اور دوڑتے ہی مین اوچک جاتے ہین۔ یہ سب کیا ہی۔ بندہی ٹکی
وضعداری۔ سلاست روی کی چالون مین چہل پہل پیدا کرنا ہی۔ تاکہ دلچسپی
ہاتھہ سے جانے نپائے۔ روس اودہر سے آئیگا نہ آئیگا۔ مگر تم یہ سمجھہ لو۔ ٹکے کا ڈر
شیر کا پتا پانی کرتا ہے۔ علاوہ اسکے ناؤ مین خاک اوڑانے۔ یا پانی گندلا
بہانہ تو باسانی مل سکتا ہی۔

آجکل رزیڈنٹ کا تقرر بہتون کو چکر مین ڈالے ہی۔ تمہاری جو حالت ہو

وہ کم ہی - برمحل کارروائی کرنے والے تو گھات کے منتظر ہی رہتے ہین -
والیان ملک کچھہ آئے دن تو مرتے ہی نہین - غالباً انکو یا گرم ہی پیٹا جائے -
مگر تم کو مین ایک گر بتائے دیتا ہون - تم سب کرنا مگر اوسان نہ کھونا - قیام
رزیڈنٹ منظور کرنا مگر سمجھہ کے -

جو حماقت عقل سے نادانی جان بوجھکر ہو وہ حماقت و نادانی نہین ہے

من نگویم کہ این مکن آن کن   مصلحت بین و کار آسان کن

اب مین تم سے رخصت ہوتا - اور تم کو انگریزون کے سپرد کرتا ہون - چند نکتے
مین نے بتا دیے ہین - اور باقی مفصل مشورے تمہارے ابا جان کو اودہ پنچ
نے سالہا سال دیے ہین - اگر اونپر غور اور عمل کروگے لطف اوٹھاؤگے -
ورنہ ما بخیر شما بسلامت ع

بر رسولان بلاغ باشد و بس

کھلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۲

بنام حضور نظام دکن

ڈیر - یہ تو مجھے معلوم ہی - آپ نے اورون کے نام خط دیکھکر کسیقدر رشک
کھایا ہوگا - مگر تم جانو یہ پرانا خرانٹ ناصح بہت کچھہ دنیا دیکھے ہوئے ضرورتون
اور حاجتون کو خوب پہچانتا ہی - جیسی مصلحت وقت دیکھتا ہی کارروائی کرتا ہی -
یہ سچ ہی کہ تمکو میرے نصائح کی سخت حاجت اور بے انتہا ضرورت ہی - اور آج
سے نہین جب سے تمہارے وزیر با تدبیر سر سالار جنگ اس جہان سے سدھارے

اور بقول بازاری عوام کے۔

گل گئے گلشن گئے جگ مین دھتورے رہگئے

کا معاملہ ہوا۔ یا جب سے تخت ریاست نصیب ہوا۔ مگر تم جانتے ہو عذر معذرت
ور سگھڑ بہلائی کا میدان سلامتی سے اسقدر وسیع ہی کہ عمداً پہلوتہی کیجیے۔
نا دانستہ غفلت کی تب لیجیے کچھہ نہ کچھہ بیش ہی ہوسکتی ہی۔ اس لیے اگر مین یہ صحیح
اور واقعی بات کہون کہ مجھے پہلے تمہاری طبیعت اور لیاقت اور عقل کا حال
دریافت ہونا مقدم تہا تو کچھہ بیجا نہوگی۔ چنانچہ اتنے عرصے کی نگرانی سے
یہ مقصد پورا ہوگیا۔

انسانی خوبیون اور بدیون کے اعتبار سے اگر مین تمکو بشریت اور
ور انسانیت کا معدن کہون تو مبالغہ نہوگا۔ بلکہ بعض اوقات اپنی طبع وسیع
و خلقت گنجائش طلب سے تمہاری انسانیت حیوانیت تک بھی پہونچ جاتی ہی۔
لیکن مین اوسکو بھی بشریت قرار دیتا اور تمکو مستوجب لزام نہین سمجھتا۔ کیا وجہ
کہ التزام۔ سامان۔ لوگون کی ہمت۔ نیت۔ صحبت کے اثر سے تم کسی طرح محفوظ
نہین رہ سکتے۔ خصوص ایسی حالت مین جب ہر طرح کوشش کی جائے۔ کہ فعالہ
کی جگہ صرف انفعالیہ ہی ترقی پکڑے۔ اب بجز اسکے اور چارۂ کار نہین۔ کہ
مہام ریاست۔ حالات رعایا۔ کارگزاری اہلکاران مداخل و مصارف خزانہ
بغیر عینک کے دیکھو۔ اور پھر جس بات پر دل کا استخارہ واجب آئے۔ اوسپر
عمل کرو۔ تم انتخاب دیوان مین ہر انسانی خوبی کو کام مین لائے۔ قدردانی
ریاست مصلحت۔ وقت۔ عزت افزائی۔ سب کچھہ کر گزرے۔ اور واقعی

نمک حلال۔ وفادار۔ خیرخواہ۔ عقیل۔ عالی دماغ دیوان کے حقوق کو
خوب ادا کیا۔ مگر ؎

تہیدستان قسمت راچہ سود از رہبر کامل   کہ خضر از آب حیوان تشنہ می آرد سکندر را

لاپروائی۔ استغنا۔ گستاخی۔ جو بعض اوقات سوءادبی کی حد تک پہونچ
جاتی ہی سب خاک مین ملاے دیتی ہی۔ تم تو اپنی سی کرگذرے۔ آگے جو جیسا
کرے گا۔ ویسا پائے گا۔ مثل مشہور ہے سکہائے پوت (یعنے بیٹے) دربار
نہین جاتے۔ قصہ یون ہی کہ ایک سلطنت مین نہایت لائق ہوشیار وزیر تہا۔
بادشاہ بہی اوسکو مانتے اور بہت معزز جانتے تھے۔ وزیر انجام بین نے
اپنی اولاد کی آیندہ بہبود۔ اور وزارت موروثی کرنے کے واسطے مناسب سمجہا
کہ میرا لڑکا حین حیات اگر دربار شاہی مین حاضر ہوکر کاربار سیکہا کرے۔ تو
غالب ہی بعد میرے میرے آقا اور لڑکے دونون کو دقت نہ پڑے۔ وزارت
بہی بلا تکلف خاندان مین قائم رہے۔ مگر سلامتی سے صاحبزادے پورے
صاحبزادے ہی تھے۔ باپ تو ریاست کے وزیر تھے۔ صاحبزادے احمقون کے
بادشاہ نکلے۔ تاہم وزیر پُر تدبیر نے طبیعت انسانی کی تربیت پذیری پر
اطمینان کرکے خیال کیا کہ کچھہ نہ کچھہ میرے جیتے جی سیکہ جائین گے۔ آگے
کام چل نکلے گا۔ چنانچہ ایک روز کسلمندی مزاج کا حیلہ کرکے خود تو دربار نہ گئے۔
مگر صاحبزادے کو بہیجدیا۔ اور چلتے وقت امور ذیل بطور ہدایت نامہ پڑہادیے۔
اول۔ پہلے بادشاہ۔ اور پہر ولیعہد کو نہایت ادب اور محبت سے سلام کرنا۔
کیونکہ وہ ہمارے بڑے خواجہ اور یہ چھوٹے خواجہ ہین۔

دوسرے۔ چونکہ تم وزیر کے بیٹے ہو۔ کسی ایسے ویسے مقام پر نہ بیٹھ جانا۔ جب بادشاہ اشارہ کرین کسی اونچی جگہ پر بیٹھنا۔

تیسرے۔ اگر کوئی بات بادشاہ پوچھین تو نہایت نرم اور میٹھی باتین کرنا۔

اب سنیئے حضرت داخل دربار ہو کر کیونکر نصائح آبائی و تعلیمات پدری کو صرف کرتے ہین۔ کہ پہلے جاتے کے ساتھ ہی بآواز بلند پکارے "بڑے کھوجنیا تُجھکا (تجھے) سلام اور چھوٹے کھوجنیا تو ہو گا (تجھے بھی) سلام۔

بیٹھنے کا اشارہ پاکر آپ لگے بلند مقام ڈھونڈھنے۔ آخر ایک گوشے مین سامان روشنی کے واسطے ڈیوٹ کی قطع کی چیز رکھی ہوئی تھی۔ آپ اوچک کر اُسپر بیٹھ گئے۔ بادشاہ نے محض اپنے لائق وزیر کی قدر افزائی کے خیال سے مزاج پوچھا۔ جواب ملا۔ "روئی ریشم سمور۔ قاقم"

دریافت کیا کیا مشغلہ رہتا ہے۔ ارشاد ہوا "یہی لڈو پیڑا۔ برفی"

اب تو بادشاہ سے نہ رہا گیا۔ حکم دیا۔ اس مردود مجنون کو نکالدو دربار سے۔

گھر پر پہونچکر والد بزرگوار نے پوچھا کہو کیسی گذری تو آپ فرماتے ہین۔ اجی بھئی جائیے ابا۔ آپ نے کس دیوانے کے پاس مجھے بھیجا تھا۔ جو جو آپ نے سکھایا سب کمال احتیاط سے عمل کیا۔ مگر بادشاہ ہین کہ کسی طرح خوش ہی نہین ہوتے۔ پہلے تو ہمنے دونون کو سلام کیا۔ آپ نے خواجہ کہا تھا ہمنے مارے محبت کے "کھوجنیا" کہا۔ بیٹھنے کو کوئی اونچی جگہ تھی نہین۔ ایک چوکی بچھی تھی۔ اوسپر بادشاہ خود بیٹھے تھے۔ زیادہ گنجائش نہ تھی۔ آخر کار بعد تلاش ایک کونے مین ڈیوٹ سب سے بلند رکھی تھی مین اوسپر اوچک گیا۔

مزاج پوچھا۔ مین نے کہا روئی۔ ریشم۔ سمور۔ قاقم۔ سے بڑھکر کون چیز نرم ہوگی وہی مین نے بتایا۔ مشغلہ پوچھا لڈو۔ پیڑا۔ برفی کہا۔ اسپر بادشاہ بہت خفا ہوئے۔ آپ ہی فرمایئے اس سے میٹھی کون شے ہوسکتی ہے"

وزیر نے سر پیٹ لیا اور کہا واقعی سکھائے پوت دربار نہین جاتے۔ نتیجۂ سخن یہ ہے تم نے بھی سلام لیا۔ اور باوجود مخالفت بٹھایا۔ مزاج پوچھا۔ مشغلہ دریافت کیا۔ بعد حد ہوچکی۔ آگے جو جیسا نکلے ویسا سمجھو۔

اولاد مین اکثر جسمانی ونفسانی تاثیرات آبائی ہوتی ہین۔ مگر کبھی کبھی نہین بھی ہوتین۔ ملکداری اور ریاست کے امور سترگ کی انجام دہی کے واسطے جابجا بادشاہ تک بدل جاتے ہین۔ وزیرون کو کون پوچھتا ہے۔

اس موقع پر پہونچکر یہ بھی گوش گذار کرنا ضرور ہے۔ کہ جو کچھ کرنا اپنے بہروسے پر کرنا۔ قدیم فریق پیرانہ سالی اور بوڑھاپے کے مارے سست تدبیر ہورہا ہے سوچتا بہت ہے۔ کر کچھ نہین سکتا۔ ڈاک کے گھوڑے۔ کرکری تلوارین۔ سردیا ئے پڑا ئے کام نہین دے سکتے۔

پیٹا۔

دنیا مین ریاست کے انتظام کے واسطے نوکر چاکر ہوتے ہین۔ مگر تہوڑے عرصے سے ریاست نوکری چاکری کے واسطے ہو گئی ہے۔ دوچار چلتے پرزون کی بدولت۔ اونہین کے ہیر بدل سے مہلت نہین ملتی۔ احکام کی خوبی وبدی۔ ریاست کی بہبود وفلاح پر کیونکر نظر ہوسکتی ہے۔ انقلاب مین نفع ذاتی وصفاتی حاصل کرنے والے آئے دن ریاست کا تختۂ انتظامی الٹا کرتے ہین۔ انکو دوزخ جنت سے کام نہین۔ اپنے حلوے مانڈے سے مطلب ہے۔

گھوڑدوڑ۔ تفریح امرا اور رؤسا کے واسطے مردانہ کھیل ہی۔ مگر وہی جو بوقت فرصت"
ہم نے یہ بہی سُنا ہی بعض بعض لوگ عہدونکی سوداگری کرتے ہین۔ اور غالبًا
یہی وجہ اور یہی باربار انتظام بدلنے کی ہوگی۔ خیر سردست اور کچہہ نہین۔
اس تجارت پر محصول چنگی تو تم بہی قائم کردو۔

اور بہی چند مضامین دوسرے قابل تحریر ہین۔ انشاءاللہ
دوسرے خط مین لکھے جائینگے۔

کہلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۹

بنام نظام دکن

ڈیر۔ مین اپنے پہلے خط مین تم کو لکھہ چکا ہون۔ کہ تمکو اپنے ہی دل سے
استخارہ کرنا چاہیے۔ اوس سے یہ نہ خیال کرو کہ کوئی شخص مشورے کے لائق
تمہاری قلمرو مین باقی نہین رہا۔ نہین۔ ہین۔ اور متعدد ہین۔ مگر اون کو
پہچاننا۔ اور اونکی مناسبت طبیعت کی لحاظ سے راے لینا اور اوس راے
کو میزان عقل مین تولنا تمہارا کام ہی۔ دیکھو تمہارے وزیر مرحوم نے کیسے
کیسے متضاد صفات کے حضرات مختلف اقطاع ہندوستان سے جمع کیے تھے۔
مگر ہر ایک سے کام وہی لیتا تہا جس مین اوسکو لیاقت ہوتی تہی۔ یہ سمجہہ لو
جسقدر تیز چست چالاک گھوڑا ہوگا۔ اوسیقدر سوار کو اور بہی ہوشیار بیٹھنا ہوگا۔
مین تمکو ایک لٹکا نقیرون کا بتاتا ہون۔ گو یہ آسانی اور مفت میسر آنے
کی وجہ سے تم قدر نہ کرو۔ مگر سمجہو گے تو کشود کار یہ سر انجام مہمات۔ حصول مقصد

کے واسطے منتر ہی تو یہی۔ اور خزانۂ ترقی کے لیے کلید ہی تو یہی ہے یعنے جب غور
کر لیا کہ یہ امر ہماری ذات و صفات کی واسطے مفید ہی۔ اور اسکو تکمیل تک
پہونچانا ضروری۔ تو پہر ہر وقت ہر لمحہ۔ ہر جگہ اوسکا خیال رکہنا فرض ہے۔
اسی کا نام دُھن ہی۔ جب تک اسمین پکے نہوگے ہرگز ہرگز مقصود حاصل نہوگا۔
تمہارے وزیر کو بہبود و ترقی ملک کی بہت سی دہنین تہین جنہین وہ سوتے
جاگتے ہر ساعت مستغرق رہتے تہے۔ تم جانو دنیا مین بجز ایک کے نقصان کے
دوسرے کا فائدہ نہین ہوتا۔ پس وہ فکرین ہی اسی طرح کی تہین کہ جہان تمکو
اور تمہارے ملک کو فائدہ پہونچاتین وہان دوسرونکا نقصان بہی کرتین۔
پس اب اون حضرات نے موقع اور گہات پاکر ایسے ایسے رخنے اور جہگڑے
بکہیڑے شروع کر دیے کہ تمکو ریاست ملنے پر ڈہن نہ بندہنے پائے۔ گو تم کمسن تہے
مگر نہ ایسے کہ اپنے وزیر کی تدابیر و مساعی واپسی برار کی خبر نہ سنتے ہو۔ اوس کو
مرتے مرتے یہی دہن رہی۔ اب انصاف کرو۔ اوسکے بعد پہر بہی کبہی اسکا چرچا ہوا۔
ملک وہی۔ والی ملک وہی۔ برار وہی۔ سرکار وہی۔ مگر افسوس انگریزی مثل
"کوشش کرو کوشش کرو۔ اور پہر کوشش کرو" پر عمل کرنیوالا نہین۔ ممکن ہی تمہارے
دلپر ایسا اثر ڈالا گیا ہو۔ کہ واپسی برار کا جملہ سنکر رونگٹے کہڑے ہوتے ہون۔
یا طبیعت وحشت کی لیتی ہو۔ مگر سمجہ لو اگر تم کچہ کہوگے تو ایسے ہی مہات سر
کرنے سے ورنہ کٹہ پتلیون کا ناچ تو عالم مین ہوا ہی کرتا ہی۔

ایک اور بات اخیر مین کہتا ہون۔ کہ غور کا مقام ہی خدا کو عوام اور بعض
خواص خدا کیون مانگتے ہین۔ صرف یہی وجہ ہی کہ اپنی ذات کسی قدر مختار

اور کسی قدر مجبور پاتے ہین۔ اور اوس سے نتیجہ یہ نکالتے ہین کہ جب ہمارے اختیارات محدود ہین تو ضرور ہی کوئی ذات ایسی ہو جو ہمہ وجوہ مکمل اختیارات رکھتی ہو۔ پس وہی ذات خدا ہی۔ غرض یہ کہ جو کچھہ ہین یہی لوگ حضرت اختیار صاحب ہین۔ جو لوگ اسکی قدر کرتے ہین وہ حتی الوسع اپنی ہی اختیارات وسیع رکھا کرتے ہین۔ تمہاری طبیعت نے بھی دانستہ یا نادانستہ تمکو اسی وادی پر پہونچایا ہی۔ اب تم کو لازم ہی اپنے ہی اختیارات کا میدان گھوڑ دوڑ کے چکر سے زیادہ وسیع بنائے رکھو۔ اور کسی دوسرے کو عام اس سے وزیر ہو یا وزیر کا بھائی۔ عزیز ہو یا قریب۔ کسی کو نہ دو۔ میری صلاح تو یہانتک ہی۔ اگر ملک غارت بھی کرو تو اپنے اختیار سے اور خزانہ لُٹا دو تو اپنے اختیار سے۔ کسی پیادے کو نوکر رکھو اپنے اختیار سے۔ غرضکہ جو کچھہ جا بیجا کرو اپنے اختیار سے۔

ایک بات اور چلتے چلاتے سن لو کہ مالی انتظام تو خیر جیسا ہی۔ ویسا ہی۔ مگر اہل سیف کی جانب بھی تمکو توجہ چاہیے۔ پُرانے اور قدیم طریقے نے تمہارے خزانے کو سپاہیون کی جیب مین ڈالا۔ نہ تمہارے صندوقون مین رکھا۔ بلکہ اکثر جمعدارون کے پیٹ کی لپیٹ مین اولجھایا۔ اسکا انتظام بلطائف الحیل نہایت سہولت سے کرنا چاہیے۔ کیا وجہ کہ ؎

درشتی و نرمی بہم در بہ است
چو رگ زن کہ جراح و مرہم نہ است

اور بھی چند امور باقی ہین۔ اگر فرصت ہوئی تیسرے خط مین گوش گذار کیے جائینگے۔

کہلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۹

بنام نظام دکن

حضرتنا۔ مین نے جو آپ کے نام خطون کی بہرمار شروع کردی ہی۔
اوس سے مقصود یہ ہے کہ کچہہ وزن یاد کیجیے۔ جسقدر کم توجہی کی شکایت
تہی غالبًا وہ رفع ہو گئی ہوگی۔ اور کچہہ کچہہ آنکہین کہلی ہونگی۔ کہ ابتک مین نے
کیا کیا۔ اور کیا کرنے کو باقی ہی لیکن مشکلات و معاملات موجودہ کا جم غفیر
ایسا مضطرب الحال بنائے ہی کہ آپکو مشکل سے آگے پیچھے نظر پہیر دیتا ہی۔
خیر یہ تو امور اتفاقی ہین۔ چارہ ہی کیا ہی۔ اگر اتنا ہی خیال ہی جتنا میرے
خیال مین ہی وہی بہت ہی ع

عمرت دراز باد کہ اینہم غنیمت ست

آدمی کی تلاش عالمگیر اور سعادت علیخان کو عمر بہر رہی۔ اور ہمیشہ پہیلیان
بجہایا کیے۔ کہ وہ کیا ہی۔ کہ بہت ہے اور پہر نہین۔ یعنے انسان۔ مگر خدا کی
عنایت سے کوئی نہ ملا۔ اس سے یہ نہ سمجہنا چاہیے کہ اوسوقت کوئی بہی
انسان نہ تہا۔ بلکہ بات یہ تہی کہ اونکی طبیعت اور مزاج کے موافق کوئی نہ
مل سکا۔ اسپر کوئی کام اونکا رُک رہا نہ انتظام ملتوی۔ ایک نے سلطنت
کی شاخین۔ انتظام کی سختیان دُور تک پہونچا دین۔ دوسرے نے ایک
جدید ریاست کی بنا ایسی قائم کی کہ سلطنت کی حالت نصیب ہوئی پس
اسی طرح کام چلانے کے واسطے تم بہی رُکے نہ رہو کسی نہ کسی طرح جہگڑا

چلا جائے۔ چلتی کا نام گاڑی ہی۔

سعادت علی خان کوئی نائب نہ مقرر کرتا تھا۔ اگر لوگ پوچھتے یہی جواب دیتا۔ کہ وہ ریاست ہی ایسی کیا ہی جسکے واسطے نائب کی حاجت ہو۔ مین دیکھتا ہون تمھارے ہان معاملہ بالعکس ہی ریاست اور اوسکی آمدنی سے شائد محض اسوجہ سے ترقی نہین کی جاتی کہ وہ نیابت ہی کیا ہی جسکے واسطے ریاست بڑہائی جاے۔ خیر اسمین اور دیگر امور مین کلیہ یاد رکھو۔ کہ وزارت ریاست کیواسطے ہی۔ نہ ریاست وزارت کے لیے۔

عاشق و معشوق کے خطوط کیسی احتیاط سے کیون نہ بند ہون ضرور تاڑ لیے جاتے ہین۔ وہ اونکا وزن۔ وہ چارون طرف سے نئی نویلی دولہن کی طرح سمٹا سمٹایا۔ ٹھساٹھس بند ہونا۔ وہ گوند کی چار چار تہین۔ وہ سیکڑون تختے کاغذ۔ اور لمبے چوڑے مضامین۔ ارمانون۔ آرزؤن۔ حسرتون کے جم غفیر سے چست اور تنگ لفافے کے گوشے سطح معشوق نوخیز کے سینۂ و بازو کی طرح اوبھرے اور بھرے بھرے۔ وہ اعلی درجے کا کاغذ وہ انتہا کی خوش خطی۔ وہ خوشبوؤن مین بسا ہونا۔ وہ بند کرنے کی جگہہ پر اکثر پان کی ہلکی سرخی۔ وہ اسم بر خاتمہ۔ وہ دوسرون پر طلاق۔ یہ سب محبت الفت شکوہ و شکایت۔ راز نیاتے۔ لب اور پان خوردہ کی شیرینی ظاہر کرتے ہین۔ مشاق اور نظر باز ع

خط کا مضمون تاڑ لیتے ہین لفافہ دیکھکر

پس ہندوستانی رئیسون کے ساتھہ گورنمنٹ انگریزی کی مراسلہ بازی۔

وہ رزیڈنٹ کا جانا آنا۔ وہ مراسلہ لانا۔ وہ تخلیے مین ہی سرگوشیان۔ وہ اخفا مین اہتمام۔ جو کچھہ ظاہر کرتا ہی اس بوڑھے خرانٹ پر آئینہ ہی۔ ہان (سر ہلاکر) اچھا تو ہی۔ تمہاری خاطر کسکو منظور نہین۔ خصوص جب تم ناراض بہی نہ کرو۔ امور ناگوار زبان تک نہ لاؤ۔ مشرق کے جانیوالے کو سمجھہ لینا چاہیے اگر برابر چلا ہی جائیگا تو ایک دن مغرب مین آنکلیگا۔

"اگر در خانہ کس ست یک حرف بس ست"

تمہارے مدار المہام کے چھوٹے بہائی گھوڑ دوڑ مین (جو تمہارا خاص مشغلہ ہی) اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے۔ اور خود بازی جیتے۔ اونکو اور تمکو مبارک۔ اگر حیدر آباد کی مدار المہامی مین صرف شہسواری درکار ہوتی تو پھر کیا تہا۔ ترقی و تنزل مدارج کے واسطے حاکم کی توجہ یا کم توجہی کے ساتھہ امور اتفاقی لازمی ہین۔ پس یہ بہی اونہین امور اتفاقی سے ہی۔

مجھکو تو تم جانو ہندوستانی نہ دکنی۔ پارسی نہ مدراسی۔ انگریزی نہ ارمنی مین تو باشندۂ دنیا ہون۔ میری نظر وسیع مین سب یکسان۔ پس میری صلاح و مشورت مین کسی کی جنبہ داری کو دخل نہین ہو سکتا۔ فی الحال ہندوستانیون دکنیون کا چڑہاؤ اوتار ریاست کو ہنڈولا بنائے ہی۔ تم کو لازم ہی سب مین اپنا مطلب مقدم رکھو۔ نہ وہ افراط کہ ادہر سے کوئی بہی بال کترا فیرہو وے جہارٹن کا کوٹ پتلون پہن۔ کہرے گہاٹ نیچری بن۔ سید صاحب پیالہ پی چہٹی کے چادر گہاٹ جا اوترا۔ اور آنکھہ بند کر تمہارے یہان سے تنخواہ۔ عمدہ جگہہ۔ کام سب بگٹٹ چلا آتا ہی۔ بلکہ اسٹیشن پر ریل سے قدم نیچے رکہا نہین

کہ تنخواہ بیش قرار نے نذر دکھائی۔ عہدے نے سلامی اوتاری۔ اور ترقی کی چوکڑی پر یہ جا وہ جا۔

اور نہ یہ مناسب و مصلحت ہی کہ ڈہونڈہ ڈہونڈہ ہندوستانی نکالی جائین۔ ایک آغا صاحب ولایت سے ہندوستان تشریف لائے۔ ایک دوست نے پہلیندرے کہلائے۔ ہندوستان کا یہ میوہ آپ کو بہت لذیذ معلوم ہوا۔ پوچھا کہان پیدا ہوتا ہی۔ آمَ کو آنجائے چلئے تو بڑا مُہربانی ہو۔ دوست صاحب نے ایک پہلیندرے کے درخت کے نیچے جا کر دکہا دیا کہ لو یہان ٹوٹے ہوئے سیاہ سیاہ یہ بہت سے پڑے ہوئے ہین۔ جتنے کہائے جائین کہاؤ۔ آغا صاحب لگے ذوق شوق سے کہانے۔ اتفاق پہلیندرون کے ساتہہ مین کئی بہونرے بہی مرے پڑے تھے۔ آپ ایک آدہ وہ بہی چکہ گئے۔ وہ جب دانت کے نیچے پہونچا کر کراہٹ معلوم ہوئی۔ آغا صاحب فرماتے کیا ہین ”تم چاہی جیر کرے چاہے مر کرے کالا کالا ہم ایک نہین چھوڑے گا۔ بس کچہہ ضرور نہین ہندوستانی ہندوستانی ایک نہ چھوڑے۔ ہان افراط تفریط ہر شخص کے نزدیک معیوب ہی۔

خیر یہ تو ہو چکا۔ ایک ضروری اور اہم ضروری بات لکھکر مین یہ خط ختم کرتا۔ اور کسی دوسری طرف رُخ کرتا ہون۔

سنو مثل مشہور ہے جی ہی تو جہان ہی۔ اگر اپنی طبیعت درست مزاج صحیح ہے۔ تو ریاست سلطنت عیش عشرت۔ شراب کباب۔ سیر تماشے سب کا لطف ہی۔ بہلا معشوقان پری تمثال۔ ومہوشان خوشخصال

نائے ونوش مستی کا جوش وخروش۔ کیا مزا دیگا۔ جب ہم پڑے پڑے مسہری پر بالسم پیبا۔ اور مرکیوری کے مرکبات کے محتاج نیم کا ٹیرا بلا رہے ہین۔ تاج پر زر۔ لباس مکلف کیا اوس چہرے پر بھلا معلوم ہوگا جسکو فساد خون نے تپنچ سے اس طرح بگاڑا جیسے گلفام اور بے نظیر کو اندر سبھا اور مثنوی میر حسن کے مصورون نے ان امور کا اثر اعصاب پر اور اعصاب کا اثر دماغ اور جسم لطیف (حواس خمسہ ارادہ وغیرہ) کے افعال پر جو کچھ پڑتا ہی طب وحکمت گواہ ہین۔ واجد علی شاہ باوجود دلچیم و وشحیم ہونے کے انتزاع سلطنت کی خبر سنکر رونے لگے۔ اسکی وجہ علی نقی خان اور لارڈ ڈلہوزی سے پوچھو۔

شائد تم فساد خون مین شہزادۂ بسمارک کی مثال پیش کرو۔ مگر اتنا بھی سمجھ لوکہ یورپ مین طرز تعلیم۔ وخیالات۔ وسعت معلومات اور کندی جذبات انسانی وہان کیسی ہی۔ اوسپر بھی دیکھ لو فساد خون کو افساد عالم اسباب مین کسقدر دخل ہی۔ جو بات اوسکے دماغ سے نکلتی ہی دنیا مین فتنہ وہنگامہ پیدا کرتی ہی۔

اب مین تمکو رخصت کرتا اور سید بلگرامی کو سونپتا ہون۔

کھلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۱۲

بنام بیگم بھوپال

دام بھوپالہا۔ غالبًا۔ اس غیر مانوس دعا پر تم مسکراؤ۔ اور دل مین

سوچا اقبال کا بدل بھوپال کیسا - سو اسکی وجہ یہ ہی کہ سلامتی سی تمہاری ذات مستجمع صفات مین خداوند تعالیٰ نے تمام خوبیان جو آجکل اقبالمندی کی واسطے لازمی ہین بدرجۂ اتم کوٹ کوٹ - اور ٹھونس ٹھونس کر بھری ہین تمہارے حق مین ایسی دعا تحصیل لاحاصل ہی - رہی بھوپال کی تخصیص وہ خمیر زمانہ دیکھتی ہی - اسمین بُرا ماننے کی بات نہین - خدانخواستہ کوئی بدشگونی ہی نہ بدفالی - صرف احتیاطاً زمانے کا رجحان یاد دلادیتا ہی -

مین اب تو خدا جانے کس عالم مین ہون - مگر کوئی زمانہ تھا کہ شجیع اور بہادرون ہی کے گروہ مین مدت تک رہا - قوت فعالہ و منفعلہ موجبہ سالبہ اکٹو پیسیو - پازیٹو نگیٹو کی ماہیت آدم حوا کی خلقت - جنس مذکر و مؤنث کی منزلت سے از روے فلسفہ و منطق - و مذہب - و قواعد زبان بخوبی آگاہ - اور ایک دوسرے کے مرتبے والتزام - میلان طبعی - و خواہشات نفسانی سے بہمہ وجوہ واقف - زمانہ نزاکت محسوسات - و ضلالت استبداد - ضعف عقل و قوت جذبات کو اچھی طرح جانتا - اور مردانہ شجاعت اور خاطر داری کماحقہ پہچانتا ہون - پس جو کچھہ مشورہ دونگا سب امور ملحوظ رکھکر - تمام باریکیان سمجھکر -

خدا کی عنایت اور تمہاری اور تمہارے بزرگون کی لیاقت سی تمہاری ریاست اپنی طاقت اعلی سے اچھا برتاؤ رکھا کی ہی - تمنے بھی شخصی اور ذاتی طورسے کچھہ ہی کیا - مگر بحیثیت ایک رئیسہ اور حاکمہ کے وہ کیا جو بڑے بڑے مردون سے نہو سکا - مین تم کو تہ دل سے سراہتا - اور دست اشراقی سے تمہاری پیٹھہ ٹھونکتا ہون - مگر تم جانو - ؎

اک وضع پر نہین ہی زمانے کا طور آہ　　معلوم ہوگیا ہمین لیل و نہار سے

بڑے سے بڑے درخت۔ اور چھوٹی سی چھوٹی گھاس۔ ہوا کے جھوکون
یا گرد و غبار کے ہاتھون۔ صدمہ اوٹھاتے یا تکلیف سہتی ہین۔ مستحکم مکانات
کی چھتین۔ اور سڑے پھوس کی جھوپڑیان۔ یکسان ٹپک نکلتی ہین۔ رفیع
مہیب۔ عظیم الشان پہاڑ جنکی چوٹیان آسمان سے سرگوشی کرتی ہین۔ آتشی
مادون کی بے اعتدالی سے سینہ چاک ہوجاتے ہین۔ پس اگر معاملات کا
اولجھاؤ تمہاری خاطر نازک پر بار تکدر ڈالے تو چندان ہتردد و متفکر
نہونا چاہیے ؎

ز رنج و راحت گیتی مرنجان دل مشو خرم　　کہ آئین جہان گاہی چنان گاہی چنین باشد

تمہاری کارروائی نسبت عقد سید صدیق حسن شخصی اور پولیٹکل لحاظ سے قابل ملامت ہو
یا لائق عفو۔ مگر سر دست اوس سے بحث کرنا بے موقع ہی مضیٰ ما مضیٰ۔ ہان
جو کچھہ بعد عزل سید صدیق حسن تم نے کیا ہی اوسکو مین ہرگز قابل اعتراض
نہین پاتا۔ حاکمانہ اور معشوقانہ اداؤن مین ابہام اجمال و راخفا کے
ذریعے سے ایسے مہمات سرانجام پاتے ہین کہ جنکا طی ہونا دوسری
طرح سے ممکن ہی نہین۔ پس سر لیپل گرفن اور سید صدیق حسن کے ساتھہ جو کچھہ
برتاؤ ابتک ہی ہر طرح لائق پسند ہی۔ دنیا مین پالیسی اسی کا نام ہے۔ اول تو
آجکل اسی کی فصل ہی۔ دوسرے یہ طریقہ تمہاری جنس کی موافق مزاج و سرشت
بھی ہی۔ عملدرآمد مین بہت کچھہ تکلف بھی نکرنا پڑے گا۔

تمہارے کلکتے جانے کی خبر پر سب لوگ کان کھڑے کئے ہوئے ہین۔

نازک حالتون مین حکام اعلیٰ سے مل لینا مضطرب اور منتشر دل کو بہت کچھ تسکین دیتا ہی۔ مگر تمکو لارڈ ڈفرن کی طبیعت اور مزاج پر پہلے غور کرلینا چاہئی کہ ایسے ملنے والون سے وہ کیونکر ملتے۔ اور اونکے ساتھہ کس طرح پیش آتے ہین تم جانو گھاٹ گھاٹ کا پانی پئے ہوئے بیٹھے ہیں۔ ہوے تو وہ نوبت ہی اسکی نہین آنے دیتے۔ کہ کوئی اونسے ملکر اپنی غرض ظاہر کرے۔ اور اگر شرماشرمی مڈبھیڑ ہوگئی تو اہل غرض ٹپے گاتے۔ یہ شعر پڑھتے بیرنگ واپس آتے ہین۔ ؎

بدقت میتوان فہمید معنیہاے نازاو | کہ شرح حکمۃ العین ست مژگان درازاو

مدت سے میرا یہ قول مشہور کہ اقبال اس وجہ سے بطی السیر اور ادبار سریع السیر ہے کہ اوسمین اسفل سے اعلیٰ کی جانب صعود۔ اور اسمین اعلی سے اسفل کی جانب نزول ہوتا ہی۔ اگر تمہارے شخصی شوہر کے اتنے دنون کی قسمت ایک تنفس کی گردش چشم کے ساتھہ اوس سے پھر گئی تو کوئی تعجب نہین۔ گو مین جانتا ہون یہ معاملہ تمہارا بخوبی سمجھا بوجھا ہی۔ مگر احتیاطاً گوش گذار کرتا ہون کہ بندہ بشر ہو۔ کہنے سننے سے دیوارین ٹل جاتی ہین۔ ایسی کوئی حرکت نہ کرنا کہ ریاست اور مستحقین ریاست کو صدمہ پہونچائے۔ یہ سمجھہ لو سید صدیق حسن تمہارے صرف شرعی شوہر ہین۔ نہ ریاست بھوپال کے پولیٹکل شوہر شخصی طور سے جو چاہو کرو۔ مگر پولیٹکل امور مین پالیسی ہی برتو۔ گرتے کو اوٹھانا۔ ڈوبتے کو سنبھالنا۔ انسانی ہمدردی اور جرأت کا کام ہی۔ مگر دو مختلف الاصول حرکات گو نیکی ہی کے کیون نہون۔ ہمیشہ موجب فساد ہوتے ہین۔ مثلاً۔ انصاف اور رحم۔ انصاف اگر ہے رحمدلی کجا۔ رحمدلی ہے۔ تو انصاف کدہر۔ اسی طرح۔ خودغرض۔

جابر۔ متعصب۔ شوہر کی اطاعت مین۔ حق رسانی۔ رعایا نوازی۔ معدلت

مذہبی آزادی ندارد۔

سردست اسقدر پر غوض کرو۔ آیندہ اور ضروری امور مین

مشورہ دیا جائیگا۔

کہلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۱۳

بنام بیگم بہوپال

دام بہو پالہا۔ پہلے خط مین مین تمکو چند ابتدائی امور سمجہا اور سُنا چکا ہون۔

کچہہ مضامین باقی رہ گئے تھے۔ جب تک وہ بہی گوش گزار نہ کرلون مجہے چین

نہ تمہین تسکین کی امید ہو سکتی ہی۔

جو کچہہ ویسراے کی ملاقات کی نسبت میری راے تہی غالبًا اوسکا حال بخوبی

ظاہر ہو گیا ہوگا۔ اب تم اندازہ کر سکتی ہوگی کہ دیگر معاملات مین بہی میرے

خیالات صحت و واقفیت سے کسقدر نزدیک ہوا کرتے ہین۔

دنیا مین کم و بیش ہر جگہہ اور ہر زمانے مین یہ دستور ہی کہ جس چیز کے ملنے کی

جسقدر امید قوی ہوتی ہی اوسیقدر اوسکے حصول مین سعی کرنے کو ہمت

زیادہ ہوا کرتی ہی۔ مگر ساتہہ ہی اوسکے قرائن و ہواس ظاہری کی غلطی بعض

اوقات ایسے مغالطے پیدا کردیتی ہی کہ محال ممکن اور ممکن محال نظر آنے لگتا ہی

عرب کی وسیع کف دست میدان بالو کے سمند یعنی ریگستان مین جہان منزلون

بجز خاک کے پانی کا نام و نشان تک نہین وہ صاف شفاف افق وہ

تڑاقے کی دہوپ وہ جلتی ریگ وہ آتشبار سموم وہ جلتا بھنتا آفتاب مسافر
بیچارہ تشنہ لب ہونٹون پر پپڑیان جمی ہوئین۔ حلق مین کانٹے پڑے ہوے
پانی کی تلاش مین آنکھین پہاڑ پہاڑ چارون طرف دیکھہ رہا ہی۔ کہ دور سے
ایک بڑی لمبی چوڑی جہیل صاف شفاف نتہرے ہوے موتی سی پانی سے
لبالب نظر آتی ہی۔ وہ پانی کی آب وتاب وہ کنارے کے درختون کا دوہرا
سایہ اور عکس۔ آنکھون مین تراوٹ۔ دل مین ڈھارس۔ پیدا کرتا ہی۔ اور
وہ بے اختیار ہوکر اوس طرف لپکتا ہی۔ مگر وائے نادانی وہان پہونچکر معلوم
ہوتا ہی کہ سُراب ہی۔ بجھے دل۔ ٹوٹی ہمت۔ اور مایوس خاطر سے آہستہ
آہستہ۔ آگے قدم بڑہاتا اور تضیع اوقات ومحنت پر متاسف۔ اور غلطی
پر خجل ہوتا ہے۔

پس ہر کوشش اور سعی کے پہلے عقل وعلم صحیح کی میزان مین ہر امر تول
لینا چاہیے۔ کہ آیا یہ بیل منڈہے چڑہے گی یا نہین۔ دنیا کے معاملات مختلف
طو سے مختلف مقدار توجہ کے محتاج ہوا کرتے ہین۔ ممکن ہی کہ ایک ندلاؤبالی

اپنا اہم سے اہم کام۔

نالہ کرتا ہون اثر ہو کہ نہو ڈر کیا ہے وہ مثل ہی کہ لگا تیر نہین تکا ہی
پر عمل کرکے اول جلول طور سے آنکہہ بند کرکے انجام دینے کی کوشش کرے
مگر والیان ملک اور رئیسان عظام ایسی اندھا دھند کارروائی سے
کبھی نفع نہین اوٹھا سکتے۔
پس جس کوشش مین تم ہو جس فکر مین ہو پہلی سوچ لو۔ یہ کام ہونیوالا ہی یا نہین

نپولین کا یہ مقدرہ صحیح ہی۔کہ دنیا مین کوئی کام محال نہین۔مگر یہ بھی صحیح ہی
کہ کوئی امر یقینی نہین۔یونانیون کی ایک مثل ہی کہ جام شراب و درلب کے
ما بین بہت سی کھنڈتین ہین۔ جو بات اچھی یا بُری رضامندی یاخوشی
سے کسی قوم پر عرصے تک مُسلط رہتی ہی وہ قوم اوسکی عادی ہو جاتی ہی۔
العادت کالطبیعۃ الثانیہ مشہور ہی ہی۔پس اسی وجہ سے ہندوستان مین
عموماً گھر کی مرغی دال برابر رہتی ہی اور غیر کی ہراوابدل مرغوب ہوتی ہے۔
مدار المہامی کے عہدے پر کسی انگریز کا تقرر تو کونہ ہو کو چولہے مین جھوکو کے
مطابق ہی۔حیدر آباد کے عہدۂ چیف جسٹس کے واسطے اگر یورپین کی پکار ہی
تو لائق عہدہ دارون کا اپنے اپنے عہدے پر شاکر رہنا۔نالائق مدار المہام
مین مردم شناسی کا نہونا۔نوجوان رئیس کا انیلا ہونا موجب ہی۔تمتو خدا کی
عنایت سے باران دیدہ سرد و گرم چشیدہ ہو۔بخوبی تمام تمیز کرسکتی ہو کہ
معمولی لیاقت کا ہندوستانی (جسکا ملنا آجکل کی ترقی تعلیم اور سرکاری
ملازمت کے تجربہ کے بدولت کوئی دشوار امر نہین ہی) جو ہندوستانیون کے
طرز خیالات عادات اطوار ضروریات حاجات طبعی سی واقف۔جذبات
و تعصبات سے بہمہ وجوہ ماہر ہی۔کسی غیر ملک کے لائق سی لائق باشندے
سے بدرجہا بہتر اور بکار آمد ہو سکتا ہی۔
یہ بھی بخوبی ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ نکلے دانت اندر نہین جاتے اگر کوئی
زبردستی مسوڑھے دبا کر پھر اونسے وہی کام لیا چاہے جو پہلے دیتے تھے
تو اوسکو نوک دار جڑون کی خلش زبان کی ذرا ذراسی ٹھیس ہم

روح فرسا درد کا منتظر رہنا چاہیے۔ اگر چہرے کی رونق اور زیبایش کا ایسا ہی خیال ہی تارون سے بند ہوا لو یا کمانی بنوا لو۔ سگھڑ بھلائی ہو جائے گی۔ اور باقی اللہ اللہ خیر سلّا (صلاح)

کہلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۱۴

بنام لارڈ ڈفرن

سن تو سہی جہان مین ہی تیرا فسانہ کیا	کہتی ہی تجہکو خلق خدا غائبانہ کیا

صاحب من۔

جب کسی قسم کی کارروائی کا مصمم ارادہ کر لیا جائے۔ اور کچہہ لحاظ نہ رہے کہ ملک کے مناسب حال ہی یا نہین تو ظاہر ہے کہ موقع افہام و تفہیم گنجایش پند و اندرز اس طرح غائب ہی جیسے برہما سے تیبیایا ہندوستان سی اتفاق۔ مگر دنیا کا کوئی فعل بے نتیجہ نہین رہ سکتا۔ آج نہین کل یہان نہین وہان۔ ضرور بالضرور رستہ ضرور کچہہ نہ کچہہ اثر پیدا کرتا ہی۔ ممکن کیا یقینی سہی کہ تمنے آہ دنالے کی طرف سے کانون مین اونگلیان بڑے زور سے ٹھوس لین حالت خستہ کی طرف سے آنکہہ پہیر لی۔ لیکن ع

سدا دور دورا یہ رہتا نہین

دنیا گذشتنی اور گذاشتنی ہے۔ ع۔

بہوش باش کہ عالم روا روی ہی

جہان بڑے بڑے راجے مہراجے۔ بادشاہ گذر گئے۔ جنکے پیشاب سی چراغ

جلتا تہا۔ اوراب اونکا نام ونشان تک باقی نہین۔ اونکی جگہ خدا جانے کس کس وساور کا ریزہ۔ کس کس جنگل کا بہالو۔ کس کس ملک کا جانگلو۔ کس کس اقلیم کا انسان آکر حاکم بنا۔ وہان ایک دیسرا ہے جو صرف پانچ سال کو آتا ہی کس شمار قطار مین ہی۔ پس کون شخص یقینی طور سے کہہ سکتا ہی کہ کبھی کسی زمان و مکان مین اس زمانہ دیدہ سرد وگرم چشیدہ بوڑھے کے۔ یہ دو جملے محض بیکار اور بیفائدہ ہونگے۔ اب رہی یہ اسوقت بالفعل۔ در ینولا۔ ضرورت اظہار خیالات اوسکی یہ صورت ہی کہ مین کارامروز بفردا نگذار پر عمل کرنے والا۔ جو بحث جس زمانے مین پیش ہوتا ہی اوسکی نسبت اوسی وقت کارروائی کرنیوالا ہون۔ جو کچھ کہنا ہے کہے دیتا ہون۔ اپنی وقت پر جاکر اثر پیدا ہوتا رہیگا۔ اور مین اپنے اوسوقت کے مباحث مین مشغول رہونگا۔

طلب الکل فوت الکل مشہور ہی۔ جو سبکو خوش کیا چاہتا ہی وہ کسی کو نہین خوش کرسکتا۔ مگر تمکو اپنی ظاہری کامیابیون پر خوش ہونا چاہیے کہ جنسے تمکو مطلب ظاہری تہا۔ جنکی خوشی وناخوشی تمہاری ظاہری حالت پر ایک قسم کا اثر پیدا کرسکتی تہی اون سب کو اپنی اپنی باری سے خوش رکہا مگر یہ سمجہ لو۔ ایمان وانصاف۔ کانشنس۔ فری بیڈ ہب ہین۔ جمہور رعا کا دل کارروائیون کا فوٹو ہی۔ اگر وہان کا حاکم خوش۔ اور یہ دل دعا گو۔ اور ایسا فوٹو خوبصورت ہی۔ تو البتہ موجب فخر ونازش ہی۔ ورنہ مدقوق کے چہرے پر تو مرتے دم تک روپ روغن رہتا۔ دماغ مین تا دم واپسین قوت باقی رہتی ہی۔ اگر کوئی اس دہوکے مین رہے تو اوسکی نادانی ہی۔ ایک عاشق

اپنی معشوق کی نادانی اور اپنے چہرے کی بے محل رونق پر کہا گیا ہے شعر
اُنکے دیکھے سی جو آجاتی ہی رونق منہ پر وہ سمجھتے ہین کہ بیمار کا حال اچھا ہی
رعایا کو ممنون ہونا چاہیے کہ مثل دیگر جابرون کے تمنے جبریہ سیاست کی
ٹرین ہانک دی - اور نہ حاکمان بالادست اور محکومان زیردست کو
آئے دن مبتلاے زحمت رکہا ع
قول ہی مشہور بن مطلب کے سو مطلب کے دو
اگرچہ چند امور زمانے کی خرابی و فساد سے بگڑتے چلے آئے - اور فرشل انتظام
مین چند رسین پڑتی چلی آئین جنکا درست کرنا اور جھول نکالنا تمہارے
سر پڑا تو اس مین تم مجبور تھے - یہ اتفاقی بات ہی کہ یہ معاملات اور ایسے
ہاتھون سے ! - اتفاقات کا کیا علاج -
جو کچھہ خدا دکھائے سو ناچار دیکھنا
تمہاری مستعدی اور جودت بی شک اچھی بات ہی مگر وہین تک کہ کسیکو
نقصان نہ پہونچے - اوسکے واسطے چٹکی بجاتے فوج فراہم کر لو - مگر جھٹ پٹ
ٹکس جاری کرنے یا اسی طرح دیگر انتظامات سخت کے لیے - جس ترکیب اور
عنوان سے خرابی کی حالت درست کرنے کی کوشش کی گئی ہی اوسکو
دیکھتے دل سے یہی دعا نکلتی ہی کہ خدا مشکور کرے - کیا وجہ کہ ولایت کے
کپڑے کا محصول بڑھنے سے رہا - نمک کے محصول کا انتظام نمک خوارون
کی آسایش کے لحاظ سے پلٹنے سے رہا - اخراجات مین کانٹ چھانٹ شاید
ممکن ہی نہین - فوج کی ترقی - افغانستان کی پرورش - شہنشاہی

دہوم دہڑکے اغیرہ وغیرہ کا باب مسدود ہو چکا۔ پھر آخر روپیہ آئے تو
کہان سے۔ اور کام چلے تو کیونکر۔ تمہاری فارن پالیسی لوگ کہتے ہین ویسی
نہین جیسی ادہر چند روز سے تمہارے ہم رتبہ حضرات کی تہی۔ تم گہاٹ گہاٹ
کا پانی پئے ہوئے مختلف سلطنتون کے دربارون مین پولیٹکل کشتیان
لڑے ہوئے۔ ویسی ریاستون سے برسر حساب رہا کرتے ہو۔ برہا۔ کشمیر
بہوپال۔ نیپال۔ کی کارروائیان کچہ کرنے والے ہاتہہ اور سوچنے والے دل
اور متفکر دماغ کے پورے چربے ہین۔ حیدرآباد دکن کے معاملات ژولیدہ
سے چشم پوشی عقل دور اندیش کی معابازی کا پتا بتاتی ہی۔ جہہو ہندوستان
کی تحریری اور تقریری رایون پر برہمی کی افواہ اور دیگر انتظامات درست
ودرشت کے اشتباہ نے وہ اثر پیدا کر رکہا ہی جو ڈسپاٹک گورنمنٹ ہیبت
وصولت اپنی ہمراہ رکاب لاتی ہی۔ جس طرح اولیات مین کوئی فلسفی ومنطقی حجت
واعتراض نہین کرسکتا یعنی دو اور دو کو چار کی جگہ پانچ یا تین نہین ثابت
کرسکتا۔ یا مثلث کے دو ضلعے بقیہ تیسرے ضلع سے بڑے کے عوض چہوٹے نہین
کہہ سکتا۔ اوسی طرح معاملات کی خلقی دور کو کوئی روک نہین سکتا۔ ممکن ہی
جائز ناجائز کوششون مناسب غیر مناسب تدبیرون سے برائے چندے کسی
نتیجۂ لازمی مین مکث یا دیر واقع ہو۔ مگر مجال کیا کہ بالکل عدم ہو جائے
یا ہمیشہ کے لیے ملتوے رہے۔ پس جو جو خلقی نتائج مہذب اور منصف آزادی
پسند اور فائدہ رسان انگریزی حکومت کے ہین ہندوستان مین ایک
نہ ایک دن ضرور بالضرور ظاہر ہونگے۔ اون کے مخالف تدابیر کرنا

ہمالیہ کی پہاڑیون کو سر کے ٹکڑون سے ہٹانے کی کوشش کرنا۔ "پنجہ بسیمین خود رارنجہ" کرنا ہی۔

مین تمھاری خوش قسمتی پر مبارکباد دیتا ہون کہ تمکو لیڈی صاحبہ وہ نیک دل اور رحیم مزاج ملی ہین کہ جنکے مثل شاید ہی آجتک ہندوستان مین کسی اعلیٰ عہدہ دار کی آئی ہون۔

اب مین تم سے رخصت ہوتا اور تم کو ضمیر و ایمان کی روشنی مین معائنہ اشباہ کی ہدایت کرتا ہون۔

کہلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۱۵

بنام نظام دکن

حضرتنا۔ گورنر جنرل کی آمد آمد نے جب رعایاے دکن کے دو لاکھ روپیہ چٹ کرنے پر ہمت باندہی۔ ریاست کے چلتے پرزے کیل کانٹے سے لیس ہوے۔ دو ایک سست تدبیر پست ہمت بہی بستر پاس سے اوٹھہ بیٹھے۔ شہر مین ظاہری صفائی۔ فوج مین نمایشی ٹیم ٹام ہوئی رزیڈنسی مین نئی کچہریون کی ہانڈی چڑہی۔ دیوانی کارروائی کے چہرے پر نقرئی بپٹ سی ہوشیاری کا پوڈر لگایا گیا۔ تو بہلا یہ تمہارا بوڑھا۔ خرانٹ۔ خیر خواہ۔ کیونکر نہ سمجہے کہ تم اوسکی صلاح دوستانہ اور مشورۂ مشفقانہ کے آجکل محتاج ہو۔

انگریزی کچہریون کے گرد (اور شاید دیسی عدالتون کے بہی) ایک گروہ گواہ پیشہ حضرات کا منڈلایا کرتا ہی۔ کہین کا معاملہ ہو۔ کسی جگہہ کا مقدمہ ہو۔

کسی زمانے سے متعلق ہو۔ یہ حضرات دو چار آنون کے عوض آپکی طرف سے گواہی دینے کو موجود۔ اور اکثر حاکم عدالت کو ان جہوٹی گواہیون سے مغالطہ عظیم واقع ہوا ہی۔

پس بعض اوقات اسی طرح عدالت جمجمہ مین حاکم دماغ بہی حواس خمسہ ظاہرہ کی جہوٹی شہادت سے دہوکا کہا جاتا ہی۔ جو لوگ اس گُر سے واقف ہین وہ نمایشی ترکیبون دہوم دہڑکے کی چاٹ دیگران پانچون گواہون سے اپنے موافق گواہی دلوا لیتے یا اور کچہہ نہین بیانات مین ایسا اختلاف ہی پیدا کرا لیتے ہین کہ اپنا مطلب حاصل ہو جاتا ہی۔ یقین ہی تم فضول آرایش و زیبایش۔ ناچ۔ دعوت تہیٹر۔ گہوڑ دوڑ مین ایسے اولجہہ جاؤ کہ اس آمد کی علت غائی تہوڑی دیر کو بہول جاؤ۔ یا جو چوٹ مدت سے تمہارے دلپر ہی اوس مین خفت و کمی گوارا کرو۔ اور اگر ان سب مہمات کے مقابل مین ثابت قدم بہی رہو تو پردۂ غیض و غضب تدابیر سے آنکہو نپر ایسا ڈالدیا جاے کہ تدابیر معقول اور نا معقول مین تمیز نہ کر سکو۔ تمہارے عادات تمہارے مشاغل۔ تمہارا سن۔ تمہاری گپ چپ۔ یا پاسیو Passive مشیرون سے مجہے ہر گز ہر گز امید نہین کہ تم بدون میری فہمایش اور نصیحت کے بطور خود حملہ یا ضبط جذبات کر سکو۔ اسیواسطے مین نے آج یہ زحمت گوارا کی۔ ورنہ تمکو یاد ہوگا کہ ضروری اور اہم امور کے اصول مدت ہوئی مین تمکو سمجہا چکا ہون۔ ماننا نہ ماننا تمہارا کام ہی۔ حصول مطلب کے واسطے کوشش معقول و مناسب اور ہمت مستقل شرط ہی۔ نپولین سے پلے چہو اوسکے نزدیک کوئی چیز محال نہین۔ پس مین کیونکہ فرض کرسکون کہ تمہار

مقاصد ملکی پورے نہون گے۔مگر ساتھہ ہی اوسکے تمہارے طفلانہ مزاج - اور
عیاشانہ عادات سے استقلال ہمت کی جانب سے اندیشہ اور تردد ہی -
مجھے اس امر سے کمال درجہ حیرت ہی کہ باوجود امتداد زمانہ تم آجتک اعلیٰ تر
رایون پر یہ امر حالی نہ کرسکے کہ تمہارے اور تمہاری والد بزرگوار اور میر لایق علیخان
اور میر تراب علیخان سر سالار جنگ مرحوم کے امزجہ اور نوعیت معاملات -
فہم وفراست - خبط وحماقت - مین آسمان وزمین کا فرق ہی - تمکو ثابت کرنا چاہیے -
کہ سب وہان پنیہری نہین ہوتے - نہ سب مریضون کی بدپرہیزی اونکے پلنگ
کے نیچے پڑی ہوئی چیزون سے معلوم ہوسکتی ہی -
نہ ہر گھینگے والے کا علاج موگری کی ضرب سے ہوسکتا ہی -
ایک بات ضروری گذارش کردینا اور باقی ہی - اگرچہ جامۂ ریاست تمہاری قامت
زیبا کے واسطے قطع نہوا ہوتا تو انتظام موجودہ پر آزادی سے اعتراض کرنایا

---

۱ ایک طبیب نے اپنے مریض کی بدپرہیزی اوسکے پلنگ کے نیچے نارنگی کے چھلکے پڑے دیکھکر پہچانی
اونکے ایک شاگرد صاحب نے بھی اتفاقاً ایک مریض کے یہان دیکھا پلنگ کے نیچے نمدے کے ٹکڑے پڑے ہین - آپنے
زجر وتوبیخ شروع کردی کہ تمنے بدپرہیزی کی ہے - وہ لاکھ لاکھ کہتا ہے آپ ایک نہین مانتے جب وسنے پوچھا
کہ اچھا کیا بدپرہیزی کی ہے - تو فرمانے لگے تمنے نمدا کھالیا - ! - ۱۱ - ۱۱

۲ ایک طبیب کے پاس ایک شخص اونٹ لایا کہ حضرت تدبیر بتائیے اسکے گلے مین خدا جانے کون عارضہ
ہوگیا ہے کہ بے انتہا ورم کرایا اور دانہ پانی موقوف ہے - طبیب نے پوچھا یہ کہان چرتا تھا - معلوم ہوا
تربوزکے فالیز مین - فوراً اوسنے اٹھا کر دو چار موگریان مارین تربوز ٹوٹ کر حلق مین اوتر گیا
اونٹ اچھا ہوگیا -
ایک شاگرد صاحب بھی دیکھتے تھے - اتفاقاً کسی روز ایک گھینگھے والا شخص ملا - آپ نے اوسکو لٹاکر
حلق پر اتنی موگریان مارین کہ وہ مرگیا - ! - ۱۱ - ۱۱

اوسپر ناراضی ظاہر کرنا آسان تھا۔ مگر اب تمہارا منصب ورہی تمکو یہ امر ہر حال
مین ملحوظ رکھنا چاہیے کہ اعتراضات کے ساتھہ دوسری چلتی ہوئی تدبیرون
اور ہوتے ہوے انتظام کا نشان دینا بھی فرض ہی۔ مگر افسوس اول تو
نازک اور اہم معاملات کی تمکو فرصت ہی کسدن تھی۔ دوسرے سب کام
تن تنہا (دیوان کے ہوتے ہوئے) تم کر بھی نہین سکتے۔ اگر ہر ایک ایسا ہی
ہو تو سعادت علیخان کی طرح سب رئیس بدون نائب و دیوان حکومت
کر لیجایا کرین اُسپر طرؔہ یہ کہ حضرت دیوان کچھ بھی نہ نکلے۔ ڈھول کی اندر پول۔
اعلیٰ درجہ کے مباحث جو بڑے بڑے مدبّرون کو چکّر مین ڈالے ہوے تھے۔
اب خواب وخیال مین بھی نہین۔ بقول احمد مرحوم ع

وہ بات کوہ کن کی گئی کوہکن کے ساتھہ

آپ تم کو اتنا ضرور چاہیے اور بلند پروازیون سے قطع نظر کرکے ریاست
کی ٹوپی سنبھالو۔ زمانہ بُرا ہی۔ وہ تو کہیے پہلے کو دکن مین آرام سے بیٹھے ہو۔
اگر سرحد شمالی کے قرب وجوار مین ہوتے والئی کشمیر کی طرح بو کھلاے ہی
رہا کرتے۔ کونسل آف اسٹیٹ بلاشک اپنے حدود سے باہر قدم رکھتی ہے
اوسکے واسطے دستور العمل مناسب بننے کی کوشش اور کمال سختی کی ساتھہ اُسکی
تعمیل کی نگرانی تمہارا کام ہی۔ مگر خرابی تو یہ ہی۔ افیون کی پھنکی جب مہلت دی۔
بیلی صاحب کا آنا گورنر جنرل کی آمد کا دیباچہ۔ تمہید براعتہ الاستہلال تھا۔
بیلی صاحب بلاشبہہ حیدر آباد کی مٹی سے بنے ہین۔ اونکی کارروائیان ویسی ہی
ٹھس ہوتی ہین جیسے تمہارے دربار کے خطاب ورعہدون کے نام۔

سُنتے ہین جب گدہون کی کافی تعداد بن چکی اور بہت سا تخم باقی رہا تو ملائکہ نے خداوند تعالیٰ کے حضور مین عرض کیا کہ اسکو کیا کرنا چاہیے۔ حکم ہوا۔ انکو صورت انسانی مین لاکر اور کسی بلند مقام پر کھڑے ہوکر زمین پر برسا دو۔ چنانچہ چار مینار سے ان حضرات کی بارش ہوئی غالبًا اونہین مین سے دو چار تمہاری مصاحبت مین آ گئے ہین۔ ورنہ لائق علی خان کی دیوانی ہانڈی اور اتنے دن تک گرم رہے۔ یعنی چھ۔

تمکو یہ بات ہر وقت ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے کہ رئیس ریاست کے واسطے بنا ہے نہ عیش و آرام۔ لہو ولعب کی واسطے کسی سے۔ نا چاقی۔ عداوت۔ شکر رنجی۔ کچھہ ہی کیون نہو مگر کوئی وجہ نہین۔ انتظام ریاست کی باگ چھوڑ دیجائے۔ ملک کی رونق رعایا کے دل سے فرصت اس طرح قرار ہو جیسے تمہارے دیوان کے دماغ سے تمہاری عظمت۔ تم خفا ہو۔ خوش ہو۔ لڑو جھگڑو۔ جو چاہو کرو۔ مگر ملک کی جانب سے غفلت نہ کرو۔ اور خدا کے یہان گنہگار نہو۔ مردم شناسی کرو۔ قدردانی مین مشق بڑہاؤ۔ ملک کے رنج و راحت کو اپنا رنج و راحت بناؤ۔ تب حق سے ادا ہوگے۔ ورنہ پولو مین کرتب دکھانے یا گھوڑ دوڑ مین بازی جیتنے سے کچھہ نہین ہوتا۔ تم رئیس ہو نہ سوار و سائیس۔

پیارے کارسپانڈنٹ کا پیارا خط پیارے سالے کے نام

میرے پیارے جورو کی عزیز بہائی خدا تمکو نیک راہ پر چلائے جس مین تمہاری بہن شرمندہ رہ کر مجھکو پریشان نہ رکہا کرین افسوس تمہاری بیکاری اور اُسپر شادی کی خواستگاری تمہاری بہن کو تو بڑی خوشی ہی کہ ایک پیاری تربیت یافتہ بہاوج ملیگی مگر بہائی مین ایک سلیچ ملنے کی آرزو مین سالی کو برباد کرنا پسند نہین کرتا۔ تمہارے گلے مین سنت پیغمبر کا طوق پڑتا نہین چاہتا۔ شاید یہ سبب ہو کہ پان کہانا جو مین نے چھوڑ دیا ہی تو سخت سخت گلوریون کی تمنا نہین رہی۔ سلیچ اور نندوئی کے مزاحون کو بہی مین عیب سمجھتا ہون۔ نہین تو اسی پر خوش ہوتا کہ کبہی کبہی دو منہ ہنس ہی لینگے۔ آپکی باجی نے کوئی ایسا نتیجہ بہی نہین دکہایا کہ سلیچ اوسکے غور و پرداخت مین ہاتہہ بٹائین۔ اور وہ میری خدمت کچہہ زیادہ کرسکین جب یہ کچہہ نہین تو مین کیون پسند کرون ہان رہی یہ بات کہ دنیا مین شادی ایک ضروری فعل ہی خدا کی ودیعت اُس سے بڑہتی ہی۔ مرد کو گہر کے کامون سے چہٹی ملتی ہی کمانے مین جی لگتا ہی۔ گہر کا بندوبست ٹہیک ہوتا ہی مگر یہ تو تب ہی ہونا چاہیے کہ جب پہلی کا وقت گذر جاتا ہو اور دوسرے مین فتور پڑتا ہو۔ ہندوستان ایسے گرم ملک مین پچاس برس کی عمر تک مرد اولاد سے مایوس نہین ہوتا۔ تم تو ابہی خیر سے بالغ ہونے مین بہی مشتبہ ہو۔ قانون نابالغی تمکو نابالغ کہتا ہی اور یون بہی پیسر نابالغ نہین کہے جاتے۔ ابہی تو تیس ۳۰ برس تک تم خدا کی ودیعت اور نبی کی امت کو بڑہا سکوگے پہر عجلت کیا ہی رہا انتظام خانہ داری تو وہ آپ کی ہئی نہین انتظام کا ہیکا ہو گا۔ ظرف سے پہلے ہمیشہ مظروف کی فکر کرنی چاہیے۔ پہر تم پہلے گہر تو بنا لو گہر والی بہی ملجاے گی۔ مین تو کبہی ہندوستان کی اس رسم کو پسند نہین کرتا کہ بہو جن ہو یا نہو مگر وہ ہو !!!

لاجلال الدین نے لکھا ہی کہ شادی اسواسطے دنیا ہین انسانی ضروریات کا جزو اعظم قرار پائی ہی
کہ انسان کا کوئی ایسا سہرا ہکارہ ہونا چاہیے جو کمائے ہوئے مال کو مثل اوسکی ذات کی خرچ
کرسکے اور بیجا خرچون سے مال کو محفوظ رکھکر اسکا نگران رہی اور اُس مال کو خرچ کرنے ہین
حفاظت کرنیمین اپنا سمجھے اسی لیے انتظام منزل ہین داروغہ خانسامان کی ضرورت
پڑتی ہی مگر وہ لوگ کتنا ہی کچھ کرین اپنا مال نہین سمجھ سکتے ہان بی بی جو ایک بڑے فرقہ کی
رسم کے بموجب اردہنگ[1] کہلاتی ہی اور اوس سے اس کام کے سوا خدا کی قدرت کی ترقی
بہی ہوتی ہی یہ حق رکھتی ہی پس جب انسان کے گہر اور مال ہو تو ضرور شادی کرلے۔

بھائی اب تم بتاؤ کہ تم اسکے مصداق ہو یا نہین۔ اگر نہین ہو تو اپنی ساتھ ایک اور نیک بخت کو
کیون خراب کروگے اور اگر روٹی نہ کپڑا اسینٹ کی . . . . بنا ہی تو ہونہ سے کرو دس دن دنکی بعد
اونکو پڑوسیون کے سپرد کرکے نوکری کی تلاش ہین نکلو جہیز کا زیور زادراہ کیواسطے
کافی ہوگا سال بہر ہین وہ بارہ ماسہ ختم کرینگے تم حیدرآباد اور گوالیار کا سفر جب زادراہ
چک جائیگا تھکے ماندے گہر ہین آ نا نکٹہو تو خدا بنا ہی دیگا۔ بی بی گہری ٹٹول کر نوٹون کے
دہوکے ہین امیدواری کی عرضیون کی صاف جواب دیکھکر شادی سے بہت خوش ہونگی
مالک مکان کرایہ مانگے گا۔ بی بی نے جو قرض لیکر صرف کیا تہا اوسکے تقاضے ہونگے مجبوراً کہین
اور جائے گا وہ پہر اوسی مصیبت ہین مبتلا اس شادی سے تو کسی . . . . تو تم
دو دن کی بعد جس مصیبت ہین پڑنا تہا پڑتے وہ تو چین سے رہتی شادی کا کیا نتیجہ کہ تم اور وہ
دونون پریشان ۔ نہ خدا کی ودیعت بڑہی نہ گہر کا انتظام اگر ایسی ہی شادی کی بڑی
خواہش ہی تو لکھنؤ ہین جاؤ کسی وثیقہ والی کو پیغام دو بن پڑے تو دونون باتین حاصل ہون
نہین تو میری صلاح مانو تو دو برس اور کالج نہ چھوڑو بی اے اور بی ایل پاس کرلو۔

[1] ...

جلد معاش حاصل کرنیکا یہی منشا ہی کہ ادہر ڈپلومہ لو ادہر مخطوبہ رات دن پڑہنے کی جگہہ کچہری اور سونے کے کمرے مین اپنے اور بی بی دونون کے پیٹ بہرنے کی کوشش کرو پہر دیکہو کیسا جلد دولت والے گہروالے خدا کی قدرت ظاہر کرنیوالے اوس کی ودیعت بدیعت کے بڑہانے والے مشہور ہوجاؤگے اور اس حالت مین تو مین ہرگز شادی کرنیکی صلاح نہ دونگا تمہارے تو باپ کی بہی کوئی دولت نہین ہی اور اگر ہوتی تب بہی مین باپ کی قوت پر شادی کی صلاح نہ دیتا۔

نیچر کا مارشل لا

بہئی واہ قانون قدرت کو دیکہیے کیا افراط تفریط۔ کمی زیادتی نکالی ہی۔ میزان عدل کے پلّے ہین کہ بے ایمان بنیے کے دل کی طرح ڈہیکلی مات کرتے ہین۔ نیچے کو جہکا تو تحت الثری سے بہی پلّے پار۔ اوپر کو اوٹہا تو گنبد گردون پر چتر بن گیا۔ چہتر منزل کی کیفت دکہادی۔ اک دفعہ لڑکیان پیدا کرنیکا وہ طوفان کہ جدہر دیکہیے ایک ایک دو دو کی جگہہ چار چار ایک مشیمے مین ملفوف بیرنگ چلی آتی ہین۔ ہر حاملہ آدمی کیا چوہی کی اولاد ہوگئی اس کثرت وارادت کو دیکہکر مرد بیچارے لگے چوہیا کا بل ڈہونڈہنے۔ اور اوسی طرح گہبرائے جیسے ریاست دکن مین ہندوستانیون کے جانے سے دکنی بہائی مارے گہبراہٹ کے عورتون کی عوض اونہین کے پیٹ مین چوہے گہس گئے۔ اس طوفان نسائی کا دیکہیے کیا انجام ہو۔ حقوق چہن جانے اور حکومت قوامونی کافور ہونے کا دہڑکا تو یورپ اور امریکہ کی ترقیان دیکہہ دیکہہ مدت سے دامنگیر حال تہا۔ اب اس خلقی بہرمار سے اور بہی رہے سہے حواس پیترے ہوئے۔ بارے کب تک ایک دفعہ پہیر بدل جو ہوتا ہی تو عزرائیل نے بہی انہین کی جانب نظر توجہ مبذول فرمائی۔ ایکی سال پیٹ مین بچہ

کیا رہا ملک الموت حلول کر گئے - جان سولی پر ہو گئی - زچہ جی کیا بچی گویا بچے کے
ساتھون ساتھہ خود بہی مان کے پیٹ سے پیدا ہوئی - اور جو گئی تو قصہ پاک حکیمونکا
قول ہے - کہ کارخانۂ قدرت مین جب کوئی چیز اپنی نسل پیدا کرتی ہی - تو اوسمین
اپنی جان ڈال دیتی ہی - بہت سے حیوانات اور نباتات ایسے ہین کہ بروقت بار وربہوے
یا بچہ پیدا ہونے اور پہل پک جانے کے مرجاتے ہین - ایک دفعہ پہل لانے والے
درختون یا ایک بچہ جننے والون جانورون سے ثبوت کامل ملتا ہی - پس اس طرح
انسان بہی اپنی جان اپنے قوے کے مطابق اپنی اولاد کو دیتا ہی - جب تک دورۂ قوانین
قدرت کی روسے انسان مین زیادہ جننے کی طاقت رہی بچے دنادن ہوا کیے - کڑیان
جہیل لین - اب انحطاط کا دور دورہ ہے - اسکو عورت کا ہیکو سچ مچ کی بچہو ہے -
کیا سبب کہ بچہو کے بچہ پیدا ہوتے وقت اُسکا پیٹ پہٹ جاتا اور وہ مرجاتا ہی -
علاوہ اسکے یون بہی مرد کی سرمایۂ راحت ہی - اور عالم اسباب مین راحت کی ساتھہ
نیش رنج بہی اسطرح شامل جیسے مسوڑون مین دانت - گلاب مین کانٹا - پس اسطرح
بہی ان ذات شریف مین نیش موجود - تیسرے بوجہ قربت اقرب بہی کہی جاسکتی ہین تو
الف کو عین سے بدل دیجیے اور بچہو کے معنے لیجیے - اب فرمایئے انمین اور بچہو مین کیا
فرق - طبیعت اور مزاج کی کجی مقتضائے طبیعت کا ثبوت ہی - یہی سمجھہ قانون قدرت
نے بہی بچے جننے مین خاصیت عقربی پیدا کر لی - اور بہئی ایک بات اور بہی ہے
بڑی بوڑہیان تو آپ جانیے پاؤ تولہ باون رتی تُلی ہوئی بات کہا کرتی ہین تو
اگر غور کر کے دیکہیئے تو معلوم ہو گا - جہان کسی کے بچون کو ایک دو تین کر کے
گنو - اونکو وسواس ہو گیا - بدشگونی ٹہرادی - آپ دیکہیے تہذیب اور

انتظام حال کا ستیاناس ہو۔ کہ آئے دن فصل بے فصل۔ وقت بے وقت جب دیکھو مردم شماری کی ڈائن دروازے پر کھڑی کنڈی کھٹ کھٹا رہی ہے۔ بتاؤ تمہارے گھر مین کے آدمی۔ کے بچے۔ کے بوڑھے۔ کے جوان کے لڑکے۔ کے لڑکیان۔ اور پھر خالی پوچھنا ہی نہین۔ دفتر پر چڑھا لیا اور دفتر پر چڑھا کے ..... انگریزون کے روبرو پیش کیا۔ اوسنے انگریزی مین دن۔ ڈو۔ تھری۔ جوڑ جاڑ تمام دنیا مین گشت کرایا۔ ملکون ملکون ڈھنڈورا پٹ گیا۔ فلانے شہر مین۔ فلانے قصبے مین۔ فلانے گانون مین اتنے مرد اتنی عورت۔ سال مین اتنے بچے جنتی ہین۔ اتنی عورتین گابھن ہوتی ہین پھر آپ جانیے خدا جانے کس کس کی نظر پڑتی ہے۔ کس روسیہ کا جی للچاتا ہی آخر کسی نہ کسی کی نظر ہو گئی۔ اب مرنے کا لگا لگ گیا۔ حضرت عزرائیل کو دیکھیے ایک بولی تین کام کی کیا ترکیب ایجاد کی ہی۔ جس طرح ہمارے سرکار درندہ جانورون پر نر کی بہ نسبت مادہ مارنے سے دونا ڈیوڑھا انعام دیتی ہے کیونکہ وہ تو پیدائش کی جڑ ہے نا۔ اسی طرح حضرت عزرائیل نے عورتون پر چھری پھیرنا شروع کر دی۔ کہ نہ یہ ہونگی نہ انسان برسات کے مینڈکون کی طرح گلی کوچون مین کچ کچا کے پیدا ہو گا۔ نہ مردم شماری کے نقشے آئے دن غلط ہوا کرین گے۔ اپنے ایک دفعہ نقشہ بھر لیا سو دو سو برس کو کافی ہے۔ کبھی کبھی جانچ کر لی۔ فوتی فراری کا نام نکال ڈالا یہ روز کا قلم جاری رہنا تو موقوف ہو گا۔ الغرض بیان مصائب اہل ہیئت آسان نہ۔

مٹی خراب خلق مین مہر و وفا کی ہی

(عبدالرحمن خان کے خیالات)

اگرچہ اس بات کی تصدیق کسیقدر خطرناک ہی کہ ان بزرگوار کی خیالات ہم تک کیونکر پہونچے
مگر کابل کی طرف منہ کرکے ذرا غور و تامل کرنیسے یہ عقدہ اسطرح حل ہوجاتا ہی جیسے نائیٹرک ایسڈ
مین چاندی۔ لہذا ہم اپنے ناظرین کو ان مزے دار خیالات کی اطلاع سی محروم نہین رکھتے۔

امیر عبدالرحمن خان

لاحول ولا قوۃ۔ عجب مخمصے مین جان ہی۔ پای رفتن نہ جای ماندن۔ اس ملکداری کی ہوس اور
دوستونکی دوستی پر خدا کی مار کہ مفت مین بیٹھے بٹھائے یہ عذاب اپنے سر لیا اپنی مزے سے بسر ہوتی تھی
اللہ رازق تھا ہر حال مین دیتا کچھہ آرزو بھی نہ باقی رہی تھی سبطرح کے مزے لے چکے تھے ؎

شب تنور گزشت و شب سمور گزشت

جی چاہا ادہر اُدہر کی سیر کی نہین اللہ سی لو لگائی۔ تخت و تاج کے جھگڑے دیکھے تسبیح مصلے کے
جلوے نظر آئے دنیا کے بکھیڑون سے مطلب ہی نہ تھا۔ روس بخارا پر قابض ہوا تو ہمکو کیا۔
انگریزون نے شیر علی کو جیتے جی مزار شریف تک بھگایا۔ مارا چہ۔ مگر اس طمع کو کیا کیا جائے
نہ رہا گیا ملک خالی ملا۔ گمان ہوا کوئی اور نہ قابض ہو جائے۔ مثل مشہور ہی ''خانہ خالی را
دیو میگیرد'' چلو بھئی تم ہی قسمت آزمائی کرو۔ یہان یہ کیا معلوم تھا انگریز لوگ بیکار سمجھکر سر سے بوجھہ
اوتار نیوالے ہین۔ لو صاحب مجھہ بیچارے کی گردن پھنسا ہی تودی۔ واہ خوب سلوک کیا ؎

آسمان بار امانت نتوانست کشید ۔۔۔ قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

ابلا ایک طرف انگریزون کی احسانات اور دہمکیان۔ کہ ہین۔ ادہر آؤ۔ اودھر جاؤ۔
لفٹ۔ رائٹ۔ لفٹ۔ رائٹ۔ ایک بولی تین کام یہ کیون ہوا! وہ کیون ہوا!۔

تمہاری سلطنت مین ریچھ کیون آیا۔ لومڑی نے کیون ماند بنایا۔ یا اللہ کیا غضب ہے جان پڑی
چلواس سے تھوڑا بہت اطمینان ہوا کہ بے صبرا ایوب دوروسی غرّے ڈبتے بتانے لگا۔ رعایا ہی
کہ مجھ بھکوے کی ایک نہین سنتی۔ اے لو یہ سب کچھ تو تھا ہی روسیون کو تازہ دل لگی جو سوجھتی ہی
مرد پہ آسے ۔ .... ہندوستانی بوکھلا گئے۔ کوئی تو کہتا ہے
ہرات پر روس قبضہ کریگا تو انگریز قندہار لینگے ۔ کچھ حصہ ایران دبائیگا۔ ارے یارو مجھ
بیچارے کو کیون بوکھلا دیا ہے۔ میرا ملک نہوا تمہارے باپا کا مال ہوا۔ اگر روس اور انگریز نہین
چشمک ہی اپنے سمجھوتہ کر لین میرے ملک پر کیون دست درازی ہے۔ وہی مثل ہوئی
دو کھسیانی بلی کھمبا نوچے ۔ مین حیرت مین ہون آخر کیا کرون۔ روس سے ملتا ہون تو انگریز دوہی
دن مین چھٹی کا دودھ یاد دلائینگے۔ نہین تو روسی ملک چھینے لیتے ہین۔ بھئی واہ ع

دونونکی ضد نے خاک مین ہمکو ملادیا

گھوڑے گھوڑے لڑین موچی کا زین ٹوٹے۔ لے بھلا پوچھیے ۔ مجھے ان باتون سے کیا مطلب
اپنے انگریز جانین روس جانے ۔ ''گوش خر دندان سگ'' ، حیرت مین ہون کیا کرون۔
اگر عوام کا قضیہ ہو حاکم وقت سے استغاثہ کیا جائے۔ اب یہ فرمائیے کس دربار مین داد بیداد مچائی جائے
صرف ایک احکم الحاکمین ہے وہ قیامت کے دن اجلاس کا وعدہ کرتا ہے۔ چلو ع

تا تو بمن میرسی من بخدا مے رسم

اگر یورپ ہوتا تو اور ہمعصرونسے کہاسنا جاتا۔ کمبخت ایشیا تو یورپین پولیٹیکل کالج کے ناہموار
طلبا کے واسطے گیند دھڑکے کا میدان ہے۔ جو جی چاہتا ہے کرتے ہین۔ کوئی بات بیجا ہی نہین۔
اب میرے واسطے سردست سوا اسکے اور کچھ مناسب نہین معلوم ہوتا کہ جہان تک ہو سکے
انگریزون سے روپیہ اینٹھون۔ پھر دیدہ خواہد شد۔ کسکی رہی اور کسکی رہجائیگی۔

انڈے بچے والی چیل چلہار

بہلا یہ کیونکر ممکن ہے کہ بی کانگریس صاحبہ لکہنؤ مرحوم مین جان تازہ پہونکنے۔ چہرے کی رونق بڑہانے خرامان خرامان تشریف لائین اور بی انٹی صاحبہ چپ شاہ کی بالکی بنو ہی بنی۔ منہ مین گہنگہنیان بہرے بیٹہی رہین۔ اجی توبہ کیجیے بولین اور بیچ کہیت بولین اس طرح بولین جیسے ارہر کے کہیت مین پہندیت بٹیر۔ بلکہ گلا پہاڑ کے۔ غل مچا کے۔ سارا شہر سر پر اوٹہا کے۔ جس مین یہان سے لندن تک تو خبر ہو جائے کہ لکہنؤ مین بہی کچہہ انٹی بہائی ہین۔ چنانچہ یون تو عرصے سے سٹر پٹر جلسے ہوتے تہے اور بعض حضرات اپنے نزدیک حق ادا کرنے یا مستحق بننے کی کوشش کرتے تہے۔ مگر جب دیکہا کہ کانگریس کا اجلاس سر ہی پر آپہونچا ادہر لفٹنٹ گورنر بہادر بہی شہر مین تشریف فرما ہین اور ہر حضور ویسرائے بہی عنقریب دربار فرمانے والے ہین۔ چہتری سرکس بہی تماشے کر رہا ہی۔ الفریڈ تھیٹریکل کمپنی بہی آتی ہی۔ ان حضرات کو بہی مثل عارضہ متعدی پچ پچی چہوٹی۔ بے چینی بڑہی مادہ ہیجان مین آہی گیا۔ اور ایک بار آنکہہ بند کر کے کچکچا کے "عظیم الشان جلسہ انٹی کانگرس" کا اشتہار دے ہی دیا۔ کس کی رہی اور کس کی رہجائے گی۔ وقت گزر جاتا ہی۔ بات رہجاتی ہی۔ اب خلاصہ اشتہار ملاحظہ ہو "منجانب مسلمانان شہر لکہنؤ تاریخ ۲۔ دسمبر ۹۹ء بمقام بلند باغ کانگرس جلسہ سالانہ لکہنؤ مین ہونیوالا ہی اوسمین کچہہ تجویزین قرار دی جائین گی اور کہا جائیگا کہ وہ کل باشندگان شہر کی ہین۔ حالانکہ اس شہر کے قریب قریب کل باشندے

جبہ ہند وجہ مسلمان ابتدا سے کانگرس کی مخالفت کرتے آئے ہین لہذا تدارک ہمپر
لازم ہی جسکے لیے ایک بڑا جلسہ منجانب مسلمانان لکھنؤ تاریخ مذکور ۹ بجے اتوار کے
دن سکان انجمن رفاہ عام مین قرار دیا گیا ہی لہذا استدعا ہی کہ وقت معینہ پر عام
حضرات اہل سلام...... اس جلسے مین مع اعزا واقربا واحباب ومتعلقین کے
شرکت فرمائین اور گورنمنٹ کے خیر خواہ بنین ۔"

یون تو اس اشتہار کی کئی باتین ایسی ہین جن مین اکثر گفتگو ہی مگر ایک
بات اس نیاز مند طرفین کو یہ پوچھنا ہی کہ مخالفین کانگرس کے متعلقین کو بھی تکلیف
دی گئی ہی اوسکا انتظام کیا فرمایا گیا ہی ۔ کیونکہ اپنے انٹی بھائیون سے کچھ بعید
نہ سمجھیے کہ کنجبردن کی طرح مع متعلقین جلسے مین آموجود ہون ۔ کیا معنے کہ جب اعزا
واقربا اور احباب کے علاوہ مخصوص متعلقین کو بھی آپ نے یاد فرمایا ہی اور یہ بھی
غالبا دو المشتہر" خمسہ یعنے خانصاحب بہادر نظیر حسن خان صاحب حکیم ۔ نواب
اغن صاحب ۔ مرزا عباس علی خان صاحب سکرٹری ۔ حکیم محمد رضا خان بہادر
شیخ علی عباس صاحب وکیل جانتے ہونگے کہ متعلقین بی گھر بسی ۔ یعنے گھر کے لوگون ۔
یعنے لڑکون کی والدہ یعنے اے جی یعنی بیگم خانم صاحبہ ۔ یعنے جورو جی ۔ یعنے زوجہ
معظمہ طال اللہ پائنچہا وآنچل اللہ و پٹہا علی رؤس الشوہرین الی یوم الوفات بل
بعد الممات کو کہتے ہین ۔ تو ان ذات شریف کی اوٹہ کھڑے ہونے مین کوئی کسر باقی
نہین رہی ۔ جس طرح تھیٹر ۔ سرکس ۔ گھوڑ دوڑ کے جلسون مین اکثر اتفاق ہوتا ہی
اوسی طرح یہان بھی آدھمکینگی اور یہ بھی دور نہ سمجھیے کہ جب سارا گھر یون شریک ہوگا
تو اوس دن ضرورت کا سامان بھی ہمراہ ہوگا ۔ خواصین ۔ پیش خدمتین شیرخوار بچہ

جسکے ابہی ٹیکا لگا ہو گا اور دانہ او بہرنے یا دانت نکلنے کی وجہ سے چڑچڑا ہو رہا ہو گا۔ پہرا وسکا گہوارہ۔ پالنا۔ جہنجہنا۔ چُسنی۔ اتا۔ چہو چہو۔ مع برادر رضاعی اسکے علاوہ بکری کا بچہ۔ چند خرگوش اور چینی چوہے۔ طوطے کا پنجرا جو ریز کم کرتا ہی اور خاص اس مصلحت سے آلے گا کہ بولنے والون کی بولیان یاد کرے۔ باورچیخانے کا بگلہ اتا کے صاحبزادے نطفۂ ناتحقیق کا پالا ہوا لینڈی کتے کا پلہ۔ چہوٹی صاحبزادی کا گلہری کا بچہ۔ بی گربہ خانم مسماۃ پُسی۔ کبوترون کی کابک۔ مرغی کا ٹاپہ۔ بٹیرون کے تہیلے۔ بیگم صاحب کا پاندان یعنے سب کچہ دان۔ آفتابہ۔ آئینہ۔ اُگالدان۔ طشت۔ تسلہ۔ لوٹا۔ ڈہولک۔ بایان۔ مجیرے۔ بچہونے۔ گاؤ۔ بچّے کے پوتڑے۔ نہالچے۔ لحاف۔ توشک سلامتی سے سبہی ہوا چاہین۔ پس معلوم ہونا چاہیے اسکا کیا سامان کیا گیا ہی۔ اور ہان بڑی بات تو رہی جاتی ہی۔ یعنے اِن سب کا کرایہ کون ادا کریگا۔ بی صاحب خدانخواستہ کیون دینے لگین کیا وجہ کہ یہ نہایت بدشگونی ہوگی۔ دوسرے اگر یہ جرمانہ دینا پڑا تو متعلقین کیا معنے متعلقین کے متعلقین یعنے شوہران برخوردار بہی گہر سے باہر نہ نکلنے پائینگے۔ پہر اگر مع اعزا و اقربا و احباب و متعلقین کو بلانا چاہتے ہین تو پہلے جلسے کی جانب سے ان سواریون کا بندوبست فرمایا جاوے۔ پہر اللہ نے چاہا تل دہرنے کو جگہہ نہ ملیگی۔ سارے انٹی بہائی بقول اہل دکن اپنا اپنا کہٹلا لیے سو جود جلسہ ہونگے۔ طاعون والے جلسے مین تو دو کانین بند تہین اس دفعہ چوتہے تک گہرون مین نہ گرم ہون تب کی سند۔ بگر جاسے او ستاد خالی۔ ایک بات مشتہر صاحبان بہول گئے یعنے متعلقین تک کو تو طلب کیا مگر

رنڈیون۔ خانگیون کا کہین ٹھکانا نہ کیا۔ جو ایک کیا معنے ساری دنیا کی متعلقین ہونے کا پیشہ اوٹھائے ہوئے ہین اور معاملہ فہمی کا یہ حال ہے کہ بی جدن۔ بی چودہرائن۔ وغیرہ وغیرہ کا تجربہ ذاتی تو غالبًا انٹی بازون کیا بڑون بڑون تک کو ہوگا۔ پس اُن کی طرف سے آنکھین پہیر لینا یعنی جہ مناسب ہے بُلوائین اور ضرور بُلوائین اسکے کیا معنی کہ جہان بگھیان۔ پالکیان۔ ڈولیان ہون وہان جو پہلے نہ ہون۔ واللہ انٹی ونٹی تو چار دن کی بات ہی۔ سابقہ انہین سے پڑتا ہی۔ اگر اس تقریب مین انکو نہ پوچھا تو بہتون سے برادری ترک ہو جائیگی اور پہر شادی بیاہ ہونا۔ ناچ گانے کے جلسون مین رنڈی منڈی ایک نہ آئیگی اور سفر دائیون کو جو شکایت ہوگی وہ نمک پہ جراحت ہوگی۔ یہ سمجہہ لین انکی پیشوازی گورنمنٹ بہی اندرونی قوت رکھتی ہی۔ انکا سکہ دلون پہ چلتا ہی۔ انکے طبلے کی گمگ نانک منتی توپ۔ سارنگی ہنری مارٹنی۔ مجیرے نگزم گن سے زیادہ توڑ رکھتے ہین اور بی صاحب تو پوری ڈائنامائٹ یا ٹارپیڈو ہی ہین۔ انکے توڑ کا کیا پوچھنا۔ بلکہ سچ پوچھو تو یہ لوگ سُرنگ ہین جنسے اکثر خاندان کے خاندان اوڑ گئے ہین پس ان کی زد سے ضرور بچنا چاہیے۔

راقم

ساتھہ لے دے کے اپنے یارون کو
مینڈکی بہی چلی مدارون کو

مرزا پچھو بیگ ستم ظریف

مرزا محمد مرتضیٰ نام عاشق تخلص عرف پچھو بیگ پیچ کی نامہ نگاری
مین ستم ظریف کے نام سے مشہور تھے۔ آپکے مورث علے مرزا
عطاءاللہ بیگ معروف بہ نواب حسین علی خان بہادر اٹک سے لکھنؤ
تشریف لائے تھے آپ کے نانا مرزا اسد علی بیگ بادشاہ اودہ
کی فوج مین کمیدان تھے مرزا صاحب بچپن سے بائیس سال کی عمر تک
نانا کے ہمراہ رہے اور اسوقت تک بجز سپہ گری اور کوئی مشغلہ نہ تہا۔
لیکن سنہ ۱۸۵۷ء کے بعد بطور خود کافی علمی لیاقت پیدا کر کے مشغلہ
شعر و سخن کی جانب بہی توجہ شروع کی اور رفتہ رفتہ اس فن شریف
مین بہی اسقدر قدرت بہم پہونچائی کہ آپ کی زندگی ہی مین آپکا
نام اردو زبان کے اساتذا اور محققین کی فہرست مین داخل ہو گیا تہا
آپ مرزا نسیم کے شاگردون مین سے تھے۔

دراز قامت فربہ اندام صحیح و شدید القویٰ جسم و قوت کی اعتبار سے بقول حضرت حسرت موہانی
شاعرون مین ناسخ ثانی کے نام کے مستحق تہے۔ رنگ البتہ ناسخ کے خلاف گندمی تہا
کھلتا ہوا۔ دو پلی ٹوپی انگر کہا گھٹنا لکھنؤ کی معمولی وضع آپکو بہی مرغوب تہی لیکن آخر عمر
مین کبہی کبہی کوٹ پتلون بہی پہن لیتے تھے۔ لطیف و ظریف خوش بیان و
خوش گفتار اپنے چھوٹون سے بہی ظرافت کو دریغ نہ کرتے تہے۔ آپکی ملنے والون مین
پرانی وضع کے لوگون مین اشرف علی صاحب اشرف مرحوم منشی امیر اللہ تسلیم
وغیرہ اور نئی تہذیب کے لوگون مین منشی جوالا پرشاد برق مسٹر حامد علیخان بیرسٹر
اور منشی محمد سجاد حسین صاحب تہے صلح کل و مرنجان مرنج کی یہ کیفیت تہی کہ
مرتے دم تک بلکہ مرنے کے بعد بہی لوگون کو آپکے اصلی مذہب کی کیفیت نہ معلوم ہوئی
کہ سنی تہی کہ شیعہ آپکے شاگردون مین منشی بالمکند گپتا مرحوم اڈیٹر اخبار بہارت

مرزا مچھو بیگ ستم ظریف

انڈین پریس الہ آباد

متر کلکتہ خصوصیت کے ساتھہ قابل ذکر ہین کہ جس سے آپکی ہردلعزیزی وبے تعصبی کا ثبوت ملتا ہے۔ حضرت حسرت موہانی کہ جنکے لطف وکرم سے یہ حالات زندگی مرزا صاحب کی ہم تک پہونچے ہین فرماتے ہین :۔
"آپ کے نظم ونثر کے تمام کارنامے ہنگامہ ۱۸۵۷ء کے بعد کے ہین۔ مرزا تسلیم مرحوم بھی اسی زمانے مین دہلی سے لکھنؤ تشریف لائے تھے انکی صحبت اور شاگردی نے سمند ناز پر تازیانے کا کام کیا۔ اور آپ کے ادبی مذاق کی خوبیون نے روزافزون ترقی کے ساتھ پایان کار وہ مرتبہ حاصل کیا کہ آپ نثر نگاری مین یکتائے روزگار اور سخن سنجی مین استاد قرار پائے۔ لکھنؤ کے مشہور ظریف اخبار اودھ پنچ مین اسکی ابتدا سے لیکر اپنی آخر عمر تک ۳۲ سال برابر "ستم ظریف" کے فرضی نام سے ایسے دلچسپ مضامین لکھتے رہے جنکا ادبی اور تنقیدی حیثیت سے بے مثل ونظیر ہونا آجتک اہل قلم کے حلقے مین مسلم سمجھا جاتا ہے۔ تذکرۂ شعرا کی مانند جب کبھی اردو زبان کے نثر نگارون کے حالات بھی مرتب کیے جائینگے اسوقت حضرت عاشق کا نام یقیناً طبقۂ اول کے انشاپردازون کی فہرست مین ممتاز نظر آئیگا۔ لکھنؤ کی زبان اور محاورون کی جتنی تحقیق مرزائے مرحوم کو تھی اسکا اندازہ اونکی مشہور تالیف "بہار ہند" کے دیکھنے سے بخوبی کیا جاسکتا ہے۔ افسوس ہے کہ ملک نے اس لغت کی کافی قدر نہ کی ورنہ اگر اسکے باقی تین حصے بھی چھپ جاتے تو اُردو زبان کی اصلاحون اور محاورونکا ایک لاجواب مجموعہ مرتب ہوجاتا۔ مولوی حکیم الدین وکیل اکولا نے علم ادب کے متعلق اودھ پنچ سے آپکے بعض مضامین کو نقل کرکے "چشمۂ بصیرت" نام ایک کتاب کی صورت مین چھپوا دیا تھا مگر وہ اب کمیاب ہے۔ گلزار نجات میلاد شریف نظم اور مثنوی نیرنگ خیال معروف کے علاوہ آپ کا ایک ضخیم دیوان مشتمل بہ جملہ اصناف سخن آپ کے خلف رشید مرزا محمد صدیق صاحب صادق کے پاس موجود ہے"

گرما بگذشت و روبکاری ہی وہی
سرما بگذشت و روبکاری ہی وہی
برسات مین سب سے بڑھکے چھچھالیدر
برما بگذشت و روبکاری ہی وہی

سُبحان تیری قدرت۔کیون قبلہ مولوی اودہ پنچ خان صاحب بہادر دنیا بہی بقول جُلاہے بہائیون کے کیا ہی مقام ہی گہڑی مین کچہ اور گہڑی مین کچہ یقین ہے آپ کو یاد ہوگا کہ ابہی کل کی بات ہی مئی جون کا مہینہ (ساتت قرآن درمیان) کیا کیا آتش افروزیان اور گرمیان کرتا تہا کس شدت کی کیسی دہوان دہار جلاپے کی گرمی تہی۔ اے لیجیے اک ذرا مین ہوا جو بدلی بادل خانصاحب ڈنکے بجاتے مع افواج قاہرہ برشکالی آدہمکے لگا دنا دن مینہ پڑنے پہر لے میرے بہائی ابر ہی کہ دوڑا دوڑ کرتا چو طرفہ سے گہرا چلا آتا ہی پانی کہتا ہی کہ آج برس کے پہر نہ برسونگا موسلا دہار۔ جہاجون برس رہا ہے۔ چار ہی دن مین وہ پکار مچ گئی کہ توبہ بہلی ہی۔ نالے ندیان دریا سمندر کا بچہ جدہر دیکہو عالم آب کام کا جی پسینے کے بدلے مینہ مین شرابور۔ رات کیسی دن کو کجلی بن گہٹائین مست ہاتہیون کی طرح جہومتی چلی آتی ہین۔ بجلی کی چمک پہر اوسکے بعد گڑگڑاہٹ کو اور کیا کہیے یا تو آسمانی بم کے گولے چہوٹتے ہین یا فرشتے عالم بالا کی چہتین کوٹتے ہین۔ تاریکی وہ کہ ہاتہہ کو ہاتہہ نہین سوجہتا اچہے خاصے

آنکھون والے لاٹھی کے سہارے اندھے حافظ جی بنے چلے جاتے ہین مکانات
ایک تو یونہین بڈھے کا دانت بنے ہوئے ہاے ڈولے مین تھی۔ اب جو پانی
برسا کسیقدر تراوٹ پائی چلیئے اونگھتے کو ٹھیلتے کا بہانہ اڑا ر ڑا دھڑیم
کرکے پشت بزمین رسید ہوئے۔ اب مٹی کون اوٹھائے مزدور تو مزاج
معشوق کی طرح ملتے نہین۔ برقنداز بہادر جیسے پولیس والون کی شکایتین ہوئین
اور بھی خون کے پیاسے ہوگئے چالان ہی کیے دیتے ہین۔ دوڑتے دوڑتے
پھیپھڑی کیسے ہاتھ پاؤن تک پھول گئے مگر بارہ بارہ چوبیس کوس مزدور کا
پتہ نہ لگا۔ بڑی خرابی نہایت مشکلون سے اگر کوئی لولا لنگڑا نصیب ہوا تو رسیان
باندھکے رکھیے نہین رکتا پٹا توڑائے بھاگا جاتا ہی۔ سواگر دن ہلنے کے ہونکار
زبان ہی سے نہین نکلتا سوانہیان کے ارمیان چار آنے آٹھ آنے روپیہ
دو روپیہ دس بیس سو پچاس ہزار دو ہزار روپیہ روز لوگے۔ جی نہین لوون ہون
یہ بھی وکلا کی تعلیم یافتہ بڑے ڈبلو آختہ ہوئے۔ لے توبہ استغفر اللہ پاؤن
کی طرح زبان بھی پھسل گئی کدھر کی کدھر ہو رہی ہی۔ اب لاحول ولاقوۃ الا باللہ
ہان نیت کرتا ہون مین واسطے بیان کرنے حالت پر ملالت مقدمۂ مذکورۂ
بالا جس سے بڑھکے کوئی مرض لا دوا نہین واسطے دوزخ کے منہ طرف کچہری کی
اللہ اکبر۔ استغفر اللہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ لیجیے نیت بد ہو گئی
نماز توڑنی پڑی پہلے سب سے اتنی بات بطور مقدمہ اور گذارش کرنے
کے ہی کہ فصل کا کچھ قصور نہین کوئی موسم کیون نہو قسمت اپنی اپنی دنیا کی
دورنگی عالم مین مشہور ایک برتاؤ زمانے کا سب کے ساتھ نہین ہوتا

خوش نصیبون کو اسمین بہی خوشی ہی چین سے گہرون مین بیٹھے ملار گایا کرتے ہین
اک ذراسی بیفکری ہونا چاہیے پہر واہ جی واہ پانچون گہی مین اور سر کڑہائی مین
یہی فصل وہ ہی جسکے لیئے تینتین مرادین مانی جاتی ہین۔ شعرا مین کشتی مےکا
اوتارا برسات ہی کے گہاٹ پر رہتا ہی۔ جب سنیئے ؎

تند و پرشور و سیہ مست زکوہسار آمد میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

کا ترانہ۔ اُردو والے ؎

گرہ ہین زرہے رندون کے گہٹا اوٹھی ہی اوترسے
خدا چاہے تو ساقی آج میخانے مین ہن برسے

کے شور غُل سے کان پہوڑے ڈالتے ہین۔ نشہ پانی والے بہشتی جوان جب
دیکہیے آسمان ہی کی طرف تکا کرتے ہین۔ معشوق لوگونکا یہ پیار اُمنہ ہی
جتنی باتین ہوتی ہین وہ انہین دنون کے لئے اوٹہا رکہی جاتی ہین۔ جہان
اک ذراسی گہٹا آئی بوندا باندی کا لگا لگا اور گہر گہر کڑہائی چڑہ گئی۔ چہنن
چہنن کی آواز آنے لگی۔ کپڑے رنگ برنگی انہین دنون کے لیئے ایجاد ہوے
بی مہندی خانم کی قدر و منزلت شاید سال بہر تک ایسی کبہی نہین ہوتی
جب دیکہو قدمون سے لگی ہین اور عاشق تن رشک و حسد سے ہاتہہ ملتے ہین
جہولون پر لہک لہک کے سال بہر کی دل کی بہڑاس نکالی جاتی ہی۔
لہری بندے جب دیکہو دریا کنارے لال پری سے علیک سلیک کرتے
نشہ پانی کا رنگ جماتے مزے اوڑاتے ہین ہاے ہاے
یاد ش بخیر بقول کسے ؎

ہوس گل کی کبھی مثل عنادل ہم بہی رکہتے تہے
کبھی تہا شوق گل ہمکو کبھی دل ہم بہی رکہتے تہے

سب سے بڑھکے عیش باغ کے میلے جنہین فیوضٍ نگا دسے پوچہا چاہیے وہ خاکی پرپرزاد وے گہنا و بیفکرون خوش نصیبون کے جماؤ۔ تنبولنون اور ساقنون کے ہجوم سودے سلف والون کی دہوما دہوم کہین ہٹی دہڑا کا میان بیوی لڑا کا کی پکار۔ کسی طرف شاخین سہال گولیان مزیدار جا بجا ہنڈولے گڑے۔ کبڑیون کا ہلڑ۔ ارے میان ملیح آباد لٹا دیا ٹپکے ٹپک پڑے کسی طرف چٹ پٹے سلونی گرما گرم چٹ پٹے۔ کباب ہین بارہ مسالے دار دہی کے بڑے۔ بگیون کے گرد مالی بار بیچنے کے بہانے آنکہین سینکتی پہرتے ہین۔ جب سنیے۔ ارے میان بیلا یہ پلنگ توڑ بیلا۔ بیلا محبت مین کہلا۔ سونگہا اور گلے پڑا۔ کہین جہولے پر جہتی قمریون کا تانین لگانا۔ مفلس شوقینون کا رانین پیٹ پیٹ کے تلملانا۔ یہ بہی آٹھوین دن کا ڈہکوسلا ہے قسمت ورونکو تو ہمیشہ چین ہی چین لکہا ہے ہر روز دن عید رات شب برات پہر واہ ری برسات اور واہ ری برسات یہان بلا تشبیہ نقل کفر کفر نباشد بہلے آدمی سے نرے کورے سائل ہو کے رہگئے۔ جب سنیے سائل یہ چاہتا ہے سائل یہ عرض کرتا ہے سائل کو اطلاع دو۔ سائل حاضر ہے۔ واہ جی واہ اتنی بڑی سرکار سے خطاب بہی ملا تو بہیک منگا گداگر ان کا سا۔ طرہ یہ کہ حاصل حصول خاک نہین بلکہ روز لینے کے دینے کچہ اپنی ہی گرہ کا خرچ ہوتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ ہم ایسے اور بندگان خدا چشم بد دور اپنی دیوانی خانم صاحبہ کے چکر سے تنا زوی کے

پھیر میں پڑے ہیں اونہیں دن رات وہی جھگڑا ہی بلکہ گواہی شاہدی اغیرہ وغیرہ کے بکھر جھکڑے کو چرخ چون کرکے گھسیٹتا بدا ہے ہان اکثر بیچیائی کے تقاضے پر یہ شعر حسب حال الاپتے ہین ؎

وہی محبوب بھٹیاری جو آگے تھی سواب بھی ہے
وہی لہنگا وہی ساری جو آگے تہی سواب بہی ہے

وہی کہانا نہ پینا دس بجے جانا کچہری کا
نصیبون کی وہی خواری جو آگے تہی سواب بہی ہے

وہی دولت کا لٹنا اور وہی خرچے وہی ہرجے
وہی پیسے کی بھرماری جو آگے تہی سواب بہی ہے

وہی کپڑون مین کیچڑ کے چپکے کائی کے دہبے
ہوائے چرخ زنگاری جو آگے تہی سواب بہی ہے

وہی دیوانون کی سی رات دن گردش وہی چکر
جنون کی گرم بازاری جو آگے تہی سواب بہی ہے

اوسی صورت سے ہے ابتک برے کی جان کا رونا
طبیعت زیست سے عاری جو آگے تہی سواب بہی ہے

قصہ مختصر۔ کچھ ہی کیون نہو مینہ برسے آندہی آئے۔ ادھر کی دنیا چاہے اودہر ہوجائے اِن مصیبت کے مارون کو وہی ایک دہندہا صبح ہوئی اور ہوم چاۓ کے ٹکڑے ہین کاغذات لپیٹ کر مستعد ہو بیٹھے۔ اور مینہ کہلنے کا نام نہین لیتا

موسلا دہار پانی پڑ رہا ہی۔ گھبراہٹ مین تیل جلا رہے ہین اولتی تلے مسافر
بنا رہے ہین ٹوٹکے پر ٹوٹکے ہوتے ہین۔ کبھی رات کے تارے دن کی دھوپ کا
وظیفہ۔ کبھی چار مندے چار گندے چار بکرہا ہے۔ بدلی گئی پھاٹ پھوٹ تارے
نکل آئے۔ کی تسبیح جپنا۔ مگر توبہ بھلی ہی بدلی خانم صاحبہ کا اور گھٹا ٹوپ ہوتا جاتا
ہی اب گھڑیال کی آواز جو کان مین آئی تو گنتی شمار کون کرے تن بہ تقدیر
گھر سے نکل کھڑے ہوئے اور سیدہی کچہری کی راہ لی۔ مگر قطع شریف اتنی پاک
و پاکیزہ کہ مئی جون کے پہننے کا ٹھاٹھہ بھی قربان کیا تھا۔ اے واہی واہ۔
پائینچے دونون چڑھے دامن گردانے۔ موزہ باران کوٹ ایک تو نصیب نہین
دوسرے انگریزی وضع بناتے پرانی شریعت کے خلاف چلیے گھوڑے کی گردنی یا
پرانی سڑی کملی کا کھڈونگا کے دہی مومی بستہ نائی کی سی کسبت یا اپنی قسمت
کی طرح بغل مین دبا کے زیر پائی کے ہوادار پر سوار سٹر پٹر کرتے ہوے چلے اب
ڈوبتے ترتے سڑک پر پہونچ کر نہ کسی کو دیکھتے ہین نہ سنتے ہین۔ اِکّے والے ہوت
اکے والے ہوت کی صدا لگا رہے ہین۔ جواب کون دے مینہ کے دہاڑم دھاڑ
مین کان پڑی آواز تو آتی نہین۔ بڑی ہڑ ائی کسی دلگی باز نے اِدہر اودہر
کونے کھدرے سے آواز دی بہی تو کیا دوت دوت۔ یہان اوسی کے سہارے
ڈوبکیان کہاتے ہوئے رینگ چلے۔ اب ہوا کے سنّاٹے دانت کھٹے کیے دیتے ہین
یہان کچہری کا بھوت سوار ٹیکے سے زیادہ یہ خوف لگا ہوا کہ کہین بیگار ہو جائے
نہین بشتم پشتم گول دروازے تک پہونچ گئے۔ اب اکے تو جمعرات کی سبیل دا ہین
بہت مگر خالی ٹٹو پوشش بچھونا ندارد۔ وہ بھی غنیمت ہست کھکے بے چکائے

سوار ہولئے اور کہا کہ بھائی اکے والے کہان ہو ہمین کچہری سے چاندنی چوک کے والے
دوکان مین کہڑے سلفہ اوڑا رہے تھے بولے پیچہلنے کو تو ہم نئی دنیا تک پہچلین
لیکن پہلے آپ آسمان پر جاکے پانی کا برسنا بند کرا دیجئے تو کام چلے سڑک تو
دکہائی نہین دیتی آئے وہان سے پہچلو گے ایسے ہم بیدہے ہین کہ ہین ناحق
اپنا ہاتھ منہ توڑ واڈالین - بھائی جان ہمارا مقدمہ ہی ہمین دس بجے ضرور
وہان حاضر ہونا چاہیے رات کے دس بجے تک پہر پکار نہو لیکن حکم دس ہی
بجے کا لگا دیا ہی - پہر مقدمہ آپکا ہی ہمین کیا ہم تو بے پانی کہلے خدا ہی بلائے
تو نہین جاتے اپنا کام کیجئے بڑی جلدی ہی تو اور دو قدم ناک کی سیدہ پر
سے چلے نا جائیے ہمین فرصت نہین - اونہہ جہان ستیاناس وہان ساڑھے
ستیاناس چلو گاڑی پر چلین - ارے بھائی ایک گاڑی کچہری تک سے چلو
بہت خوب آئیے یہان سائین نکل آئیے انکو بتا کے بہاگ گئے صورت نہین
پہچانی پڑتی ہی لو ہمارے پرانے وہ ہین گی سواریان ہونگی - ار میان اب
تقریرین نہ کرو ہمین جلدی ہی بس ایک سواری اور گہنٹون کا حساب - کیا کہا
گہنٹون کا حساب - تو آپ ضرور کچہری پہونچے میان جی ابہی آغا میر کی ڈیوڑہی تک
کرایہ دو روپیہ کا پہیر دیا کہ بہیا کون اپنے ٹٹوون کی جان لے کہین کچھ اینڈ
بینڈ سے پاتون پڑ گیا تو اپنا سو روپیہ کا نقصان ہو جائیگا - لیکن آپکی خاطر ہی
خیر دو روپیہ دیجئے لے چلین گے پہر غصہ آگیا اور پیدل چل نکلے اونہہ کیا ہمارے
پاتون نہین - اجی تو آئیے میان جی یہ بیٹھیے آپ تو خفا ہو چلے آخر کچھ دیجئے گا - کچھ نہین -
الکتے ہوئے پیر جا وہ جا سڑک پر معہ میاں فتہ بو نیتن قد آدم پانی گنگا جمنا کا دہارا بہہ ہی

بیل چین سے کھڑی پیر لگاتی ملاتی کاٹتے - ایک گاڑی ڈوبتی تیرتی پانی
مین غل غل کرتی نظر آئی دہی جان مین جان پڑی جلدی سے کیون بہائی
لیچلو گے - وہ تو جان جوکھون بہولی بیوپاری کا مال لٹا دیا بہیک کے شوربہ
ہوہی چکی تہی بڑہی ڈپٹ سی بولے آئیے اور ایک رپاٹا لگائین مگر جہرہ دار
لگے گا - اجی اور سوا چٹا گلے گلے پانی گھٹنون گھٹنون دلدل منظور اور منظور
چلیئے جہٹ پٹ داخل گاڑی مبارک ہوئی اور جلدی لیچلو کی تاکید شروع
ہوئی قصائی کے پل تک تو ٹٹو ی بہزار خرابی اس ترکیب سے گہسیٹ لیگئی کہ بادشاہی
زمانے کے سزا ہر ہر قدم پہ پانچ پانچ کوڑے پڑتے تھے اسکین رجعت قہقری کا
وقت آیا کہ بالشت بہر بڑھے تو دو قدم پیچہے کو ہٹے یون ہی جون تون لی
دے دے کر ریل کا پل تانگے اتو سہ نہ ہلد نہ جنبد نہ کھسکت زجا
کا زمانہ آگیا بابیان ٹٹو اللہ کرکے زمین دوز ہوا - کوچبین صاحب نے لاکہہ کوشش
ہزار سر مغزن کی - پیچ نمی شود جنبش چہ معنی دارد لاجنب ولاتجنب جناب
ذرا باہر آکے پہیئے مین ہاتھہ لگا دیجئے - سچا ارشاد ہوا پہیئے مین زور لگانے سے
کیا ہوگا آپ ٹٹو کے پہیئے لگائیے تو کچہہ کام چلے - پہر صاحب بینہ بوندی مین
آدمی تو گر ہی پڑتا ہی جانور کی کون سکے بہت تیری کچہری کی دم مین تہ تو ڑ
کنوئین کا نل کیا تہا کس عذاب مین جان پڑی ہزارون باتین سناتی ہوئے
بگھی سے اوترے پیدل چلنے کا قصد کیا اسین کوچبان صاحب نے کمر مین ہاتھ
ڈالا کہ ہمارا ہر جہ معہ کرایہ بائین ہاتھہ سے دہر دیجئے اتو ٹٹو بچتا نظر نہین آتا
سو پچاس روپیہ کا نقصان ہوا بہت خاصے تختہ نہ بہر دیکیے بہی جان

چھٹتے نظر نہین آتی۔ بہزار منت خوشامد تہکا فضیحتی آٹہہ آنے دیکے رضامند کیا
اور کچہری کا رستہ لیا۔ جلدی کا واسطہ گہبراہٹ کی چال ٹیڑہی کوٹہی والی
سڑک تک جا کے پاٹون جو پہسلا لنڈہکڑہی کہائی راستہ صاف تہا اِدہر اودہر
دیکہہ کے اوٹہہ بیٹھے کپڑے لت پت کہنی لہو لہان کہڑے قد سے گرنے کا دہچکا ابہی
سیدہے نہوئے تہے کہ دوسری قلابازی کہائی آپ ہی یا علی مدد کہکے پہر اُٹھے
اور اُتّو کرتے پو قدمے کی چال چلتے ہوے کچہری پہونچے وہان کی کیفیت قابل دید
معہ مبالغہ کئی ہزار غرض مند اور وہی ذراسی جگہہ بہلا گرمی مین تو اِدہر اودہر پکڑیا
شہتوت کے تلے ٹکاؤ تو کیا نیچے ٹیک لیتی تہے ابتو بالکل جیسے بوراہا کتا جدہر جائیے
دوت دبک دیکہو پانی ٹپکتا ہی اسے لو کاغذ بہیگ گیا۔ ہان ہان چہینٹین نہ اوڑانا
غرضکہ خدا کے سوا کہین ٹہکانا نہین۔ اسیطرہ گہڑی دو گہڑی کا واسطہ ہو تو خیر
جہیل ہی ڈالا جائے۔ نئے نئے حاکم سویرے سے اجلاس پر آکے جو ڈٹے تو سات بجے
کی خبر لی بس جی پک گیا اُسپر کبہی ایک مقدمہ پیش ہوا کبہی دو۔ شام کی بعد تہی دستانِ
قسمت سے کہدیا۔ دال پیش دو چلدو اپنا سا منہ لیکے پلٹ آئے کہان گئے تہے
کہین نہین کیا کیا خاک دہول بکائن کے پہول کرنا کیسا لکہا پورا کرتے ہین جب
مقدمے والے سے پوچہئیے نت نئی آلہا گاتا ہی یہانتک کہ بعضے دو کہا چندہ کر کے
سرا بنوانے کی تجویز پیش کرتے ہین کہ بلا سے اتنی ہی راحت ہو جاے گہر سے
پا تراب کر کے یہان آرہین گے کبہی نہ کبہی پیشی کی نوبت آہی جاےگی۔ اور کچہہ نہین
تو کہانے پینے سونے بیٹہنے کی تو تکلیف نہو گی چین سے بی بہٹیاری کے یہان ٹکے
رہے جب کبہی وقت بیوقت اندہیرے اوجالے پکار ہوئی جلدی سے حاضر کہکے

جا کھڑے ہوئے اتو بے موت مرے جاتے ہین خیر لعنت بکار شیطان جب ذرا پیٹ
مین سانس سمائی کپڑے پہر ہرے ہوے تو وکیل صاحب کی تلاش کو نکلی ایک آدھے
شناسا سے علیک سلیک کی دہان خبر سنی کہ آپ کی تو پکار ہوئی تہی ورہی پیشاب
پانی ہوگیا اب چلے پانؤن کی سی بلی ادہر وکیل صاحب کو دیکھا ادہر تلاش کی
وہ سلامتی سے چھلاوا بڑی جستجو اور تگا پوسے بانسون مین کنوئین اور کنوون مین
بانس ڈال کے وکیل صاحب سے ملاقات نصیب ہوئی۔ غضب ہوگیا قہر ہوا
دیکھتے ہی ساون بہادون سے بڑھ کے برس پڑے۔ ایک گھڑکی بتائی کہ واہ وا
صاحب تم تو عدالت کو خالہ جی کا گھر سمجھے ہوئے ہو۔ نکلنے کا نام ہی نہین لیتے۔
وہ تو کہیے خدا ساز بات مین اپنی چند مقدمات کا نقصان کرکے آج سویرے منہ اندھیرے
آیا حاکم ہاتھہ پر ہاتھہ رکھکے بیکار بیٹھے تھے کہ مین نے سلام کیا۔ تخلیہ تو تہا ہی پوچھا
کیون تمہارا آج کوئی مقدمہ ہے۔ بس مین لی اوڑا۔ جیان وجنین حضور خداوند غریب کے و[illegible]
بات کو بڑہا وادیکے مطلب پر لایا کہ جی ہان ایک فلانا مقدمہ ہے وہ کم بخت بدنصیب
ناشدنی ابہی تک نہین حاضر ہوا۔ وکیل ہون لیکن ابہی تک سوا محنتانہ لینے کے
اور کچھ نہین سمجھا اور نہ آج تیار ہوکے آیا وہ ہوتا تو خیر کچھ کام چل بہی جاتا آپ
مہربانی سے اسکی تاریخ بڑھا دیجیئے کیونکہ مدعی کا بہی کوئی وکیل حاضر نہین آیا
پہلے تو خاموش سکوت مین بیٹھے رہے پہر فرمایا کہ اچھا برخاست کے وقت دیکھا جائیگا
پھر مین نے بہت منت سماجت کی ہاتھہ پانؤن باندھے مگر کچھہ جواب ندیا اچھا کہا
کہیئے۔ بس جناب اس حاضر باشی اور پیروی کا محنتانہ شکرانہ داخل کیجئے نہین آج ہی
سیدھے جہنم واصل تحت الثریٰ کے اندر چلے جاتے۔ بس مجھے کمشنری جانا ہے وہان سے

اور ایک جگہہ وہان سے اور کئی مقام پر تم تاریخ پیشی دریافت کرکے معہ رقم محنتانہ و شکرانہ مکان پر آنا
لیجیے بندگی۔ چلیے وہ سبکدوش ہوئی یہان پھر ہزار ہزار مرتبہ دروازے کی صدقے ہوتی پھرتے ہین خالی
میدان نہ آج ہوتا ہی نہ کل۔ مگر ہان ایک بات ضروریات سی قابل گذارش ہی کہ باقی بوندی
کی سیلن سی ذرا مقدمات کی گرما گرمی جو سرد پا گئی تھی تو جسے دیکھیے وہ بھوک پیاس کبوتر کیطرح
کندے تولے مستعد بیٹھا ہی جدھر سنیے اللہ بیچ مولا بیچ کا وظیفہ جپا جاتا ہی جس سے دو چار
ہوئی بڑی لمبی چوڑی مہربانی سی۔ اللہ کہان تھی آج کتنے دنون کے بعد کہائی پڑی۔ تمہارے
کاغذات تیار رکھی ہین۔ واہ صاحب سلام آپکی نقل کئی بار لکھی اور وہ ہو ڈالی۔ اجی حضرت
آپکا ترجمہ رکھا ہی اسے تو لیے جائیے بہت خوب بہت اچھا بہت بہتر آپکی مہربانی نوازش
بندہ پروری۔ مذکوری چپراسی آج کیا آپکی پیشی ہی۔ ہم تو بکر پد کر دن اسکا پھر جاکے گھوم آئے
خیر صاحب کہڑے کہڑے سر کا لہو پانو مین اوتر آیا خالی ایری پھیری پوچھا گچھی کتر بیونت
جھیل جھال مین چار نجے پانچ بجے۔ اب تو چھکے چھوٹ گئی۔ بھوک کا غلبہ جدا۔ پاخانے
پیشاب کو ضبط کرنیسے جی بولایا ہوا۔ بواسیر کا مرض ہوا کہڑے کہڑے شدت سی درد ہونے لگا
بھیگنے کی زحمت نے حرارت کی سی کیفیت پیدا کی۔ اودہر تو برسات کی فصل ودہر رات
ہو چلی ہوا کی خنکی اور بھی ناگوار ہونے لگی بالکل شام کو قریب تھا حکم ہوا کہ اس مقدمی کی تاریخ
دس مہینے کم سال بہر کو پڑ گئی سائل فریق ثانی کی اطلاع دہی کا خرچہ داخل کرے ثبوت کے
کاغذات ملاحظہ کرنیکو تاریخ اور مقرر ہوگی۔ بالفعل متفرقات کی پیشی مین نواب جان بہادر کی پوشش
ضروری کی واگذاری کی گئی فقط اسلیے بڑھکر پوشش کی نقط میں پیش ہی نہین آئی آج تک کبھی گاڑی
بند کرسی کی پوشش بنی تھی تو صاحب بہادر پر کونسی پوشش پڑتی ہی تو بعد دریافت حال اسبار
اتنی حالیت ثابت ہوئی کہ پوشش سے مراد پوشاک ضروری ہی باقی پھر انشاء اللہ پیشی پیشی

ہو گیا زندگی سے جی بیزار
وقنار بنا عذاب النار

توبہ سو بہ تلا پلا ڈوہائی تہائی چوتھائی ۔ داد بیداد فریاد الغیاث وغیرہ وغیرہ۔ بااینہمہ کان پکڑکے اوٹھا بیٹھی بعد ملاحظہ نظر ثانی پھر توبہ کربندے اس گندے روزگار سے۔ کیا کہیے اور کیا نہ کہیے۔ آجتک معہ مبالغہ پونے پانچ کرور برس ہوئے کہ اس عذاب النار کا مطلب سمجھ کے بیچا پیچ مین نہین آتا۔ بعضے عذاب النار کے یہی معنے بھاڑ چوٹھے کی آگ کہتے ہین۔ بہتیرے مُلّا قل اعوذیئے نار دوزخ جو ہمارے معززہ مولانا سہ عزبی کے بقول یو نہین سا ایک دوہڑ پنکا ڈراوے دہمکا ویکا آلہ ہے۔ مان بیٹی ہین۔ اکثر بیٹو مربھکے پیٹ کی آگ یعنے بھوک پیاس کا عذاب سمجھے ہوئے ہین۔ بعضے سپاہی پیشہ لڑنے مرنے مورچہ میدان داری کے آدمی بندوق کی نلی سے تعبیر کرتے ہین۔ غرضکہ اپنے اپنے خیالی پلاؤ کون ایسا ہی کہ نہین پکاتا خاص مطلب سچی بات وہی ہی جو ایک برگزیدہ سن رسیدہ گرم و سرد چشیدہ پہونچے ہوئے اللہ والے بزرگ نے مرتے وقت چپکے سے کہی تہی کہ بہیا نار سے مراد عورت یہی عذاب وہ ہی کہ جس سے پناہ مانگنی چاہیے بلکہ پناہ بھی مانگے نہین ملتی۔ غرض یہ کہ چھٹکارا ہی نہین۔ بھاگے سے بھی جان نہین بچ سکتی اب ضرور ہوا کہ مین تھوڑا تھوڑا اسا ذکر بھی کر دون پورا مرقع اوتارنے مین تو شاید کم سے کم کوئی سوا لاکھ جزو کی کتاب ہو ہان دو ایک جملے پتے نشان کے طور پردہ بھی لب لباب کہدونگا۔ ہان لے اب پڑھیے۔ کیا (وقنار بنا عذاب النار) اے حضرت پہلی قسم

بڑھیا معاملہ چندہ جورو عاشقی معشوقی کا درجہ۔ بیوی شمع پر جیسے پروانہ۔
میان جیسے چاند کے گرد چکورا نہاکے پھینگ بڑے ہوئے اخلاص میل جول
ساری دنیاداری کی باتین ات گت ساتھ دنیاوی سب کام بند میان بیوی مصرف
محض۔ گھر مین حوالات کا مزا جیال کیا دالان کے باہر قدم نکالین۔ دوست
آشنا حق ملاقاتی سب کو استعفا۔ نوکری چاکری کا تو ذکر ہی کیا بلا تشبیہ کفر کے
کلمے سے بہی زیادہ بیوپار تجارت گھر کی چار دیواری مین تو ممکن نہین ہے دست غیب
یا کیمیا بنانے کے کام کیونکر چلے کھائین کسکے گہر سے اوقات بسری کیونکر ہو لاکھ امیر
سہی بیٹھے بیٹھے تو کنوئین خالی ہو جاتے ہین۔ خیر جون ہی جون کو آئی تو کہان سے
آئے۔ گھر سے باہر جانا۔ سفر کرنا بغیر سارا ٹبر لادے کل اٹالہ ساتھ لیے ممکن نہین
پھر کچّے بچّے چینگا پوٹی ماما اصیل دائی کھلائی آئے گئے ملا کے تین چار کوڑہی
آدمی اور ایک دوسرے سے ایسا متعلق جیسے چہرے سے ناک مصارف دن دونی
رات چوگنی ماشاء اللہ ہو نسنے والے کی آنکھون مین خاک روز بروز ترقی پر۔
روزمرہ مین بہاڑ کی کیفیت جو پایا جہان سے جو کچھ ملا جھونک دیا آخر تا بکجا۔
مجبوری کو ہاتھ پاؤن ہلانا چاہا۔ گھر سے باہر قدم نکالنا تھا کہ آفت آگئی۔
بس ہو چکا خوب دیکھا اب وہ ہماری بات کہان صورت سے نفرت ہے۔
رسیان تُڑاتے ہین۔ ای صاحب وہ نہین کہتے کہ چار دن کی چاندنی پھر اندھیرا
پاکھ۔ کون کسکا ہوا ہی ایک سی بات ذرا مشکل ہی۔ ابکی ہی کیفیت یہی نگاہ تھی۔
اے مشکلکشا کی قسم وہ آنکھ ہی نہین۔ گھڑی بھر کو گھر مین آتے ہین تو رسیان
تُڑاتے ہین گندے سے تولا کرتے ہین۔ یہی معلوم ہوتا ہی کہ کیونکر باہر اڑھ جاؤن

کب نظر بچے کہ ہوا ہون تو بہ ہے ہمسے تو نگوڑی کبوتری اچھی - جب دیکھو کبوتر
اوسکے گرد پہرتا ہی چونچ سے کہینچتا جاتا ہی جو بن دیکھتا ہی - اور تو اور اپنے
پیٹ کا دانا اوسکے مُنہ مین اوگل آپ بیچارہ بھوکا رہتا ہی پہر یہ ایک پیار
اخلاص ہی نہین - بچے پالے - تنکے چونچ مین اُٹھالا کے دربے مین گھر بنائے
انڈے سیا کرے بچون کو بہرائے کبوتری ذرا باہر نکلی اور غون غون - یہ اپنی
زبان مین بُلاتا ہی - زبان تو ہی نہین کہ کہے مطلب یہ کہ تو کیون تکلیف کرتی ہے
یہین چین سے بیٹھی رہو - اور مزا یہ کہ وہ قطامہ اودھر رُخ نہین کرتی بہاگتی ہی
دس دفعہ کی خوشامد در آمد مین ایک دفعہ شاید یہ بہی چونچ سی چونچ ملا دیتی ہوگی
اور بڑی بڑائی ادہر کی اودہر اترائی اترائی دم لٹکائے تیرتی پہرتی ہین -
ابھی کل کی بات ہی - کتان مرتبہ مین نے خود کہا کہ کیون صاحب تمنی تو اب
سب کہین کا آنا جانا اوٹھنا بیٹھنا چھوڑ ہی دیا - دن رات گہر مین کھونٹے سے
لگے بیٹھے رہتے ہو - گہڑی بہر کو ٹانگین سیدہی کر لیا کرو - اسیوجہ سے کھانا ہضم
نہین ہوتا - ٹل ٹلی چلا کرتی ہی - تو حضور فرماتے تھے کہ صاحب سُنو باہر تم
جا نہین سکتین اب تمہارے دیکھے بغیر چین کیونکر آئے مین کہتا ہون گہڑی بہر مین
تو میرا دل اولٹ جائے نہین معلوم کیا سے کیا ہو جاسے کچھ بن پڑتا ہے -
چلیے صاحب وہی ہم ہین کہ پڑے مکھیان مار رہے ہین پورے نو بجے میان
سدہارے تھے یقین ہی بارہ بجنے کو آئے ہونگے - اوس بندۂ خدا نے پہر کے
کروٹ بہی نہین لی یہ بہی نہین معلوم کہ مرتی ہی یا جیتی ہی اسیر کیا بنی اسنے
کچھ کہایا پیا یا ہمارے انتظار مین یون ہی بہوکی پیاسی کنڈا ہوتی ہی لگے آگ

سچ کہتے ہین مردوے اور طوطے کی ایک ذات ہی۔ بیوی بے دید بے مروت
آج کے سوا لعنت اللہ ہی جو انکا رستہ دیکھے اور بھوکون مرے۔ مین تو انہی پیارے
دیدون کی قسم کل سے تو بجتے بجتے سویرے سے کہاپی مگن ہوکے بیٹھونگی۔ پھر یہ بھی
میری ناحق کی بات ہی مان نہ مان مین تیرا مہمان اونہین اسکی پروا ہی کیا ہے
وہ نہین معلوم کہان کہان کون کون سی نعمتین کہا کے سونچھونپر تاؤ دیتے ہونگے۔
مگر آج نہ ذوق ہی ایسی باتون پر یہ جہی تک ہی کہ دوسرا خیال نہ کرے جان کے
انجان بنا رہے سمجھے کیا آنکھون سے دیکھے اور ٹالا رہے نہین تو ذرا سے مین آدمی کو
آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو جاتا ہی۔ دنکو تارے نظر آتے ہین۔
عورت اگر بر ضدی پر آئے تو مردوئے کو ناک چنے چبوا دے اور میری ہاتھ
مین وہ چٹیا دبی ہی کہ ابھی کہو تو کل ہی ستگنی کا ناچ نچوا دون کچھ بنائے
نہ بنے۔ آنکھون سے دیکھین اور گرم گرم جلا کرین۔ ایک ادنی سی بات کل سوار
ہوکے باجی امان کے بہانے سے چھوٹی پھوپھی کے یہان جاؤن اور پندرہ
دن کا غوطہ مارون سواری پر سواری جائے اور خالی پھر آئے۔ یونہین اکیلے
پڑے مکھیان مارا کرین۔ پھر آپ سے آپ دو دی توبہ پھٹکار ہی میری باتون پر
لے لو وہی سیدہی سمجھ کے ننھی بھولی باتین کرنے لگی یہ نہین جانتی کہ گھر والے کا
ایک گھر نگھرے کے سو گھر۔ وہ تو خود اللہ پیر مناتے ہونگے کہ کہین یہ درفع دفعان ہو
تو کہل کہیلون رات رات بھر غائب رہون۔ لوج آگ لگے ایسے خاوند جورو کو
کلیجے مین پیپ پڑ گئی آئے دن کی سوئی سوختی۔ اس گھر داری کو لوکا۔ سات
چھپرون کا پھونس نگوڑی جان جلنے ہی کی ہو گئی۔ سب سے بڑی مصیبت

جھوٹ ہو یا سچ اُلفت محبت کا نام ہی سہی اب بدگمانی بھی لازم و ملزوم بلکہ ضروریات شعر مین سے کہنا چاہیے۔ لیکن نہ اتنی بے تکی نفرت خیز کہ جس سے جی متلائے دل بُرا ہوتے آنے لگے۔ یہان سیکھا سیکھ پڑوسن کی کہین کسی دوست آشنا کے یہان گئے لڑائی کا سرا نکلا۔ حق ناحق کی تن بھن قسما قسمی ہو رہی ہی قرآن کتاب تسبیح کنٹھا ایک ہی۔ شامت کی مار کسی دوست نے بلوا بھیجا کہین سے کوئی ملازم خدمتگار رقعہ لیکے آیا۔ چلیے غضب ہوا تیوریان بدل گئین باچھین پھرکنے لگین الٰہی شکر الٰہی شکر چلو اچھا ہوا۔ یہ کوئی نئی ملاقاتی بڑے گھر سے دوست پیدا ہوئے۔ اِنکا حکم اِتنی دیر بھی گھر واسے مین بیٹھنے کا نہین۔ پھر تازی تازی دوستی ہی نا ملاقات کے معنی یہی ہین جب تک ملاقاتی دوسری کی ٹانگون مین ٹانگین ڈالے ایک جگہ نہ بیٹھا رہے وہ ملاقات ہی کیا۔ ہمنے تو یہی دیکھا سنا کہ جہان کسی سے رسم وراہ دوستی آشنائی ہوئی وہان فوراً گھر بار تج دیا۔ جورو بچون کو استعفا دے اونہین کے دروازے پر دھونی رما بیٹھے لیکر کے فقیر ہو گئے۔ گلے وقت کی وہ مثل سُنی تھی کہ شادی مبارک نوکری ندارد یہان اولٹی گنگا بہی ہی۔ دوستی مبارک گھرداری ندارد۔ بلکہ جورو جاتا بال بچے سب برخاست۔ ماما او چھوٹی انّا ذرا جا کے ان آدمی صاحب سے اتنا تو پوچھ آ کہ بھائی کہان بلایا ہی کیا کام ہی کچھ خیریت تو ہی۔ بھلا اگر تھوڑی سی دیر ہو جاتے تو کچھ قباحت تو نہین۔ خط چاہی کیسا ہی ضروری بلکہ دوسرے کسی شخص کا نقط یہان کے پتے سے آیا ہی پھر کچھ ہی کیون نہو بغیر کھولے اور پڑھ لیے چین کہان سب سے بڑھ کے شامت کی مار اگر کہین میر پیاری دوست (تہذیب جال کا فقرہ)

یا جانمن فدایت باد کسی بے اٹکل خانمان خراب نے لکھدیا اور بملاحظۂ اقدس
بیوی صاحبہ معظم آیا تو زمین آسمان کے قلابے ملگئے۔ بہت بڑی بڑی
موٹی جلدون کے قرآن سات سات تلے اوپر رکھکے اوٹھتی ہین کہ یہ خط کسی
عورت کا ہی۔ ہائین نام تو دیکھو نام کو کیا دیکھین دل تو بنا کے احمد محمود لکھدیا
دوسرے کیا مردانے نام رنڈیون کے نہین ہوتی ہین صاحب علیجان امیر صاحب
وزیر صاحب پیارے صاحب حیدر صاحب ایک ہو تو کہا جاے۔ باقی جب قلم
ہاتھ مین ہی تو گوہر خان یا خورشید کا خورشید حسن نہین ہوتا بلکہ اس قوم کے
تو یہی پیارے پیارے ننھے منّے نام ہوتے ہین۔ اب لڑائی کیا لینے جانا ہی
آٹھ آٹھ دن تک ہنڈ یا چولھا اوندھا پڑا ہی۔ بہزار دقت بڑی منت خوشامد
سے جب سعی سفارش ہوئی تو اِس خانہ جنگی سے نجات ملی غرض کہ آئی دن
کی تو تو مین مین۔ پھر ہانڈی کا ساادبال ایک مورچہ ہو چکا تھا کہ دوسرا
قلعہ دغنے لگا آج کیا ہی دامن مین پیک کا دھبا کیون لگا ہی۔ کل یہ گلوریان
کہان چبائی گئین کہ ہونٹھون پر لکھوٹا جم گیا۔ جتنی جان عطر کیونکر نہ لگائے
ہون انپر گلاب کیوڑے کے حوض مین غوطے لگتے ہین۔ بالون مین کنگھی
نہ کرے اور نہائے نہین تو جوئین بھنے لگین۔ کپڑے گرمی مین دوسرے دن
نہ اوتارو تو پسینے کی بو سے ناک نہ دیجائے۔ پناہ بذات خدا اب سنیئے
خدا راس لائے۔ یہ نکھار۔ یہ چکن پٹ بغیر کہین لگن لگے تو ہوتی نہین۔
ماشاء اللہ جب دیکھو جیسے چوتھی چالے کی دولھن پٹیان نبتی ہین گلوری
سے منہ کبھی خالی نہین آئینہ تو سامنے سے سرکتا ہی نہین۔ بغلین سونگھ کے

تازے پھولون کی خوشبو آتی ہی اور اوٹہنا کہان ملا گیا مائیون ہی بیٹھے تھے
یہ تواب جوہر کہلتے جاتے ہین جناب امیر کی قسم مین تو اگر قرآن کا جامہ پہنکے آؤ
تو نہ مانون کچھ نہ کچھ دال مین کالا ضرور ہی۔ نیند کسی دن شام سے آتی تھی
کبھی دو دو بجے تک آنکھ نہین لگتی۔ ٹھنڈی سانس اکثر اوقات بلا ضرورت
بھی نکل جاتی ہی۔ شعر کا پڑہنا اور اوسکے مضامین کا مختلف ہونا کچھ اختیاری
بات نہین اور نہ کچھ ایسی قباحت ہی بہو کہ یہ کچھ ضرور نہین کہ ایک سی رہی
اور ایک ہی وقت اشتہاء ہوا کرے سوتے مین آدمی بدخواب بھی ہوتا ہے
بڑ اتا بھی ہی۔ مشکوک مزاج کو اکثر دھری پر نالی کی چھیٹ سے بھی بغیر نہائے
چارہ نہین۔ نماز بڑے بڑے نمازیون کی ایک کیا دو دو چار چار وقت کی
قضا ہو جاتی ہی۔ آنکھین سحر ور مزاجون کی تو ہمیشہ اور یون عموماً گرمیون
کی فصل مین یا کسی گرم غذا کے کہانے سے سُرخ بھی ہو جاتی ہین رنج
ملال انسان کو ہوا ہی کرتا ہی ایک سی طبیعت ہمیشہ رہتی نہین کبھی گدگدی
مین آدمی رو دیتا ہی کبھی چھریان کہاتا ہی اور ٹھٹھے لگاتا ہی سوتے مین
کروٹ کا ادہر سے اُدہر ہو جانا کوئی ایسے گناہ کی بات نہین پھر سوا ہوا
برابر مثل مشہور ہی۔ لیکن توبہ توبہ العظمت للہ جتنے سامان عرض کئے گئے
یہ جملہ دفعات مندرجہ بالا ایک ایک کو تخم فساد کہنا چاہیے اسمین سی جو پُہنسی ہی
وہ ایسا دل باندہتی ہی جسکی حد نہین۔ وہ اوجھنین ہوتی ہین کہ جنون کلیجے پر
نشتر پڑا کرتے ہین محرم کی مجلسین بلا قید کل فرقے سب تو مومنین ہوا چاہین
پھر ایک شہر کی سکونت اور کچھ نہ سہی تو خالی علمک سلیک صاحب سلامت ہی ہی

بغیر شریک ہوئے بنتی نہین - طوائفون پر سب سے زیادہ محبت کا اطلاق رقعہ
حصہ کیونکر نہ آئے - اب اِدھر آدمی نے پکارا کہ ماماجی حصہ لیجاؤ - یہ بی آبادی
کے یہان کی حاضری یا بی مشتری کے گھر کی قفلی ہی اور قیامت قائم ہوئی
سچ مچ ٹیڑھی کھیر ہوگئی مجال کیا ٹاٹ کا پردہ نا نگنے پائے مزدوری دستوری
چہ معنی دارد بلا تشبیہ تبرک کی ذرو شا ہونے لگی - سب سے بڑی اہم لڑائی
پوری قلعہ بندی کوئی لونڈی باندی ماما اصیل پیش خدمت مغلانی اہاری
کہاری ایک آدھ ہے کنے سے درست سنون سے اتری ہوئی نہوئی اور گھر کا مالک
سمجھکے کام کاج بہی ہبک دبک کے کیا پھر کیا پوچھنا لے میرے بہائی کھڑی کھڑے
شہر بدر تو نہین گھر بدر کردی گئی اب کام کی تکلیف ہی تو بیزار کی نوک سے -
ہزارون لاکھون قسمون پر تسکین نہین - دشمنی روز بروز بڑہتی ہی جاتی ہی -
غصہ مین اگر کبھی کوئی امر خلاف مزاج زبان پر آگیا تو نونیزے پانی بلند
پھانسی دلوا دینا اور قتل کرا دینا باقی رہجاتا ہی - غرضکہ زندگی تلخ - یہ پہلا
وزن نہایت جاہ پیار الفت محبت والا تہا اب اختلاف مزاج کا ذکر ہی کیا
بقول شخصے ؎

تم تو بیٹھے ہوئے پہ آفت ہو　　　او ٹھکھڑے ہو تو کیا قیامت ہو

دوسری قسم - ہانٹ کی اینٹ چورا ہے کا روڑا - بھانمتی نے کنبہ جوڑا -
زبردستی پکڑ دھکڑ کے ماباپ کے حکم بموجب شادی ہوئی اور پھر بیوی جی
بیوقوف و بدمزاج - اپنے گھر کے لاڈون کی پلی ہوئی - پہلی بسم اللہ ہل کے

پہلی نہین چھوڑتین۔ لڑاکا اس غضب کی کہ جسکی انتہا نہین ذرا ہونٹ ہلائے اور پکڑ ہوگئی۔ کھانا چاہے کیسا ہی خوش ذائقہ ہو بغیر کسی عیب نکالے کیا ممکن کہ نوالہ اوٹھائین۔ چولھے مین جائے ایسا پتلا شوربا۔ بوہائی بے مرچ کی ہانڈی نگوڑی سیٹھی پھیکی نہ جسکا آب و نمک درست نہ مسالہ ٹھیک ہلدی کی کچاہند چلی آتی ہے چپاتیان ہین کہ گاؤزبان لبنی تانت سی چلی جاتی ہین اوسپر چھدہائی دہوئین کی بُو آتا بطخون کے کھلانے کا یا موا گھوڑے کا ارداوا ایک گیہون کے چار چار ٹکڑے۔ کپڑا نہ کبھی پسند آیا ہی نہ آئیگا۔ گلبدن۔ شروع کہا دے سو بدتر ٹانکین چلی جاتی ہین پھپھولے پڑ گئے۔ ململ۔ تنزیب جھونا کتے کا کفن سوت کی تابرابر ملتے ہی نہین۔ اطلس گرنٹ اب نہین معلوم کیسی جھرجھری پتلی بُنی جانے لگی جسمین روئین تک دکھائی دیتے ہین۔ میان کی عزت کا پوچھنا ہی کیا موا مونڈی کاٹا جوانامرگ کا خطاب۔ ذرا بات کی اور کاٹ کھایا۔ مارپیٹ شرفا کا شیوا نہین چشم نمائی خاطر مین کون لاتا ہی بلکہ بے مارے توبہ یو نہین کوسم کاٹا بہتان لگائے جاتے ہین۔ مثلاً چلے ہینے کسی وجہ سے گھر مین آئے۔ پکانے والی ہمیشہ کی پچپانی اُسپر بیگم صاحبہ کی مُنہ لگی ہوئی۔ ہر بات مین پٹاخ پٹاخ بولے چلی جاتی ہی بندہ بشر ہی مُنہ سے نکل گیا کہ خبردار مُنہ سے چڑھ پڑ نکیا کر جھاڑ کا کانٹا ہو جاتی ہی زبان رکتی ہی نہین مُنہ مین بواسیر ہوگئی ہی وقت دیکھتی ہی نہ بیوقت جب دیکھو حق ناحق کی ٹائین ٹائین آدمی کو مزاج دیکھنا چاہیے اب وہ برابر سوال و جواب بلکہ تھوڑا بہت مزاج کو چراغ پائون کرتی جاتی ہی چپ ہی نہین ہوتی مجبوری درجے کو۔ چل چپ رہو۔ نہ یادہ

بک بک نہ لگا عورت سمجھ کے ہین کچھ نہین کہتا نہین تو ایسا ٹھیک بنا تا کہ یاد کرتی
چل میرے بھیا اب آؤ تو جاؤ کہان بیوی صاحب تو کڑک بجلی کی طرح گرج
کے برس ہی پڑین - رونا در کنار کھڑی اور بیٹھی پیٹ رہی ہین ہی ہی میرے
آدمی پہ رکھکے مجھے ذلیل کیا بُرا بھلا کہا - اپنی نان کی ہڈیان چباؤن جو آج
اس گھر مین کھڑے پانی پیون - میانہ نکلواؤ کہارون کو بلواؤ کیا مجھی کوئی ایسی
ویسی بیوارثی مقرر کیا - ای توبہ ہین اون ہین نہین ہون او بدھری کی بچی
مالزادی بیسواؤ اشتا کھڑی ہوئی دیگڑے کا مُنہ تکتی ہی ابتک کہار نہین بُلائے
جا جلدی سواری لگوا - مین تخت سلطنت ہو تو یون خاک مین ملا دون -
گھر بار یون ملیا میٹ کردون - لو صاحب خدا کی شان خدا کی قدرت مجھسے
یہ بدزبانیان یہ ذلتین کاہے کو اوٹھین گی - چہ خوش چوری اور سینہ زوری
ایک تو ہم آپ کے نیک و بد سے خبر نہین دن دن بھر جہان چاہین یہ ہنڈلتے
پھرین ہم ہین اور گھر کی چار دیواری سارا دن کوئی ٹھکانا دالان کی دھنیان
پڑے گنا کرتے ہین نہ اچھے کے نہ بُرے کے چُپ چاپ دم سادھے بُرے کے
چند ڑے کو روتے ہین اُسپر یہ غرّے ڈبتے گھر مین کیا قدم رکھا کہ مُوا ہلا کو گھسا
کسی نے بات کی اور گلا دبانے کو موجود - کیونکر مُنہ مین چھو پا لگائے ہون سے
تون نہ کرے آج کو میری پکانے والی کی دھجیان اوڑائین ایک من کے بھتے
تن کیے - کل کو مجھے جوتیان لگائینگے اِس سے پیچ پی ہزار نعمت کھائی بس
ہو چکا چھوڑو بی بلی مرغا لنڈورا ہو کے جیے گا ایسے خصم کو جھلسا مجھ مین اب
کوفت کھانے کی طاقت نہین رہی بس بہت برداشت کر چکی - آج ہی تک کا

ساتھ تھا۔ چلو چھٹکارا ہوا خانہ آباد دولت ایزاد۔ تمہاری یہ راہ تو ہماری وہ راہ۔
مین کہتی ہون یہ اپنے دل مین سمجھے کیا ہین۔ روٹی رزاق کے ہاتھ ہے۔
جہان بیٹھ جائین اور چار کو دیکے کھائین ایسے کچھہ ناخون نہین گر گئی۔ لو صاحب
جب تک مین کچھہ خیال نہین کرتی اور سچ تو یہ ہو کہ خیلاپنے سے اپنے خراب ہون
ہزار خرابی تیرے میرے کہنے سے تہوڑی بہت تتّو تھمبو ہوئی نہین تو چراغ پاؤن
ہو کے ہتھے پر سے اوکھڑی جاتی تہین غرضکہ میان کہین دن تو بیوی کہین
رات ذراسی بات مین شکائتین ہین کہ پڑی بازارون مین کودتی پہرتی ہین
محلّے کی کوئی پچپانی آئی اور خلا ملا کر کے سر پر بٹھا لیا۔ اور شکایتون کے
طومار کا دفتر کھلا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ای بیوی خدا اس زندگی سے
موت دے مجھے اپنے پیارے دیدون کی قسم جان تک دوبھر ہی کیا کرون کیا
نہ کرون کدہر سر پیٹ کے نکل جاؤن دل چاہتا ہی کہ گریبان چیرون اور
سر پھوڑا نکل کھڑی ہون۔ خصم ہی کہ نگوڑا دل کا زخم۔ مردوا گھر مین کیا آیا کہ
زمین آسمان سر پر اوٹھا لیا کبھی سیدہی طرح بات نہین نصیب ہوتی ہم نہین
جانتے کہ دو گھڑی بیٹھ کے پیار اخلاص سے بات چیت کرنا کس چڑیا کا نام ہی
برسون ساتھ کو گذر گئے آنکھین پھوٹین جو دیکھا ہو کہ میان دھیلے کی مسّی لائے
ہون سرمہ خریدا ہو۔ ارے توبہ مردوے ٹو کرون بھر بھر کے مٹھائی پھولون کا
گہنا خوشی خوشی گھر مین لاتے ہین یہان اسکا ذکر ہی کیا کبھی خواب مین بہی
نہین دیکھا۔ پھر مجال نہین کہ مُنہ سے آدھی بات تو نکالو۔ ذرا ہون سے
تون کی اور عزرائیل گلا دبانے کو موجود ہی دُنیا جانتی ہی کہ میکے کا رستہ

کسی نے نہین بند کیا یہان جمّا جمّا (جمعہ جمعہ) آٹھ ہفتہ نو اتوار دس پیر
گیارہ منگل بارہ بدھ تیرا جمعرات چوداہ دن ہوئے کہ بھابی امّان کی کچھ خیر
خبر تک نہین معلوم کل کہین مجھ بختی کے منہ سے نکل گیا کہ میرا دل بہت گھبراتا
ہی جی چاہتا ہی دو چار دن کو ذرا کہڑے تڑے ہو آؤن پھر چمیگوئیان تہین کہ
اللہ دے اور بندہ لے وہ وہ کلاح کی باتین کہ سبحان اللہ ہان ہان کیون نہین
بیشک ٹہیک بہت دن گذر گئے - اُخوہ پھر تمہارے گھر والے کہ ہمیشہ کی عاشق زار
جب دیکھیے دن مین بارہ بارہ آدمی خیر اتتر کو چلے آتے ہین تل پہوٹتی خیر صلاح
منگائی جاتی ہی - لاحول ولا قوۃ توبہ کرکے کہتا ہون مین تو کبھی بیسون کے
نام پر جوتی بھی نہ مارون میرے باپ پیسے ہوتے تو ایہا (یکہی) گنج مین بدلوا ڈالتا
یا نخاس مین ٹکے پنسیری کھڑا کرکے بیچتا -
پھر ہمن بولو مجھے برا لگے کہ نہ لگے مین ساری پہیری بن آگ جلون کہ نہ جلون
لے اب فرمایئے کہ بیوی صاحب کیا ایک قہر خدا ہی -

پنڈت تربھون ناتھ ہجرؔ مرحوم

پنڈت ترہون ناتھ صاحب سپرو المتخلص بہ ہجر

حضرت ہجر کے والد ماجد کا نام پنڈت لشمبھر ناتھ صاحب سپرو المتخلص بہ صابر تھا۔ حضرت ہجر سنہ ۱۸۵۳ء میں تحصیل جنیا میں پیدا ہوئے تھے۔ مگر زیادہ تر سکونت سے فیض آباد فیضیاب رہا۔ علوم مشرقی کی تعلیم زمانہ کے دستور کے مطابق مکتب میں حاصل کی انگریزی میں کیننگ کالج لکھنؤ میں ایف۔ اے تک سلسلۂ تعلیم جاری رہا لیکن امتحان کی ناکامیابی نے دل توڑ دیا۔ اس سلسلہ کو ترک کرنا مناسب سمجھا۔ بعد ازان فکر معاش میں اودھ کے مختلف ضلعون میں گھومتے رہے۔ آخرکار گونڈہ میں مستقل سکونت اختیار کرنیکا ارادہ کیا تھا۔ مگر گردش تقدیر نے چین نہ لینے دیا۔ دو سال گذرے تھے کہ درد زانون کی شکایت پیدا ہوئی۔ مرض نے نہایت طول کھینچا۔ مجبور ہو کر فیض آباد علاج کے لیے واپس آنا پڑا۔ یہان چھ مہینے بیمار رہکر مطابق ماہ مارچ سنہ ۱۸۹۲ء حضرت ہجر نے احباب کو داغ مفارقت دیا۔ تخمیناً ۳۹ سال کی عمر پائی۔

حضرت ہجر ان چند حضرات میں ہیں جنکی شہرت کا آفتاب اودھ پنچ کے مطلع سے چمکا ہے۔ منشی محمد سجاد حسین صاحب فرماتے تھے کہ اودھ پنچ کے پہلے خریدار حضرت ہجر تھے اور سال بھر تک قریب قریب ہر پرچہ میں آپ کے ایک دو مضامین شائع ہوا کئے۔

اودھ پنچ کے علاوہ آپ سنجیدہ مضامین مختلف رسالون اور اخبارون میں لکھا کرتے تھے یہ امتیاز زیادہ تر رسالۂ کشمیر، مرۃ الہند، وکیل ہند وغیرہ کو حاصل ہوتا تھا۔ "ماہیت خواب"، "نفس امارہ"، "مشرقی تہذیب"، "مسئلہ ویدانت" وغیرہ پر اکثر معرکے کے مضامین لکھے جو کہ عبارت کی سلاست و پاکیزگی اور خیالات کی بلندی کی وجہ سے پسند عام اور قبول خاص کا شرف نصیب ہوا۔

حضرت ہجر کو شاعری کا بھی مذاق تھا۔ قدر بلگرامی (نور اللہ مرقدہ) کے شاگرد تھے۔ اردو سے تو انکو خاص انس تھا اسکے علاوہ منشی محمد سجاد حسین صاحب فرماتے تھے کہ فارسی کا کلام انکا خوب ہوتا تھا۔ اکثر احباب کے جلسے دریا کنارے ہوتے تھے وہان حضرت ہجر برجستہ اشعار تصنیف کیا کرتے تھے۔ غزل کم کہتے تھے مسدس کا رنگ زیادہ پسند خاطر تھا۔ اس قسم کی نظمون میں لسان الغیب کشمیر کہلا چکا تھا۔ نوحہ کشمیر و فغان کشمیر نے زیادہ شہرت پائی۔ مگر افسوس ہے کہ انہون نے اپنے کلام کی قدر نہ کی خدا جانے یہ کیا قدرت کا راز ہے کہ اکثر صاحب اپنے جوہر کی قدر نہیں کرتے۔ انیس مرحوم نے کیا خوب کہا ہے ؎

کس طرح قدر تجھے اپنی سخن کی ہو نہیں   مرتبہ مشک کا آہوئے ختن کیا جانے

چنانچہ حضرت ہجر نے کبھی کسی مضمون یا نظم کا مسودہ اپنے پاس نہین رکھا حافظہ خوب تھا نظم کا کلام ازبر رہتا تھا۔ شاید یہی وجہ اس بے توجہی کی ہو۔ لیکن اُنکے مرنے کے بعد بابو گنگا پرشاد صاحب ورما اڈیٹر اخبار ایڈوکیٹ وہندوستانی نے کچھہ انکا کلام جمع کر کے ترتیب دیا تھا اور یہ ارادہ تھا کہ ایک مجموعہ کی صورت پر شائع کیا جائے مگر شومی تقدیر سے وہ بھی تلف ہوگیا۔ ایک مسدس انکا موسوم بہ کچا چٹھا اکثر بزرگان قوم کے پاس موجود ہی۔ یہ وہ نظم ہے جو کہ انہون نے ایک قومی جھگڑے کے موقع پر تصنیف کی تھی اسکے پڑہنے سے انکی زباندانی اور جوش طبیعت کا اظہار ہوتا ہی اس نظم مین نہ رنگین بیانی کو دخل ہی نہ زیادہ تر تشبیہون اور استعارون سے کام لیا ہی سیدہی سیدہی باتین ہین مگر گرمی تاثیر سے مالامال۔ چند بند ہدیۂ ناظرین ہین۔

عداوت کے شعلے کو بھڑکانے والو   جہالت کی زنجیر کھڑکانے والو
دلون کو ضعیفون کے دھڑکانے والو   نیا روز اک جوڑ بھڑکانے والو
یہ کیا نت نئی شعبدہ بازیان ہین
یہ کیا قوم مین رخنہ اندازیان ہین

یا ایک مقام پر بگڑ کر کہتے ہین ؎

اگر لکھنؤ مین تمہین پا خدا تھے   بڑے نیک طینت بڑے پارسا تھے
اگر قوم مین تم ہی دہرم آتما تھے   بڑے پاک باطن بڑے پارسا تھے
تو بہتر تھا گھربار سب تیاگ دیتے
چلے جاتے کاشی مین سنیاس لیتے

یا قوم کی حالت زار کا نقشہ یون کھینچتے ہین۔

ہر اک قدم مین صید رنج و محن ہے   نہ وہ صحبتین ہین نہ وہ انجمن ہے
ہماری بہ بہر امسال چرخ کہن ہے   نہ ہے جوش قومی نہ حب وطن ہے
محبت ہے باقی نہ الفت ہے باقی
پڑی قوم مین پہر ہے نا اتفاقی

محرم الحرام

دل کو میرے شغل غمگساری کا ہی　　غفلت مین بھی طور ہوشیاری کا ہی
گردون کو اگر ہی سرکشی کا غرّہ　　ہمکو بھی غرور خاکساری کا ہی

یا حضرت! ذری اِدھر مخاطب ہو جیے۔ واللہ۔ واہ مانتا ہون۔ کیون نہو ہم پرتاب گڈھ سے ننگے پاؤن نہار مُنھ سر پر بھوسا اُڑاتے۔ خاک پھانکتے محرمی صورت بنائے آندھی کی طرح چلے آتے ہین اور آپ ہین کہ چپ چاپ مزے سے مُنھ مین گھنگنیان بھرے۔ کانون مین تیل ڈالے۔ لحاف مین دبکے پڑے خرّاٹے لے رہے ہین۔ اے سبحان اللہ بس آدمی ہو تو آپ سا ہو۔ لے آپ کو واللہ ہی۔ اُٹھیے بھی بعد عشرے کے پیٹ بھر کے سو لیجیے گا۔ اے ہی آپ کا سونا نہ ٹھہرا ہمارا نصیب ٹھہرا کہ ایک مرتبہ جو لمبی تان کے انٹا غفیل ہوتا ہی تو بس گھوڑے ہی بیچ کے سویا۔ اور پھر ع

کچھ ایسا سویا کہ پھر نہ جاگا تھکے اُسے ہم جگا جگا کر

آخر آپ ہین کون۔ کہان سے آنا ہوا۔ الحمد للہ آپ خیر سے جاگے تو مسافرونکا پتا نشان کیا۔

گو صورتِ دریا ہمہ تن جوش ہون مین　　لب خشک ہین چشم تر ہی۔ خاموش ہون مین
کیا پوچھتے ہو مقام و مسکن کیسا　　مانند حباب خانہ بر دوش ہون مین

آخ آہ آپ ہین۔ بسم اللہ۔ آئیے بغلگیر تو ہو لین۔ حضرت یہ محرم مین سفر (صفر) کیسا۔ جی یہ زمانہ ہی اُلٹا نسی ہی بڑے دن کی خوشی اور محرم کے ماتم کو نہ دیکھ لیجیے ماشاء اللہ کیا اجتماع ضدّین ہوا ہی۔ ہان یہ تو فرمائیے کیونکر آئے نہ سان

نہ گمان کھٹ سے موجود - ای حضرت یہ نہ پوچھیے - آپ تو اس طرح سے آئیے جیسے سمندر مین جوار بھاٹا - زمین مین زلزلہ - ھندوستان مین ادبار - مدراس مین قحط - سلطنت عثمانیہ مین زوال - کابل مین روسیون کی سفارت - ویسی اخبارون مین الکٹ تو چشم بددور آپ کی آمد آمد نہوئی قیامت ہوئی - مرگ مفاجات ہوئی - آئین یہ کیا ؟ حضرت -

قدم نامبارک مسعود گر بدریا رود برآرد دود

ابھی کل کی بات ہی اینجانب پرتاب گڈھ مین بیٹھے عید الضحی کی خوشیان منا رہے تھے - لکھنؤ کیا آئے کہ ریل سے اُترتے ہی چھینک ہوئی - پہلے ہی پہل حضرت محرم سے مصافحہ کرنا پڑا - اور گستاخی معاف آپ بھی بس دل ہی دل مین دعائین بھی دیتے ہونگے کہ اچھے آئے تمام شہر مین کہرام مچگیا - محلون مین ٹپّس پڑ گئی - ہر سمت سے سینہ کوبی کی آوازین آنے لگین - جس کوچے مین نکل جایئے رونا پیٹنا مچا ہوا ہی - کیا امیر کیا غریب سب کے ہان ماتم ہو رہا ہی - اشعار بھی پڑھے جاتے ہین تو سوز اور درد کے اب بھی گھر سے ساعت واعت بچار کے چلا کرینگے - لے اِس دُکھڑے کو تو ریل بیگ مین تہ کر رکھیے - اور یہ فرمائیے کہ کہان کے سیر سپاٹے کیے - کیا کیا مزیداریان دیکھین -

بھئی لکھنؤ کا بھی محرم یاد رہے - ہم خرما و ہم ثواب - دنیا اور عقبیٰ دونون کے فائدے - زیارتون مین قند مکرر کی حلاوت - روحانی اور جسمانی دونون لذتین - اور ہمکو تو آپ بخوبی جانتے ہین -

دارم زکفر و دین بہر یک قدم دو سیر من میروم بہ کعبہ و دل میرود بہ دیر

رات کے آٹھ بجے ہونگے کہ بندۂ درگاہ کوٹ وپتلون ڈانٹ چھڑی ہاتھ مین لے سیٹی بجاتے رپ رپ چل کھڑے ہوئے اور آناً فاناً مین دن سے نجف اشرف داخل۔ اے سبحان اللہ روشنی تھی کہ ایک نور کا دریا موجین لے رہا تھا۔ سڑکین صاف اور ستھری دو طرفہ ٹٹیون پر گلاس روشن۔ مقام پاک ومقدس ہر ایک چیز موزون ومختصر اور پھر کیون نہو۔

همشان نجف نہ عرش انور ٹھہرا ... میزان مین یہ بھاری وہ سبک ٹھہرا
اس پلے مین تھا نجف اور اس پلے مین عرش ... پہونچا وہ فلک پہ یہ زمین پر ٹھہرا

وہان سے جواڑ نچھو ہوتا ہون تو داروغہ میر واجد علی صاحب مرحوم کے امام باڑے مین جا دھمکا۔ سچ پوچھیے تو داروغہ صاحب کے فرزند ارجمند نے اچھا نام روشن کیا تھا۔ سو سچ مچھی کی روشنی قابل دید تھی۔ یہی معلوم ہوتا تھا کہ کوہ نور دمک رہا ہے۔ وہان سے جو طرارہ بھرا تو جھم سے چوک مین۔ دوکانین سجی ہوئین۔ ایک طرف گولے۔ نارنگی۔ امرود۔ کیلون کے ڈھیر لگے ہوئے دوسری جانب سیب۔ انجیر۔ انار۔ بادام۔ چلغوزے۔ پستے۔ کشمش۔ منقے خوبانی۔ انگور کی قتلیان اور اخروٹ دھرے ہوئے۔ حلوائیون کے خوانچون مین چاندی کے ورق لگائی ہوئین برفیان۔ جلیبی۔ لڈو۔ پیڑے۔ کھاجا۔ امرتی قلاقند۔ پیٹھے کی مٹھائی۔ گرما گرم نان خطائی۔ حلوا سوہن۔ گڑا کے دار پوڑیان مصری کے کوزے۔ قند۔ لوزیات۔ بعنوان شایستہ چُنے ہوئے۔ ایک عجیب لطف دے رہے تھے۔ "نو بہار گوٹا" صدا کان مین آتی تھی آدمیون کا وہ اژدہام تھا کہ معاذ اللہ۔ سڑکین کھچا کھچ بھری ہوئی تھین۔ کھوے سے کھوا

چھلتا تھا۔ تِل دھرنے کو جگہ باقی نہ تھی۔ تھالی اگر پھینکتے تو سر دن ہی پر جاتی اور رائی چھٹکاتے تو زمین پر نہ آتی۔ آپکا کارسپانڈنٹ بھیڑ مین پہونچتے ہی۔ ادپر اُچکا۔ اُچکنے ہی کی دیر تھی کہ پھر کیا۔ چڑھ مار گولر پا کے۔ چڑھیان لیتا ہوا آغا باقر کے امام باڑے تک جاتے کچھ نہر نکل گیا۔ وہ دھکم دھکا ریلم ریلا تھی کہ الٰہی تیری پناہ۔ جسکا زمین سے پانون اُٹھ گیا۔ بس ہاتھون ہاتھ معلق جا رہا ہی۔ اِس مقام پر اکثر اصحاب کو ہمنے اِدھر اُدھر دست شفقت پھیرتے بھی دیکھا۔ لیکن ہنتے پر ٹوکنا مناسب نہ جانا۔

دہان سے حیدری کے امام باڑے کی طرف رُخ کیا۔ اور سنئے محل کی زیارت کرتے ہوئے پچھلے پاؤن پلٹا۔ بی حیدر جان کے سوز سُنے۔ کیا کیا چھوٹین لی ہین کہ واہ جی وا۔ وہ رکھب گندھار لڑتی ہوئین ٹیپ کی تانین تھین کہ سُبحان اللہ سبحان اللہ۔ ایک ہی مصرعے کی تقسیم مین مُلتانی۔ سری راگ۔ اور بھیرون کی چھاؤن دکھائی دی اور پھر کیا مجال کہ پڑھتے وقت چہرے پر شکن آتی۔ ایسا گلے کا لوچ اور آواز مین سوز و گداز دیکھا نہ سُنا۔ بارہ بجے ہونگے کہ جلسہ برخاست ہوا اور دروازے سے قدم باہر رکھا ہی تھا کہ ایک سمت سے یہ آواز کان مین آئی کہ بھئی

پھرتے ہین جوان بانکے۔ ترچھے۔ ٹوڑے   تاکے کس مہ جبین کو کس کو گھورے

آؤ آؤ حسین آباد چلین   وان ہوتے ہین سال بھر کے وعدے پورے

حسین آباد کے کیا کہنے ہین۔ روشنی چشم بد دور۔ نورٌ علیٰ نور تھی۔ ہر در و دیوار پر کنول روشن۔ جھاڑ۔ فانوس۔ مردنگیان۔ ہانڈی گلاس جگمگا رہے تھے۔

ذ شکن کی اب حاجت ہی کیا ہی۔

روشنہرے پتلون کے ہاتھ مین زنجیر اور انمین روشنی کے گلاس تیل تہی سے درست
اس طرح آویزان تھے۔ کہ شب یلدا مین کہکشان کا جوبن دکھاتے تھے کنوئین پر پتلیونکا
وہ نکھار اور رنگ و روغن تھا کہ بے اختیار پیار کرنے کو جی چاہتا تھا۔

خلاصہ یہ کہ امسال حسین آباد پر **فضل حسین** تھا جو سب چیزین ایک عمدگی اور
قرینے سے تھین۔ انتظام بھی ماشاء اللہ وہ تھا کہ چلے وچلے۔ خدا آیندہ سال بھی یہی
رنگ و روپ رکھے۔ صبح ہوتے تعزیون کی سیرین دکھین انگے کی ضریح میان
خدابخش کی بنائی ہوئی اس آن بان سے نکلی کہ یہی معلوم ہوتا تھا کہ چاندی کی
ضریح ڈھال کے طیار کی گئی ہی۔ کاظمین اور تال کٹورے کے جمگھٹے بھی مدتون
یاد رہین گے۔ بڑے بڑے نواب اور اونچی اونچی رنڈیان ننگے سر برہنہ پا اُسی دن
دیکھنے مین آئین۔ حضرت رنج والم کا تو نام ہی نام تھا۔ یار لوگون کے اندھیرے
اُجالے مطلب براری خوب ہوئی۔

بی گوہر کا بے ساختہ پن بھی نہ بھولے گا۔ وہ اودے پھول گرنٹ کا انگرکھا
سبز اطلس کا چست گھٹنا ؎

برزین تھی لباس چست معقول ۔ کانون مین سیاہ تھے کرن پھول
ہاتھون مین کلابتون کی لچھیان۔ کریب کی گوٹدار رضائی عجب ستم ڈھاتی تھی۔
لے حضت اب طبیعت کی کیفیت دگرگون ہی۔

ٹیس پھر اُٹھنے لگی پھر اُسی دُکھ نے گھیرا ۔ پھر کراہا دل بیمار خدا خیر کرے
اب لکھنا وکھنا خیر صلاح۔ آیندہ سال انشاء اللہ دیکھا جائے گا۔

ؔ ذری بانفقع بڑھیے گا۔ ؔ واللہ واہ پچو ٹر بھی کیسر ہوا ہی۔

نشہ کی ترنگ

مہنگا کر آٹا اور سستی کر افیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے جناب اودھ پنچ صاحب۔ واللہ ہی کل مکتب مین کیا جی خوش ہوا ہے کہ
قسم ہے جناب امیر علیہ السلام کی یہی بار بار دل چاہتا تھا کہ اللہ رکھے منے مرزا کو
ایک دم چھاتی سے جدا نکرون۔ بخدا کسینے سچ کہا ہے تخم تاثیر صحبت اثر۔ باپ پوت پرا پت
گھوڑا کچھ نہین تو تھوڑا تھوڑا۔ پھر آخر اچھے مرزا ہی کے تو صاحبزادے ہین ماشاء اللہ
سے وہ بلا کی طبیعت پائی ہے کہ حضت کیا عرض کرون مجھے تو رہ رہ کے یہی خیال آتا ہے کہ
یہ دن سن۔ تام خدا اٹھتی جوانی ہنوز مسین بھی اچھی طرح نہین بھیگی ہین اور یہ فکر
آسمان پیما خدا چشم زخم زمانہ سے بچائے وہ پیاری طبیعت پائی ہے کہ سبحان اللہ بحمدہ باوجود
صدہا نوکرون کے اچھے مرزا اپنے ہاتھ سے چلم بھر دیتے ہین اور پھر مین اس چلم کی کیا
تعریف کرون جسمین تلے اوپر چار توے اور پھر مزا یہ کہ چارون کی کیفیت نرالی ایک چلا
دوسرا سوجود ہر کش شربت کا گھونٹ دھوئین کی یہ لطافت کہ ہوالاول ہوالآخر۔
ہائے لال لال بیچے کونون کو اس ترکیب سے جماتے ہین کہ تحریر اقلیدس کی حسن شکل
سے چاہیے بہڑا لیجیے اگر سر مو فرق ہو تو ہاتھ قلم کر ڈالیے ایک حقہ ہی نہین چانڈو کا
قوام وہ پریا تیار کرتے ہین کہ بس اور کیا کہون ہاتھ چوم لے۔ اور یہی انکی سعی محنت
کوئی کر تو لے جناب سید الشہدا کی قسم کھا کے کہتا ہون کہ افیون کو بانات کے ٹکڑے
مین کم سے کم دو سو مرتبہ تو مقطر کرتے ہین اسوقت اسکی رنگت دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے

ہو بہو خون کبوتر بو باس صلّے وجلّے واللہ ہی ایک مرتبہ لگاہ بہر کی دیکھ لیجئے دو دن تک
چسکی کی حاجت نہو اور پہر مین آپ سے کہون وہ اُنکی تپاسے کی پٹ ڈالدینا
ستم ہی برپا کردیتی ہی کیا مجال کہ کہین چھینٹا رُکے تو۔ ایک دم مین طبیعت باغ باغ
ہو جاے خیر یہ تو اُنکے بائین ہاتھ کا کھیل ہی موزونی طبع تو اُنکے حصے مین پڑی ہی
اِدھر آپ نے شعر پڑھا اور اُدھر جواب لیجیے۔ اور تو اور شیخ سعدی کی کلام کی تصحیح کر ڈالی۔
اور پھر کیسے کیسے مصرعے چسپان کیٔ ہین کہ جنکا جواب نہین۔ اعجاز کہیٔ تو بجا ہی حضرت آپ پسند
کرین یا نہ کرین ہماری امت والون نے تو یہ دلمین ٹھان لیا ہی کہ اب کریما کے عیوض
یہی اشعار بچون کو پڑھایا کرینگی جسمین دنیا و عقبی دونون ہاتھ لگین۔ حضرت فرماتے ہین۔ کہ

میرے ساقی چانڈو کا چھینٹا پلا   کہ ہستم اسیرِ کمندِ ہوا
مزا کیِا کیِا ہو گیا دے جرس   ندارم غیر از تو فریاد رس
خوش از چانڈو بازی دگر کار نیست   وزین گرم تر ہیچ بازار نیست
مدک چون مسِ قلب را کیمیاست   کہ افیون ہمہ درد ہا را دواست
اگر چانڈو بازی تو کرا ختیار   شود خلق دنیا ترا دوستدار
یہ افیونیون کی کمر خم نہین   ہمہ شاخ پُر میوہ سر بر زمین
کمر خم ہوئی رہگیا مغز و پوست   تواضع ز گردن فرازا نکوست
مدک کش لگائے اگر دم سنبھل   زند سوز او شعلہ در آب و گِل
اِدھر لاؤ حقہ لگاؤ نہ دم   کہ ناگہ شود سر لبِ کالعدم
جو افیون پیے ہے وُہی آدمی   نزیبد ز مردم بجز مردمی
میان ہجر پینک مین آٹھون پہر   بغفلت مبر عمر دردے بسر

لسان الغیب کشمیر

سنبھل قومی اعزاز کے کھونیوالے زمانے مین تخم حسد بونے والے
جہالت کی چشمے سے مُنہ دہونیوالے خبردار او بے خبر سونے والے

گھٹا کی طرح چھا رہی ہے تباہی
تری قوم پر آرہی ہے تباہی

ترے ساتھ کیا قوم نے کی بُرائی جو گمنام فہرست ہر جا گھمائی
یہ کیا تفرقہ ڈالنے کی سمائی چھٹے باپ سی بیٹے بھائی سے بھائی

بھلا مقتضای ریاست یہی ہے
شرافت یہی ہے نجابت یہی ہے

تری قوم کو اِس عداوت نے کھویا جہالت نے کھویا حماقت نے کھویا
بنا گھر ترا نیری عادت نے کھویا تجھے فخر بیجا کی شامت نے کھویا

وہ حالت ہی جسکا سدھرنا ہی مشکل
تہ آب سے اب ابھرنا ہے مشکل

یہ سودا سمایا ہے کیا تیرے سر مین جو شاخین نکالی ہین جھوٹی خبر مین
ہے بچ بچ بھی حیف ہر ایک گھر مین لڑائی ٹھنی ہے پدر او پسر مین

جو چندے رہی یونہین بے اعتدالی
تو پھر قوم کا بس ہے اللہ والی

یہ ذاتی تشخص یہ نخوت کہان تک یہ پندار یہ عُجب ثروت کہانتک

یگانون سے اپنے یہ نفرت کہانتک یہ ہینڈ سے لڑانے کی عادت کہانتک

ذرا کھول کر کان سن اس سخن کو
ہے در پیش چہ آخرش چاہ کن کو

یہ انصاف سے تو نے کیون منہ کو موڑا یہ آغوا کا کیون تو نے طوفان جوڑا
خور و نوش کیون اپنے بہائی کا چھوڑا یہ کیون سلسلہ حب اخوت کا توڑا

یہ نفسانیت کیا سمائی ہے سر مین
یہ اخراج جائز ہے کس شاستر مین

بہلا پنڈتون سے تو سمجھا بھی لی تہی جرائم کی مجرم سے تحقیق کی تہی
کمیٹی مین پستک بھی کوئی کھلی تہی کچھہ انصاف بھی ان تہا یا دل لگی تہی

یہی طور پنچایتون کا اگر ہے
سزاوار اخراج پھر ہر بشر ہے

جہان ملگئے چار ہمقوم بہائی شکایت کسی نے کسیکی سنائی
تو پھر کسکا اظہار کسکی صفائی وہین فرد اخراج دستخط کرائی

ہوئی گشت شہرون مین اور سب نے جانا
کہ خارج ہوا قوم سے ہے فلانا

یہ اخراج کا گر رہا تازیانہ کہانی رہی یہ یہی گر فسانہ
تو آتا ہے نزدیک وہ بھی زمانہ کہ اوٹھیگا کل قوم کا آب ودانہ

مزا ہے یونہین نت نیا تفرقہ ہو
یونہین قوم مین تعمیر تخرجہ ہو

مری قوم کے پیارے کشمیری بھائی	یہ ہٹ دھرمی کیون اتنی دلمین سمائی
گھٹا خوف کی کیون ہی آنکھوپہ چھائی	سمجھہ بوجھکر کیون ہے بے اعتنائی

ذرا دل مین سوچو تو للہ صاحب
زبان پہ ہی کچھہ دلمین کچھہ واہ صاحب

مجبوری دستخط کا کرنا غضب ہی	بزرگون پہ الزام دھرنا غضب ہی
اس اخراج سے آپ ڈرنا غضب ہی	مخالف کے آگے مکرنا غضب ہی

وہی ہوگا قسمت مین جو کچھہ بدا ہی
رضاے خدا راستی مین سدا ہی

یہ غالب ہوئی دنیوی تم پہ عبرت	کہ دنیا کو عقبیٰ پہ دی تونے سبقت
بڑا ہی ایسی تخویف بیجا کی عزت	گھٹائی نگاہون سے ایمانکی وقعت

نہ ہے اور نہو گا یہ مسلک ہمارا
مبارک تمہین دھرم یہ پن تمھارا

کھلے بندون ہوٹل مین جانا روا ہی	گلاسون کا منہ سے لگانا روا ہی
برانڈی کی بوتل لنڈھانا روا ہی	مٹن چاپ کٹلٹ کا کھانا روا ہی

بیئر برف بے کھٹکے اسٹیشنو نپر
اوڑا ؤ لیمونیڈ سوڈا وجنجر

کرو سر کو چپ چپ کی گر خم تو جائز	عبادت کرو اولٹی وائم تو جائز
جو گھر ڈال لو کوئی خانم تو جائز	شکر شیر ہو جاؤ باہم تو جائز
وہی کرتے ہین جنکی کچھہ حوصلے ہین	جو سچ پوچھو دولت کی سب چوچلے ہین

طوائف سے ہو گر مجوشی تو واجب | بہم ملکے ہو بادہ نوشی تو واجب
امیرون کی ہو خیر کوشی تو واجب | جو دانستہ ہو چشم پوشی تو واجب

مدک چانڈو افیون سے تم کو جائز
دوا اک ہر اک چیز ہے تم کو جائز

اِن افعال پر نکتہ چینی خطا ہے | رئیسون کو ہر فعل کرنا روا ہے
نہ معلوم کیا کیا دلون مین بھرا ہے | اس اخراج کا اور ہی مدعا ہے

کلب اور اغوا کا ہے اک بہانا
غرض قوم پر ہے دباغت جتانا

ارے جوش قومی کہان ہے کدہر ہے | یہ کیا ہو رہا دیکھ شام وسحر ہے
کبھی تیری انصاف پر بھی نظر ہے | تری قوم کی دیکھہ حالت تبر ہے

جو مفلوک ہین یا کہ ہین صاحب زر
نگاہون مین تیری تو سب ہین برابر

جو مارل کرج کا تجھے ہے سہارا | دباغت یہ کب ہو گی تجکو گوارا
اگر تو بھی اسوقت ہمت کو ہارا | چنین خوف بیجا مبارک شمارا

یقین یہ نہین تیری ہمت جو کم ہو
یہ ممکن نہین تو نہ ثابت قدم ہو

کسی نے بھی اخراج ایسا سنا ہے | کبھی ایسا کشمیریون مین ہوا ہے
سمجھنے کے قابل یہ کل ماجرا ہے | یہ ذاتی عداوت نہین ہے تو کیا ہے
بجھاتی ہین ثالث لگی اپنے جی کی | صدا بھی نہین سنتی ہم مدعی کی

یہی آجکل چارسو گفتگو ہے — که یه قوم بہی حیف کیا جنگجو ہے
کٹے مرتے آپس مین ہین ایسی خو ہے — بہلا کیون نہو آخرش لکھنؤ ہے

ولایت کا جو نام تک لے وہ خارج
جو جانے کی ترغیب تک دے وہ خارج

نه دستخط کرے بند پر وہ بہی خارج — مخالف اگر ہے پسر وہ بہی خارج
موافق نہین گر پدر وہ بہی خارج — کرے جو اگر یا مگر وہ بہی خارج

یه اخراج کا مادہ پک رہا ہے
ہر اک "وہ بہر طرف" بک رہا ہے

بڑہی اسقدر یہان نا اتفاقی — گئی چہوٹ آپس کی سب خوش مذاقی
محبت کی بو تک رہی اب نه باقی — نہین ہوتے بہائی سے بہائی ملاقی

پہنسی قوم ہے ظلمت ما و من مین
ترقی کا چاند آگیا ہے گہن مین

نواب سید محمد صاحب آزاد آئی۔ایس۔او

مشرقی بنگال کے ایک سربرآوردہ اور دولتمند خاندان میں سنہ ۱۸۳۶ء میں ضلع ڈھاکہ میں پیدا ہوے۔ اوراوئل عمر میں تعلیم بھی وہین پائی فارسی واردو کی تعلیم ایک نامی اُستاد یعنی آغا احمد علی اصفہانی[۱] مصنف موید برہان کے زیر نگرانی پائی۔ آپ اُستاد کے نہایت رشید شاگردون مین سے تھے۔ اُس زمانہ مین اول تو انگریزی تعلیم کا چرچہ ویسی ہی بہت کم تھا پھر بنگالہ کے مسلمانون مین تو صرف شاذو نادر اصحاب اسطرف توجہ کرتے تھے۔ چنانچہ آپ اپنے ایک خط مین فرماتے ہین "انگریزی مین مجھے انٹرنس فیل ہونے کی عزت بھی حاصل نہین ہے ہمارے وقت مین ہمارے شہر کے مسلمانون کو انگریزی خوانی سے مطلق رغبت نہ تھی۔ مین نے تفنناً چند روز انگریزی پڑھی تھی اور ۲-۳ سال کالج بھی گیا تہا اُسکے بعد پھر اپنے خسر معظم نواب عبداللطیف صاحب بہادر مرحوم کی صحبت بابرکت مین کلکتہ مین رہکر کتب بینی سے کسیقدر انگریزی حاصل کی اور پھر نوکری اختیار کرنیکے بعد بشرط ضرورت اپنی انگریزی کی تکمیل کرتا رہا" سرکار انگریزی کی ملازمت عہدہ سب رجسٹراری سے شروع کی لیکن رفتہ رفتہ مختلف مدارج طے کرتے ہوے کلکتہ کے پریسیڈنسی مجسٹریٹ اور آخر مین انسپکٹر جنرل آف رجسٹریشن ہوے۔ دو دفعہ بنگال کونسل کے ممبر منجانب گورنمنٹ نامزد ہوی اور آئی۔ایس۔او

---

[۱] غالب مرحوم نے برہان قاطع لغت کی رد مین ایک کتاب موسوم بہ قاطع برہان لکھی تھی اسکے جواب مین آغا احمد علی صاحب نے موید برہان لکھی تھی جس کا جواب مرزا صاحب نے تیغ تیز سے دیا تھا اور پھر اسکا جواب الجواب آغا صاحب نے شمشیر تیز تر سے دیا تھا اس علمی معرکہ کا پورا قصہ مولانا مرحوم نے یادگار غالب مین بیان کیا ہے۔

کا خطاب پایا ۱۹۱۲ع مین اپنے فرائض سرکاری سے سبکدوش ہوکر پنشن لی اور آپ کلکتہ مین تشریف فرما ہین
اخبار بینی و مضامین نگاری کا شوق شروع ہی سے تہا سب سے پہلے فارسی اخبار دوربین مین
کہ جو "مسلم لٹریری سوسائٹی" کا پرچہ تہا مضمون لکہنے شروع کئے۔ یہ نہایت نو مشقی کا زمانہ
تہا رفتہ رفتہ اردو مین مضمون نگاری کا شوق ہوا سب سے پہلے اودہ اخبار مین لکہنا شروع
کیا اور ۱۸۷۳ع سے یہ سلسلہ برابر قائم رہا۔ اکثر مضامین آپکے اکمل اخبار۔ دہلی۔ آگرہ اخبار۔
سفیر لودہانہ۔ اخبار الاخبار مین بہی نکلے مگر آپکے شہرت پہی اودہ پنچ کی شہرت
کے ساتہہ ہی ہوئی۔ خاصکر آپکا نوابی دربار کہ جو ۱۸۷۸ع مین بطور ناول کے
پنچ مین شایع ہوا تہا نہایت ہی مقبول ہوا۔ علاوہ برین آپ کی ڈکشنری
مہذب نامہ و پیام اور سوانح عمری مولانا آزاد ایسے مضامین تہے کہ جنہون نے
کافی شہرت حاصل کی۔ اکثر مضامین آپکے ایک جگہہ ترتیب دیکر ایک جلد مین کہ جسکا
نام "خیالات آزاد" ہے شائع ہوے ہین کہ جنکی قدر بڑے بڑے لوگون نے کی
اور دور دور سے آپکے پاس مبارکباد کے خط آئے ہین۔ انگریزی زبان مین بہی
آپنے مضامین نگاری کی اچھی خاصی مشق حاصل کی اور بابو شمبہو چندر ڈے کی
صحبت سے اس بارہ مین بہت ہی نفع اوٹہایا۔ آپ اخبار رئیس و رعیت مین
اکثر ایڈیٹوریل مضامین لکہا کرتے تہے کہ جو اکثر سرکار و رعایا دونو کی نگاہ مین
قابل قدر سمجہے گئے۔ غالباً پنچ کے نامہ نگارون مین یہ فخر صرف آپ ہی کو حاصل ہے
کہ تا دم آخر آپ نے حق دوستی نبہایا اور برابر کچہہ نہ کچہہ لکہتے رہے۔

پورانی روشنی کا نامہ وپیام

لندن۔ رسل۔ اسکوپار

مائی ڈیر مولانا اودھ پنچ۔ تسلیم۔ اُس روز آپنے مجھے کانپور کے اسٹیشن پر آکر رخصت کیا اور احباب نے رنگا رنگ کے امام ضامن ہمارے بازو پر باندھکر خیرباد کہا اور آج دیکھیے بندہ عنایت ایزدی سے لندن میں ایک مکلف اور آراستہ اور ہوادار ہوٹل میں ایک غرور اور مسرت کے زور سے ایک عمدہ اور نفیس کرسی پر بیٹھکر آپ کو یہ خط لکھ رہا ہی اس خط کے مطالعہ سے آپ کو بخوبی معلوم ہوجائیگا کہ ہم اپنے قول کے سچے اور اپنے وعدے کے پکے ہین اور شاید قلیل ہی عرصہ مین آپ اور ہمارے وطن کے دوسرے احباب اُسکو تسلیم کرینگے کہ ہان بعد مدت کے اب اسے ایک شستہ اور تہذیب یافتہ خیالات اور پکے تجربہ اور پختہ عقل اور ہشتادتی عقیدہ کا آدمی اس ترقی انگیز ملک مین آیا ہی کہ جو آیندہ بہار کی ہر قسم کی اصلی اور واقعی حالات اور تمدنی اور اخلاقی خیالات سے اپنے نیم وحشی ہموطنون کو آگاہ کر سکیگا اور جو کہ خدانخواستہ ولایتی اخلاق اور تمدنی دیوتا کو برہنہ دیکھنے کا دوربین بنے گا۔ آپ تو جانتے ہین کہ ہم پورانے اسکول کے آدمی ہین اور ہمارے دل مین قدیم مدرسہ اور اُسکے علوم و فنون اور اور پورانے خیالات کا کیسا فیض بخش گنجینہ ہی۔ اور ہم اپنی وضع کے کیسے پاسدار اور پیار کرنے والے ہین کہین جائین کسی ملک کا سفر کرین مگر کیا ممکن کہ اپنی وضع مین فرق آنے

اور اپنی قطع بدل جاے یہ تو بہرو پیونکا کام ہی کہ روز ایک نیا روپ لاتے ہین اور
اِس ذریعہ سے اپنی روٹی کماتے ہین - بندہ نے ڈور کے قریب ہی جہاز پر اپنے
ڈبل ورپر شوکت اور سایہ دار اور کامدار جوغہ ہین اپنے کو لپیٹا اُسپر سے ایک
۳ فٹ کا شالی کمربند بھی جڑ دیا اپنی پانسیری دستار علم کو بھی سر پر رکھا اور
سبز رنگ کی بلند ایڑی دالی کفش کو بھی ڈانٹا پھر کیا تھا ادھر جہاز سے اُترکر
ریل پر سوار ہوے کہ تماشا بنگئے جسکو دیکھو وہی ہمکو دیکھتا ہی جس لیڈی کی
آنکھ پڑگئی وہ ہمہ تن حیرت بنگئی اسٹیشن والے جوق جوق گاڑی کے دروازے
کے پاس آرہے ہین بیسون صاحبان عالیشان گاڑی ہین گھُسے چلے آتے ہین
لیڈیون نے صاف مجھے عجائب المخلوقات ہی بنا ڈالا اور مین اُن کے اس
استعجاب کو دیکھکر ہر دم زیادہ متحیر ہوتا جاتا تھا معلوم ہوتا ہی یہانکے انگریزون نے
آج تک کسی ایماندار متعصب ورخرانٹ مولوی کو اُسکے اصلی لباس اور
شان وشوکت اور ہیئت سے نہین دیکھا تھا اور اسلیئے میری پذیر فتگاری کا
وہ سامان ہوا کہ جو جزیرون کے وحشیون کے لیئے ہوتا ہی خیر انکا جو جی چاہے
مجھے سمجھین مگر ہم بھی اپنے دل مین اُنکو کچھ سمجھ لیتے ہین اور اسلیئے کسی فریق کو
جاے شکایت نہین ہی عوض معاوضہ گلہ ندارد مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ
عقل سلیم بڑے زور سے میرے دل مین اسکی تحریک کرتی ہی اسکے قبل جو
ہندوستان کے لوگ یہان آئے ہین وہ لوگ جہاز ہی پر سے نہین بلکہ کلکتہ و بمبئی
سے صاحب بنکر اُترے یا سوار ہوے تھے اور اسلیئے وہ لوگ عجائب المخلوقات نہین
تصور کیئے گئے اور یہانکے لوگون نے اُنکو ہندوستان کی نئی روشنی کے فرقہ کا

وکیل یا کالے صاحبون کا زندہ یادگار عزت آثار تصور کیا اور اُن کے ساتھ
اُس قسم کا برتاؤ خاص اور عام مجلسون اور صحبتون مین ہوتا ہے کہ جو اپنے
خاص لوگون کے ساتھ ہونا چاہیے مگر یہان کے لوگ بدل اُسکے خواہشمند اور متمنی
تھے کہ کوئی قدیم اسکول کا آدمی بھی یہان آوے تا کہ اُس سے بہت دیسی باتین
کہ جنکے بیان کرنے مین نئی روشنی والون کو بہت ہی تامل ہوتا ہی دریافت ہون
اور وہ اپنے ہندوستانی بھائیون کی شکایت اور حکایت کو اُسکی اصلی آب و رنگ
اور دیانتداری کے ساتھ بیان کرے یہان کے قابل اور بیدار مغز وزرا
ہملوگون کے قومی رسم و رواج تعصب انگیز خیالات اور قدیم مدرسون کے
حالات سے واقف ہونے کے بڑے شایق ہین اور اُنکا قول ہی کہ اس قسم کی
معلومات انگریزی دان اور انگریزی خوان ناتجربہ کار طلبا سے نہین سکتی ہین
کیونکہ اول تو اُنکو خود بھی اپنی خبر نہین اور ثانیاً انگریزی تعلیم کے اثر نے ابتدا ے
شباب ہی مین اُنکے خیالات پر مغربی تہذیب کی پالش کر دی ہی ان وجوہ سے
میری خاطر تواضع حد سے زائد ہوتی ہی اور میرے ساتھ یہان کے لوگ اُسطرح سے
پیش آتے ہین کہ جس طرح غیر ملک کے کسی دیندار اور نیک کردار عالم سے پیش آنا
لازم ہے اور میرے ہوٹل کے دروازے پر گاڑیون کا ہجوم رہتا ہی اور ہر شب کو
کسی خاص یا عام جلسہ مین میری دعوت ہوتی ہی شاعر نویلیسٹ محرر ریفارمر
سفرا وزرا ممبران پارلیمنٹ تجار شاطر پادری صاحب لوگ اور بعض بعض دیسی
خاتونان با نام و نشان کہ جو ہندوستان کی آیندہ ترقی کے اسباب کی مہیا کرنے
اور بہم پہونچانے اور ہندوستان کے باشندون کی ہمدردی کا چراغ یہان کے

لوگون کے دلون مین روشن کرنے کی کوشش کرتی ہین اس فقیر کی ملاقات کو
آتی ہین اور مختلف امور اور مسئلون کے متعلق سوالات کرتے ہین یہان کے علما
اور پادری صاحب لوگ بڑے وسیع الاخلاق منکسر المزاج متحمل اور ذیہوش ہین اور
اسی قسم کے لوگون سے اور خاکسار سے زیادہ ملاقات رہتی ہی سه

کند ہمجنس با ہمجنس پرواز   کبوتر با کبوتر باز با باز

آپ کو حیرت ہوتی ہوگی کہ ابھی تو مجھے یہان آئے مہینے دو مہینے کا ہی عرصہ
ہوا اور مین قلم ہاتھ مین لیکر یہان کے حالات اور خیالات اور رسم و رواج
اور طریق معاشرت و تمدن وغیرہ وغیرہ پر رائے دینے کے لیئے اکڑ کر بیٹھ گیا
اور اپنے تئین کے آمدی و کے پیر شدی کا مصداق بنا دیا ۔ مگر نہین مجھی اس
تھوڑے عرصہ مین یہان کے لوگون کے اندرونی اور بیرونی حالات کے
دیکھنے اور جانچنے کا جو موقع ملا ہی ایسا   شاید کسیکو سالہا سال مین
نہین ملیگا کیونکہ میرے رسائی کا حلقہ بہت بڑا ہی اور میرا گذرا ایسے
ایسے مقامات مین ہوتا ہی کہ جہان فرشتون کے پر جلتے ہین ۔
یہان کے لوگ گویا آزادی کے عاشق ہین اور نقش آزادی گویا انکے
سینون پر کندہ ہی انکو دولت حشمت اور ریاست کسی چیز کی پروا نہین
مگر جہان انکی آزادی کو کسینے انگلی دکھائی فوراً خون بہانے کو موجود ہین آزادی
کے نشہ سے کچھ انگلستانی لوگ ایسے مدہوش ہین کہ انکی ترنگ مین انھون نے
اپنے سب قسم کے حقوق کو عورتون کے ساتھ بانٹ لیا ہی ۔ مرد و عورت
کی حالت مین کوئی فرق نہین ہی سوا اسکے کہ عورتین تھوڑا ادو طرا ق ہے

ناچتی ہین غیر مرد کے ساتھ پھرنے جاتی ہین دوکانون مین بیٹھتی ہین خدا جانے
اور کتنا دھندا کرتی ہین ہمارے عفت آباد ہندوستان کی عورتون سے اگر یہان کی
عورتون کی بے پردگی اور بے شرمی اور دلیری کی کیفیت بیان کردی جاے
تو اُنکو فوراً شرم اور خوف اور غصہ سے اُس قسم کی حارتپ آجاوے کہ جو مثل
شاخ چنار انکو جلا دے یہان کے مکانات سواریان سب بے پردہ ہین اور
یہان کے لوگون کا قول ہے کہ کھلے مکان ہین ہوا آتی جاتی ہے اور اسی سے
صحت جسمانی مین ترقی ہوتی ہے خیر مردون کے واسطے یہ مکانات بیشک
عمدہ ہین مگر نہ کہ ویسے صاف وشفاف کہ جیسے ہمارے دہلی کے اور لکھنؤ کے
امرا کے دولتسرائین اور زنانون کے لئے تو یہ مکانات بالکل ناموزون
ہین نہ بلند دیوارین نہ متعدد ڈیوڑھیان نہ تہ خانے نہ کنج قفس کی طرح
پردہ دار پائین باغ نہ چھوٹے چھوٹے دروازے کی کوٹھریان نہ محرابی
بارہ دریان نہ ہوادار اور پردہ دار کوٹھے ۔مکانون مین فن عمارت کے
اصول سے دیکھئے تو کوئی تعریف کی بات نہین ہے کیونکہ
صرف لکڑی اور اینٹ کی سرخی کا سادہ کام ہوتا ہے اور بڑے بڑے
آئینے لگے رہتے ہین البتہ کوچ میز اور کرسیان اور بھی دوسرے سامان
آرایش قابل تعریف ہین مگر نہ ایسی کہ اُنکو اپنے نواب زادگان ہند اور
والیان ملک کے مکانات اور ایوانون کے ایرانی قالین مخملی گاؤ تکیے
فیل دندان کی چارپائیان سونے چاندی کے جھاڑون رنگ برنگ کے
شیشہ آلات اور طلائی اور نقرئی اُگالدان اور حلبی آئینون سے تشبیہ دے سکین

پورانی روشنی کا نامہ وپیام

مائی ڈیر مولانا ہنوز طلمات لالی باقی ہی کہ مین اپنے حوائج ضروری سے فارغ ہوا اور چاے پانی مکھن اور توس پھوس کو اپنے معدہ کے زندہ خورجی مین رکھکر اور اپنی تسبیح کو پلنگ کے ایک کونے پر لٹکا کر لکھنے کی میز پہ آبیٹھا - اور نہایت تسکین کے ساتھ یہ چند سطر آپ کو لکھتا ہون گو میری ہندوستانی عادات کی پابندی کے سبب ملازمین ہوٹل کو بسا اوقات تکلیف ہوتی ہے مگر کیونکہ اپنے اوقات معینہ مین فرق ڈالون اور کیونکر اپنے حکیمانہ خیالات کے مطابق حفظ صحت کے قواعد کو نہ برتون - دریاے ٹمیس ہمارے کمرے کے نیچے سے بہ رہا ہے اور جہان تک نگاہ کام کرتی ہے صاف یہی معلوم ہوتا ہی کہ ایک عمدہ سلہٹ کے فیل دندان کی سیتل پاٹی بچھی ہوئی ہی دریا مین جہازون کی رنگ برنگ کی روشنی طرفہ بہار دکھا رہی ہی - اور درختون پر مختلف قسم کے خوش آہنگ پرند قدرتی بینڈ باجا بجا رہے ہین میز کے قریب آتشدان روشن ہی اور اُسمین ولایتی کوئلہ جل رہا ہی اور مین پیور کی عبا اور فلالین کی نیمہ آستین پہنے بیٹھا ہون - ہوٹل کا خانساماں اکثر ہمارے واسطے ہماری پسند کے موافق ہندوستانی کھانے بھی پکاتا ہی اور یہودی قصاب کی دوکان سے گوشت لانے مین ہم اُسکو بہت تاکید کرتے ہین اور جبکہ ہم اُسکو یہ حکم دیتے ہین تو وہ مسکراتا ہوا ہمارے سامنے سے چلا جاتا ہی یہان کے لوگ سحر خیز نہین ہین اور اکثر دس بجے تک سوتے رہتے ہین اور گویا یہان نیند سے چونکنے کا معمولی وقت ۹ بجے سے ۱۱ تک ہی کوئی بھلا مانس تو نور کے تڑکے کیا اُٹھیگا شاید یہان کا مرغ سنئے بچّے کے مثل بولتا ہو -

سحر خیزی کی صفت یہان کے لوگون مین دو وجہون سے نہین ہے ایک تو یہ کہ انگریز لوگ
ہر روز علی الصباح کسی قسم کی عبادت نہین کرتے ہین اور صبح کو نیند سے
چونک کر دنیوی کامون کے شروع کرنے کے قبل نماز نہین پڑھتے ہین اور
رات بھر جو آرام اور تسکین اور مسرت سے کاٹتے ہین اسکا شکر بارگاہ ایزدی
مین صبح کو بجا نہین لاتے ہین۔ اسوقت ہمارے ہندوستان کی مسجدونمین
جوق جوق مسلمان لوگ صاف لباس پہن اور خوشبو لگا کر جا رہے ہونگے
اور اللہ اکبر اللہ اکبر کی صدا کا ہمارے معبدون مین غل ہوگا کوئی وظیفہ مین
مصروف ہوگا کوئی درود پڑھتا ہوگا کوئی سجدۂ شکرانہ بجا لا رہا ہوگا اور
کوئی حدیث اور تفسیر کا درس دیتا ہوگا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ یہان ہر طبقہ اور
درجہ کے لوگ عموماً زیادہ رات تک اپنے گھرون سے باہر رہتے ہین اور عام
مقامات آسایش و آرایش اور تماشا خانون کی سیر کرتے ہین اور اپنے احباب
کے قلعہ مین کھیلتے کھاتے اور پیتے رہتے ہین۔ یہان ہر فشن اور پیشہ کے لوگون
کے عام مقامات اور مکانات تفریح اور ہوٹل اور کلب گھر علحدہ ہین مثل فوجی
قانونی وزیری سفیری فرانسیسی اور جرمنی ہوٹل اور کلب اور پبلک ہوس کے
اور شام کے بعد سے تھیٹرون اور ایسے مکانون مین کثرت سے ہر قسم کے لوگ
جمع ہوتے ہین اور اپنی اپنی پسند اور مذاق کے مطابق ایک ایک طرح کی
تفریح مین مصروف ہوجاتے ہین۔ تماشا خانے کثرت سے ہین اور گنجفہ تاش
شطرنج اور میز کے انٹے کا جوا بڑی دھوم سے ہوتا ہے اور ایسے ایسے سور کھلاڑی
ہین کہ جنکا لوہا سارے تہذیب یافتہ ملک کے جواری مانتے ہین اور جو اس

ناجائز ذریعہ سے لاکھون ہی لاکھ کماتے اور اڑاتے ہین۔ کسی ہوٹل کے کسی
کمرے مین دو چار یار تاش کھیل رہے ہین کہین دو چار شطرنج مین غرق ہین کسی
طرف انڈے کی میز پر کھٹا کھٹ انٹے دوڑ رہے ہین کسی جانب بادہ نوشی ہو رہی ہے
کہین کافی اڑ رہی ہو اور کسی گوشہ مین چاے پانی کا سامان درست ہو علاوہ اسکے
وضعدار اور طرحدار مالدار اور رؤسا خاتون اور امرا اور وزراے نامدار کے مکانون مین
خاص خاص دعوت کے جلسے بھی روز ہی ہوا کرتے ہین اور ہر غنچۂ احباب مین مسائل
تمدن یا معاشرت یا تجارت پر گفتگو چھڑتی ہو اور بڑی گرمجوشی سے تبادلۂ خیالات
اور آرا ہوتا ہو اور ہر شخص روزانہ ایسے صحبتون اور خاص جلسون مین راے دینے اور گفتگو
کرنیکے لیے تیار رہتا ہو اور اخبارونسے اپنی تحویل دماغ مین ہر قسم کے معلومات کا
خزانہ پیشتر سے جمع کر رکھتا ہو۔ جن لوگون کے رہنے کا اپنا خاص مکان یا کرایہ
کی کوٹھی ہو وہ ایک بجے دو بجے اپنے اپنے مکانون مین ہوٹلون تماشا خانون در
گلیون سے چلے جاتے ہین اور جو خانہ بدوش ہین وہ سے

درویش ہر کجا کہ شب آمد سرای اوست

پر عمل کرتی ہین۔ سحر خیزی کی مانع جو دو وجوہ میرے خیال مین آئی تھے مینے بیان کیے اور شاید
یہ بھی گمان ہوسکتا ہو کہ چونکہ صبح کو یہان بڑی سردی پڑتی ہو اسلیے ہر قسم کے
لوگ اسوقت اپنی اپنی خوابگاہ مین رہنا حفظ صحت کے لئے بہتر تصور کرتے ہین
یہان کے عام مکانات آرامش و رامش اور مقامات تفریح کی جو تصویر کہ ہمنے کھینچی ہو اسکو
دیکھکر تو آپ پھڑک جائینگے اور علی الخصوص ہمارے ملک کے وہ امیرزادے کہ جو شبانہ روز
بوبارہ اور تین کانے کہتے رہتے ہین انکو دو نہین لندن کی سیر کا شوق بھر جائیگا مگر نہین

یہان کی عام مکانات تفریح اور ہماری ملک کی مدک خانے اور چنڈو خانے اور عیش خانون سی آسمان وزمین کا فرق ہی اور کبھی کوئی منصف مزاج اور دوربین ہمارے ملک کی چانڈو خانے اور عشرت خانی پر یہان کی ہوٹل تماشا خانے اور جوا خانے کو ترجیح نہین دیگا۔ یہان کا کارخانہ بہت فوق البھڑک ہی روشنی اچھی سامان اُجلے مگر تسکین آرام راحت اور ہم لوگونکی خیالات کی مطابق عیش بالکل یہان مفقود ہی۔ ان مکانون مین سناٹے کا لطف نہین بلکہ ہنگامہ ہی اصلی صفائی کا نام نہین بلکہ کسافت ہی۔ تسکین کا نام نہین بلکہ انتشار اور اضطراب اُسکی جگہ ہی۔ اور خلاصہ یہ کہ گوشۂ عافیت کی پوری تعریف صادق نہین آتی ہی غیر اور اجنبی لوگو نمین ملنے جلنے سے ذ تکلفانہ تفریح کا لطف کہان باقی رہتا ہی ہوٹل مین ہر قسم کی لوگ آتی جاتے اور رہتے ہین اور کوئی اُنکو منع نہین کرسکتا ہی کیونکہ ایسے حکم کے دیتے ہی آزادی پر حرف آئیگا۔ ہمارے چانڈو خانون مین گو ظاہرا سامان آرایش کم رہتا ہی مگر گوشۂ عافیت کی پوری تعریف اونپر صادق آتی ہی اور اُنکو کان ومعدن آسایش کہنا بجا ہی۔ ایک نفیس مکان چھوٹے چھوٹے دروازی اور اُسکے سوا دھوان نکلنے اور تھوک پھینکنے کے لئے سیکڑون سوراخ بیسیون روشندان مکلف فرش بڑے بڑے گاؤ تکیے اور چھوٹے چھوٹی گل تکیے عمدہ پیتل کا شمعدان ایک کونی مین اسطرح سے روشن جیسے کسی کے مزار پر چراغ جلتا ہو۔ اسکے سوا ہر شخص کی سامنے ایک لمپ (ولایتی) ہر شخص کی لیے اگالدان ونکی جانیوالونپر بیٹھنا حرام جو گیا فوراً آرام سے لیٹ رہا اور چینی کے لئے غریب چانڈو باز لوگ موجود ہین اُنکی خدمت کی اُجرت نہایت کم ایک چینٹی پر رات بھر خدمت کرین فیرنی کی تشتریان بالائی اور ہر قسم کی شیرینی کہانیکی لیے موجود ہنگامہ غل انتشار کا

وجود بالکل مفقود نہایت ہی نکھری ہوئی مہذبانہ صحبت حفظ مراتب کا ایسا خیال کہ
کسیکی ٹانگ اور کسیکا مُنہ کسیکا چوتڑ اور کسیکا سر۔ ہر شخص کے لئے خوشبو کی
گلوری تیار اور ہر آدمی نشہ آزادی سے سرشار۔ انکی آزادی یہ ولایت کی آزادی
نہین ہی بلکہ وہ ایسی آزادی ہی کہ دنیا و مافیہا کے خیال سے یکایک دل کو دھو دہاکر
پاک کردیتی ہی۔ انکسار کا وہ مرتبہ کہ

خاک شو پیش ازان کہ خاک شوی

کے مصداق بنے ہوئے ہین۔ عافیت پسند بھی ایسے کہ کبھی چھینکنے کی آواز تک سڑک کے
چلنے والون نے نہین سُنی۔ قانون کے ایسے ماننے اور جاننے والے کہ مچھر تک پر کبھی بھولے سے
ہاتھ نہین اوٹھایا۔ تحمل کا وہ جوش کہ گالی تو گالی جوتی کھانے پر بھی کسیکو نہین مارا
امورات تمدن کے ایسے شایق اور ماہر کہ آج تک روم و روس کی لڑائی کا فیصلہ اونکی
رائے مین نہین ہوا۔ اور افغانستان کی چڑھائی کو تا ایندم تسلیم نہین کیا۔ تھیبا کو زوالکا
بادشاہ جانتے ہین۔ مسٹر شا کے زنجبار مین انتقال کرنے پر حسرت کرتے ہین۔
کم سخن ایسے کہ اگر نو بجے شب کو ایک فقرہ کہنا شروع کیا تو دو بجے وہ ختم ہوا۔ قانع
اور صابر اس مرتبہ کے کہ ایک تشتری کھیر کی چاٹ کر دنرات بسر کی۔ مردم آزاری کا
وہ خوف کہ دھوبی کی تکلیف کے خیال سے مہینون کپڑے نہین بدلتے ہین منتظم اور خوش معاملہ
اور با مروت ایسے کہ اپنا اور دوسرے کا پانا بے تکلف ہوجاتے ہین۔ تقدیر پر ایسا
تکیہ کہ زمینداری کے نیلام پر چڑھنے کی خبر سنکر بھی کبھی بالین سے سر نہین اُٹھایا۔
گوشہ نشین ایسے کہ آفتاب تک کو کبھی چہرہ نہین دکھایا۔ شب بیدار ایسے کہ رات بھر تارے گنا
کرتے ہین۔ حفظ صحت کے ایسے عاشق کہ تمام دن مردہ سے بازی لگا کر سوتے ہین۔

یوروپ کی روشنی کا نامہ و پیام

یہان کے تماشا خانون مین بیشک بڑی تیاری ہوتی ہی روشنی کا اہتمام خوب ہوتا ہی اور پردے نہایت خوشنما اور حیرت انگیز بدلے جاتے ہین اور تماشا کرنیوالے مرد اور عورتین عمدہ عمدہ لباس پہنکر تماشا کرتی ہین اور تازہ بہ تازہ سانگ لاتی ہین اور ایک دم مین پردون کے اولٹ پہیر سے سارے مکان کی ہیئت بدل جاتی ہے ابھی باغ تھا ابھی سمندر موج مار رہا ہی ابھی ہوٹل تھا ابھی دیوانخانہ ہی ابھی سبزہ زار نظر آیا اور پہر ایک آن مین قبرگاہ بنگیا ہر تماشا خانہ اور تھیٹر اور اوپرا مین باجا بجتا ہی اور وہ اُسی قسم کے باجے ہین کہ جنکی آواز وحشت ناک اور سامعہ خراش ہوتی ہی اور جنکے سُننے سے عزت کا خیال دلسے جلد بھاگنے لگتا ہی اور لڑائی کا خوف اور سامان اون کی جگہہ آجاتا ہے۔ اور اوپرا مین یہان کی گویا عورتین اور مرد گاتے ہین اور علم موسیقی کے شیدا لوگ وہان اکثر گانا سننے کی غرض سے زیادہ جاتے ہین کم بختی سے ایک روز ایک دوست کی خاطر سے مجھے بہی جانیکا اتفاق ہوا اور سامعہ پر وہ آفت آئی کہ آج تک خدا کی قسم کان بہرے ہو رہے ہین اور اُس روز تو شب مارے وحشت کے بندہ کو نیند نہین آئی - ہاے ہاے جسنے چندر بہاگا شیرین جان ہیرا بدو خان اور تان رس خان کو سُنا ہوگا اور جسکے کان کہ بین سُر بین سارنگی ستار طبلے کے سامعہ نواز آواز سے آشنا ہونگے اُسکو یہ جنگلی باجے بہون بہون اور گون گون کی صدا اور چند بے سُری اور بے تالی اور بدا داز قوی ہیکل عورت و مرد کا چلّانا کیا خاک بہائیگا یہان کے گانے کے مفہوم اور موسیقی کے کمال کو

ہم اور اس سے سہل اور عمدہ طور سے آپکو نہین سمجھا سکتے ہین فرض کر لیجئے کہ
جاڑون کی رات مین کسی پورانی مقبرہ کی کسی نئی قبر مین کسی سڑی ہوئی لاش
پر چند بگیدڑ بعالم غصہ مین اپنے اپنے حصہ کے واسطے لڑتے ہون اور اُس قبر
سے جو ایک مہیب اور وحشت ناک اور سامعہ گداز آواز نکلتی ہو اور دور تک
جاتی ہو اور ارد گرد کے رہنے والون کی نیند کا ستیاناس کرتی ہو اگر ادہر
آکے باہر سے کہڑا ہو کر کوئی ہمارے ملک کا آدمی گانا سُنے تو پہلے اُسکو ایسا ہی
خیال ہوگا کہ بجہ کسی قبر گاہ مین مصروف جنگ وجدال ہین۔ دو آدمیونکا باہم بلکہ
یا دوسرے سے لپٹ یا سمٹ کر یا ایک ایک شخص کے علٰحدہ کودنے اور دوڑنے کا
نام ناچ ہی تال گت کا بالکل خیال نہین ہی واللہ اگر کالکا یا بندادین یا ہمارے
جہان پناہ کو یہانکے لوگ ناچتے ہوئے دیکھین اور اُنکی توڑے کی آواز انکے کان تک
پہونچی تو یہ لوگ کبہی ناچنے کا نام تک نہ لین بتانے اور اُسکے نکات اور اُسکے کمالات سے
انگریز بالکل ناواقف ہین اور شاید مشکل سی اُسکا مفہوم اُنکے خیال مین آویگا خوب
زور سے جوتون کو صحن پر مارنا یہ ایک ناز ہی۔ سفید سفید بدقطع دانتون کا بیموقع
نکالنا یہ ایک نخرا ہی۔ ہاتہون کو زور سے دبا دینا یہ ایک ادا ہے۔ سر کو جہکا کر پہرتی
سے سلام کرنا یہ ایک غمزہ ہی اور انہین پہلوانی ناز و نخرے کا شہید یہان ایک عالم ہی
یہ نہین کہ اودہر بی مشتری نے اپنے خمدار ابرو کو جہکایا اور بیس امیرزادے شہید ہوگئے
بی زہرہ نے تبسم کا قصد کیا بجلی چمک گئی۔ بی گوہر نے پانچون کو ہاتھ سے اُٹھایا
اور ایک عالم نے عالم بدحواسی مین کمر کے بچنے کی دعا مانگی خدا کمر کو بچائے۔
بی حیدری نے ناچتے وقت ایک توڑا لیا اور بلینم کے چند خانہ ساز نواب زادے

مرغ بسمل کی طرح لوٹنے لگے۔ بی ننھی نے سنہری دوپٹہ کو سر پر سی ہٹا دیا اور دو چار
بابو گو و ٹولہ مین بگہی سے لڑہک گئے۔ بی امانی جان نے محبت انگیز ادا سے کسیکو گالی دیدی
اور نوچ کہکے لبو نپر اُنگلی رکھی اور ڈھاکہ کے چوک مین قیامت آگئی بی طوقی نے بنارس
مین کسی مہاجن بچے یا رئیس زادے کو مصنوعی غصہ کی ادا سے مُفتری کہا اور وہ انکے
ذہن مین (ذا یٹ) ہو گیا ہماری ہندوستان کی معاشیق اور پری پوشون کی چلبلی بانکپن
سیماب مزاجی۔ برق وشی اور دلربایانہ ناز و انداز کے قدر دان کچھ ہماری ہی ملک کی
نازک خیال صاحب دماغ روشن دل اور صاحب مذاق لوگ ہین۔ یہ بیچارے آلو کے کھانے
اور بھیڑی کے چرانے والے ان باتونکو کیا جانین مگر ہان پہر بہی ہر ملکے و ہر رسمے اور

ع ہر کس بخیال خویش خبطے دارد

اِسکا خیال بہی رکھنا ضرور ہی جیسا کہ ہمنے پہلے خط مین لکھا ہی حُسن تو یہان ہملوگون
کے خیالات کی مطابق عنقا کا حکم رکھتا ہی اور حسن فرنگ حُسن فرنگ جو مدت سے
سُنا کرتے تھے اُسکی کچھ ہی تصدیق نہین ہوئی بلکہ یہان آنے پر اُسکو بالکل اُلٹا پایا
گو آئین قدرت نے حسن کی تقسیم کرنے کے دن یہانکی عورتون (جنکو حسین بننے اور
اپنی کو خوبصورت دکھانیکا جنون ہی) کے ساتھ بڑی بے انصافی اور بیرحمی کی ہی مگر
اُسکے جبر و نقصان کرنے سے یہ لوگ حتی الوسع قاصر نہین ہین بالائی تدبیر مصنوعی اشیا۔
اور صنعت کے زور سے جہانتک کہ ممکن ہی حسن کی تیار کرنے مین کوشش کیجاتی ہی
اور (باربر) یعنے حجام اور طرح طرح کی رنگین اور زرکار لباس سی بہت کچھ اُس
خصوص مین مدد ملتی ہی اور سرخ اور اسفید سفوف رنگ کی چمکانے اور دمکانے کے لیے
چہرہ پر لیے انتہا ملا جاتا ہی اور زرکثیر لباس وغیرہ کی تیاری مین خرچ ہوتا ہی

ہم اِس قسم کی معصومانہ بوالہوسی اور زر ریزہ خام خیالی پر کوئی اعتراض نہین کرتے ہین
بلکہ ہمارا جی چاہتا ہی کہ اسکے جواز کا فتوی دیدین کیونکہ دنیا مین کوئی آدمی خواہ
وہ مرد ہو یا عورت ہو ایسا نہین ہی کہ جو اپنے کو دوسرون کی آنکھ اور پسند مین
خوبصورت بنانے اور دکھانے کی خواہش نہ کرتا اور نہ رکھتا ہو اور آئینہ کے
سامنے جا کر سامان آرایش سے پورا پورا کام نہ لیتا ہو مگر ہان اتنا ضرور کہنا ہوگا کہ
عورتین اِس مالیخولیا مین زیادہ مبتلا ہین اور سب سے زیادہ پھر ولایت کی
عورتین کہ جو گھنٹون آئینہ اور شانہ سے اپنی زیبایش اور آرایش کے بارے مین مشورہ
کرتی ہین اور انصاف کی نظر سے دیکھئے تو فقط ولایت کی عورتین ہی اس مرض
مین مبتلا نہین ہین بلکہ ہر ملک کی لوگون مین یہ خواہش تھوڑی بہت پائی جاتی ہی
ہمارے ملک کے ایک ایک بانکے ایرے ڈورے ایک سیدھی مانگ کی نکالنے مین کتنا وقت
لگاتے ہین اور اُنکے بالون کی سنورنے اور درست ہونے مین کئی درجن مصاحبون کے ہاتھ
ٹوٹتے ہین اور ہمارے لکھنؤ کی بیگماتون کی چوٹی کے گوندھنے مین کیہر لگجاتے ہین
اور کتنی مغلانیون اور کتنے بکسون کی ضرورت ہوتی ہی گو ہر طرح کا سامان آرایش
اور زیبایش اور بننے سنورنے کے اسباب آج اس ملک مین مہیا ہین اور جو کچھ
کہ یہان نہین ہی وہ بھی صبح و شام ممالک فرانس سے ڈاک پر چلا آتا ہی اور گو
حسن ساز رنگ ساز اور درزیون کے بڑے بڑے کارخانے بھی ہین اور
یہان کی میم لوگ اِن مدون مین بیدریغانہ خرچ بھی کرتی ہین مگر ان سب
سامان اور ان کارخانے والون کی کاریگری سے چوڑا چہرہ گہا مر نقشہ بھورے
بال کرنجی موٹی ناک بی ترکیب گات کیونکر درست ہو سکتی ہی اور ان قدرتی

نقصون کو کون نکال سکتا ہے ہان جہانتک اِنکے چھپانے اور اون کو خوشنما کرکے دکھانے کی ترکیب ہو وہ کی جاتی ہو اور اُس سے فی الجملہ ایک تسکین کی صورت ہو ہمارے ملک کی ماہ وش اور پریرو بیگمون کا گندمی کُندنی اور سبز رنگ کہ جنہین ملاحت کوٹ کوٹ کے بھری ہے اون کا کتابی چہرہ نستعلیق نقشہ طرّہ طرّار زلف تابدار غزال کی سی آنکھین ستوان کھڑی ناک خوشنما گات خوش اسلوب اعضا اور خلقی نزاکت اگر یہان کی میم لوگ خواب مین بھی دیکھ پائین تو فرط رشک سے جلجائین اور فرط غیرت اور غصّہ سے پھر اپنے کو مصنوعی چیزون کی مدد سے بنانیکا کبھی قصد نہ کرین۔

یہان کی عورتین اکثر قوی الجثّہ ہین اور اُنکے ہاتھ پیر ایسے موٹے اور کرخت ہوتے ہین کہ اگر ہمارے ملک کی کسی بیگم کو یہان کی کوئی عورت پکڑلی تو غالبًا کوئی اُسکا عضو اُکھڑ جاے اور وہ سخت تکلیف اُٹھائے۔

مائی ڈیر مولانا آپ خود خیال کرسکتے ہین کہ جو عورات کہ دو تین سیر گوشت روز کھاتی ہون دس پانچ پیالی چاء اوڑاتی ہون۔ دو چار بوتل شراب (گو کلاریٹ و بیرہی سہی) کا گلہ گھونٹتی ہون اُنکی تیاری کا کیا حال ہوگا معشوق کی تعریف مین یہ بھی کہا جاتا ہو تمھارا معشوق کے اسٹون وزن مین ہو اِس نئی تعریف کو سُنکر تو آپ واللہ کانپ جائینگے اور اگر بیگمات سن پائین تو قہقہہ لگا کر چھت اُڑا دین ہمنے بعض تماشا خانون مین بعض ایسی قوی ہیکل خاتون کو بھی دیکھا ہو کہ اگر دو چار بیگم کو گٹھری مین باندھکر اُن کے سپرد کہ دیا جاے تو وہ بے تکلف بغل مین داب کر کوس بھر لیجا سکتی ہین۔ ہمارے محلات کی

نازکبدن اور سیمتن بیگمون کے لیئے توکریپ کا دوپٹہ گران ہوتا ہو گرنٹ
کے لہنگے کا اُٹھانا اُنکو دشوار ہو آب روان کی کرتی تک اُن کے بدن کو
کاٹتی ہو سیٹ کی کلائی سے اُنکا شانہ تک ٹوٹا جاتا ہو شال کوکسی بکس
مین بند کرنے یا اُٹھانے مین ہانپنے لگتی ہین پان کی وزنی گلوری اکثر
ہاتھ سے گر جاتی ہو خاصدان کے اُٹھانے سے مہینون قیفہ اور شانہ پر
مومیائی ملی جاتی ہو مخملی تکیہ کی رگڑے سے اکثر رخصار پر خون جم جاتا ہے۔
اپنے دو تین مہینے کے لڑکے گود مین لینے سے دم چڑھ آتا ہو۔ ے

بہ بین تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا

ہان یہان کے لباس کی کیفیت (جسمین ہزارون روپیہ صرف ہوتا ہے)
بھی تھوڑی سی سُن لیجیئے ایک قسم کا دم دارگون ہوتا ہے اور جبکہ اوسکو
میم لوگ پہنتی ہین تو دُم کے پکڑنے کے لیئے ایک خوبصورت چھوکری
یا چھوکریان بھی ساتھ رہتی ہین اور اونکو بھی رنگین لباس پہنایا
جاتا ہو اور وہ آہستہ دُم دارگون والی میم کے ساتھ چلتے ہین اور اس
لباس کے ساتھ عورتون کو دیکھنے سے ہمین اپنے ملک کا بیچدار فانوس
یاد آتا ہو اس دم کے رکھنے اور کاٹے جانے کے بارے مین برسون گفتگو
رہی ہو اور بڑی بڑی تحریرین لکھی گئی ہین کیونکہ یہانکی عورتین قابل ہین اور
قدرت تحریری و تقریری دونون رکھتی ہین پھر جب اُنکی دم کاٹنے کی تحریک کوئی
کریگا تو وہ کیون نہین لڑینگی مگر جن دُم کے دشمنون نے ایسا ظالمانہ قصد کیا تھا وہ
کامیاب نہوئے اور خود فیشن کے بدلتے بدلتے وہ دُم آگے سے چھوٹی ہوگئی

مولانا آزاد کی پرانی روشنی کی نئی ڈکشنری

لفظ	معنے
ہندوستانی بی بی	اپنے شوہر کی عاشق شیدا اور فدائی - اپنے بچّون کی انّا کھلائی اور دائی عفت کی دیوتا محبت کی تصویر مروّت کی اوتار - انسانی باغ زندگی کی تازگی کے لیئے جان نواز اور فرحت آثار ہوائے بہار گھر کی رونق گھر کی زینت گھر کا بھرم - عزیزون اور جملہ متوسلین کے لیئے ہمیشہ روان ہمیشہ شاداب اور ہمیشہ لبریز چشمۂ کرم عصمت کے سراپا عزت وحمیت گلستان کی ہزارداستان بلبل - سچّی قناعت - اسلامیانہ صبر اور درویشانہ توکل کے صاف اور خوشرنگ بادۂ گلرنگ کے مینا کی قُلقُل - خالص اور بے لوث دینداری کا محفوظ گنجینہ عصمت عفت اور مروت کا قومی دفینہ - بالخلقت دوسرون کی وقف خدمت وچارہ سازی - بالطبع عزیزون کے لیئے سرگرم جان نوازی وہ غنچہ کہ ہوائے محبّت خالص کے چلنے پر جسکی شگفتگی کا دارومدار ہو - وہ سرسبز اور بارور شجر جو اپنے سایۂ عنایت ومحبت کے جاگزینون پر بغیر کسی قسم کی خصوصیت اور قید کے ہر فصل مین ایک رنگ سے رحمت بار ہو - وہ سپاہی معرکۂ زندگی مین صبر وقناعت جسکی آبدار تلوار ہو - وہ منتظم جزرسی پیشبینی اور داشتہ آید بکار کے اصول پر جسکا ہر کاروبار ہو - زندگی کے ہر طوفان بلانشان اور

مصیبت سامان مین مردون کی طوفانی طبیعت کے لیئے لنگر کا کام
دینے والی - اونکی ہر واقعی اور مصنوعی مصیبت اور رنج مین اظہار خواہش
ہمدردی و چارہ جوئی مین لب تر ہونے کے قبل پاک محبت اور صاف
ہمدردی کا درد فرسا اور غم تراش لبریز جام دینے والی - اپنے گھر کے
چراغون پر رات بھر اپنی صحت سے بے پرواہانہ قطع نظر کرکے پروانہ وار نثار
ہونیوالی رونے اور ضدّی لڑکون کی پر اثر اور پر شور وشر آواز کی فطرتی
جگونی کے بجنے پر رات بھر مین دس دس بار بیدار ہونیوالی - وہ انسان
اولاد کی تمنّا جسکی سب سے بڑی حاجت ہی - بے اولادی جسکے لیئے سخت
آفت اور قیامت ہی - وہ صحت بار نسیم عنبر شمیم جسکے چلنے سے متعصب دشمنون کی
تنگ خیالی کا تیرہ و تار زندان ہر ہندوستانی کے لیئے روضۂ رضوان ہی
وہ مسیح الزمان جسکے شفاخانۂ محبّت و ہمدردی کی معجون کا محتاج ہر پیر و
جوان ہی - وہ قومی یاقوتی کان جسمین ہزارون لعل بے بہا نہان ہوتے ہین
وہ عُمّان رحمت نشان جس سے اخلاقی خوبی اور نسوانی نیکی کے سیکڑون
چشمے ہر مکان مین پنہان بہتے ہین - شوہرون کی جمعیت خاطر اور طمانیت
کے اوراق کا خوبصورت اور مضبوط شیرازہ - اونکے چہرۂ خوشحالی کا خوشرنگ
خوشبو - اور حُسن افزا غازہ - وہ نیک کاربندہ شوہر کی اطاعت جسکی
بہت بڑی عبادت - وہ نیک سرشت انسان رحمدلی اور ہمدردی
انسانی جسکی جبلّی عادت - شوہر کی فرمانبرداری جسکے خیال مین پرستش
مین شامل - جسکے نزدیک دیوتاؤن اور شوہرون مین صرف ایک

ہلکا سا امتیازی پردہ حائل۔ ایک عالم کی مصیبت پر روتے کو فطرتی طور سے جسکا دل ہر وقت تیار ہی۔ وہ متوالی جو متوالے شوہر تک پر صدقے قربان اور نثار ہی۔ ہزارون شام غربت مین صبح امید کی جلوہ ریزی۔ وفا شعار شوہرون کے لیئے ہر طرح کی پُر لذت اور بد اطوارون کے لیئے ایک قسم کی ہلکی پرہیزی۔ ہر گھر کی باعث زینت و آبادی سلطنت خانہ داری مین انسداد و دزدی کی منادی۔ غیر محسوس دلپسند اور پُر اثر دردمندانہ اور قربان پزیرانہ اداؤن سے اکثر شریف النفس میان کو در پردہ اپنا غلام بناتی ہی۔ دلجوئی اور مزاج شناسی کے دروازے سے اونکی شمع قبول تک پہونچکر اپنے ہر مطلب کا پیام سناتی ہی۔ بدنفس و بدعقل ساس نندون کی بے تمیزانہ اور ظالمانہ نکتہ چینیون سے جسکا دل چور ہی۔ اپنے میکے والونکی خاطر بات جسکو ہر حال مین بدل منظور ہی۔ محل مین بمحل حمل کے حمل کرنے پر غرور انگیز مسرت کی ادا دکھانے والی با وجود صحیح المزاج ہونے کے جلدی سے صاحب اولاد ہونے کے پُر جنون تمنا مین بیسیون جاہلون کی مُضر اور صحت سوز دوائین بیدھڑک کھانیوالی۔ میان کی بدمزاجیون کے کاکل پر پیچ و غم کے سلجھانیکا خوبصورت شانہ۔ روان خانہ جان خانہ اہل خانہ۔ وہ قیدی نواز جیار جسکے الفت کا محبوس ہتکڑی اور بیڑی کی قید و بند سے ہمیشہ آزاد ہی۔ وہ مجنون پرور لیلیٰ جسکے پاگل خانہ کا دیوانہ آزار سے بیزار اور اپنے پر فساد نفسانی خواہشون سے ہمیشہ مصروف جہاد ہی۔ وہ با غیرت جسکو اپنے شوہر کے گھر سے مرکر نکلنے پر ناز وہ نازنین

جو مصنوعی ناز نخرے سے بری اور مجسم نیاز ہی۔ اپنے عزیزون کی پیاری
اپنے ماباپ کی دُلاری۔ دنیا کو میان کے حق مین جنت الفردوس
بنانے والی بہشتی ناری۔ لڑکپن کی تماشا جوانی کی محبوبہ اور بڑھاپے
کی انّاہی۔ انسانی زندگی سند آسائش کا فطرتی مستثنیٰ ہی۔ سوت کے
خیال سے موت سے زیادہ ڈرنیوالی خواب مین اُسکے تصور سے خیالی
طور سے لڑنے جھگڑنے والی۔ وہ عجیب الخلقت عورت شملہ و نینی تال کی صحت بار
آب وہوا جسکو بہت ضرر کرتی ہی۔ ایک پُرانے بیمروت اور غلیظ چیلخانے
مین جو آسایش اور بڑی نازش سے ستر اور اسّی برس کی عمر تک ہشّاش
بشّاش زندگی بسر کرتی ہی۔ سن تمیز مین بھی قیدخانے اور گھر کی جسکو مطلق
تمیز نہین بجز اُسکے اپنے عزیزون کے غیر مرد اگر عزیز مصر بھی ہو تو اُسکو عزیز
نہین۔ باہر سے نوکرون سے کچھ نہ کچھ عناد کا رکھنا جسکا قدیم شعار ہے۔
ہر پہلو ہر رنگ اور ہر طرح سے جسکا دل اپنی دائی ماکا بدل طرفدار ہی۔
مرد احباب کے ساتھ بے تکلف پہاڑون اور جزیرون کی روح پرور
ہوا کھانے کا ذکر سُنکر جسکے ہوش اوڑتے ہین۔ محلسرا سے باہر نکلتے نکلتے
بیجا اور غیر ضروری شرم سے جسکے پانون زمین مین دو دو گز گڑتے ہین
گورنمنٹ ہوس مین جانیکا نام سنکر فرط اضطراب سے مرغ بسمل کی طرح
پھڑکتی ہے۔ غیر مرد کی چار چشمی کے تصور سے نوگرفتار جنگلی دیار گھوڑی
کی طرح بہت خوفناک انداز سے بھڑکتی ہی۔ رسائی اور حکومت کے جنگل کے
مرغون کو فرط نادانی سے اخلاقی فرخندہ فرجام دام کا دانہ بنکر جسکو

پھنسانا نہین آتا۔ اپنی دلربا اداؤن طبیعی قوتون اور خدادا د صفتون
کے حُسن استعمال سے جسکو بیگانہ کو خویش اور دشمن کو دوست بنانا نہین
آتا۔ باوجود قومی اخلاقی علالت اور مشہور بے سروسامانی علاج کے بھی
سنو! بیمارون کے حق مین بہت آسانی سے بھی ایک انار بننے پر سخت انکار۔
شوہر کے دلی ولایتی ہمسفر دوست سے ڈرائنگ روم مین کھڑے کھڑے
ذرا سا ہاتھ ہلانے کی بات سننے پر میکے جانے کے لیئے قیامت خیز تکرار اور
بے انتہا اصرار۔ وہ جاندار تکیہ جسپر آج بڑے بڑے لوگون کی آسایش امارت
اور سخاوت کا تکیہ ہی۔ وہ زندہ سلائی کی کل جسکے ذریعہ سے ہزارون چاک
درچاک گریبان افلاس مین مضبوط بخیہ ہی۔ وہ وحشی غیر محرم مرد کی سُریلی
بیدار اور دلکش آواز بھی جسپر چابک کی طرح پڑتی ہی۔ وہ نازک اندام
سوم کی گڑیا غیر مرد کی نگاہِ محبت وعنایت بھی جسکے بدن مین مثل کانٹے
کے گڑتی ہی۔ وہ چراغ محبت وشرافت جسکی نورانی ضیا سے بعض بدنصیب
روشن خیال حکیمون نے اپنی آسائیش اور عافیت کے کاشانے کو دائمی
طور سے پُرنور ہونے دینا محض بے سود جانا۔ وہ آبدار اور آبرو دار دُرِ شرافت
وعفت کہ جسکو مغربی تعلیم یافتہ ہندوستانیون کے سرتاج نے اپنے سلک
ازدواجی مین بہزار تمنا وخواہش پرونا اپنے اور اپنے افسردہ حال اور شتر
بے مہار نوجوان قوم کے حق مین ہر طرح سے محمود جانا۔

چودہوین صدی کی نئی روشنی کی ڈکشنری

لفظ	معنے
مہذب بی بی	دلکش۔ دلربا۔ اور دلفریب جڑی۔ میان سے سن مین دس ا بیس برس بڑی۔ حلقۂ اغیار مین اکثر دقت جلوہ گری۔ لباس انسانی مین بے پر کی پری۔ وہ جادو جو سر چڑھ کر بولے۔ وہ زندہ ترازو جو اپنے پرفسون آنکھون کے پلڑون مین ہر انسان کو تولے۔ غنچۂ دل جناب کی کھلانے کی ہوائے بہار۔ ایک انار ۱۰۰ . . . . . عمدہ اور مہذب خانگی فنکار گاہ۔ نزاکت۔ دلفریبی محبت اور سلیقے کی ہمیشہ آباد نمایش گاہ۔ مہذب دماغون کے معطر رکھنے کا سدابہار گل خوشبو۔ سوسائٹی کا پھڑکتا ہوا اور دلچسپ دستنبو۔ میان کی نہایت معتمد مشیر۔ ہوم ڈیپارٹمنٹ کی بہت بیدار مغز وزیر۔ ہمدردی کی کان۔ محبت کی جان۔ میان کی دولت اڑانیکا طوفان بلانشان۔ ہر گھر کے لیے صحت بار ہوا۔ ہر انجمن کے لیے تہنیت کی صدا۔ میان کی سرتاج۔ ایک پنتھ اور ہزار کاج۔ ہر پیشے اور ہر کام مین نہایت آسانی اور غیر محسوس طور سے استعمال پذیر۔ میان کی افزایش عز و مراتب اور ترقی عہدہ مین اکسیر تاثیر۔ شوہر کے ہر عزم کی قوت بازو۔ بے ضرر سحر پُر لذت کرامت بے خطا جادو۔ خزانۂ راحت و آرام کی خوبصورت کلید ضامن عشرت جاوید چمنستان عشرت و نمایش کا مصنوعی طاؤس۔ وزرا کے خفیہ اور پیچیدہ دلی تمدنی منصوبون کا دل ربا جاسوس۔ وہ خوش رنگ پُر تکلف خوش کیف

اور تُند شراب جسکا نشہ عزیزون کی محبت۔ کنبے کی رعایت۔ مذہبی
حرارت اور قومی عادت کو یک قلم مٹا اور بھلا دے۔ وہ حور وش۔ تجربہ کار۔
روشن دماغ اور ادا شناس دایہ جو بڑے بڑے قابل۔ ہمہ دان۔ آزاد۔ اور
وارستہ مزاج جوانون کو اپنے آغوش عاطفت مین دو چار تسکین بار تھپکیون
سے مثل شیر خوار بچون کے عمر بھر کے لیے خواب غفلت مین سُلا دے۔ وہ
مہذب خاتون جس کی ہر ادا اخلاق بار۔ جسکی ہر چشمک محبت ریز۔ اور جسکی ہر
حرکت دلاویز ہے۔ جس کا ہر قول میان کے حق مین فرمان سعادت نشان
جسکی ہر بات مین میان کی نجات اور جو کہ اُن کے لیے تمام عالم مین سب سے
بڑھ کر بکار آمد اور تشفی بخش دستاویز ہی۔ مرض بد اقبالی اور نا قابلیت کی
صحت کا وہ چلتا ہوا نسخہ جس مین کبھی خطا نہین۔ رسائی اور ترقی کا وہ طلسمی
کفایت آموز انجن جس مین آگ نہین۔ پانی نہین۔ ہوا نہین۔ وہ تریاق
جو اپنی اثر فشانیون سے اپنے شوہر کی سم آلود۔ اور ظلم انگیز حکمت علی کے
فسیون خیز۔ اور ماتم ریز ضررون کا آسانی سے ازالہ کر دے۔ وہ آفت
کار بدکار۔ جو نقطے کے برابر چھوٹی قسمت کو صفحۂ سوسائٹی پر اپنی پُر حکمت اور
سحر تاثیر گردش سے بڑھا کر ہالہ کر دے۔ دلی مرادون کے ملنے کی بشارت
کی مبارک فال۔ کالے آدمی کی ہفتاد پشت کی شامت اعمال ہر مینز کا
صحت بخش اور شامہ نواز گلدستہ۔ تیرہ گون اور سیاہ بخت نوجوانون کی تیرہ و بے حس
ہاون عقل کا کافوری دستہ۔ بعض کالون کے دنیوی امور مین مددگار اور
ساز گار مگر اکثر کے لیے دائمی مصیبت پُر خلش خار۔ اور باعث ادبار میان کو وطن

کی ریل پیل مین توشۂ عفت و محبت سے آغوش بوسہ - مہذب محفل رقص و سرود مین
اپنے کرتب سے غرور کا موقع - اور حلقۂ احباب مین غم تراش اور فرخندہ فرجام شراب
پر تگالی کا جام دے - گھر مین عمدہ عمدہ لذیذ چیزون کے اصرار اور پیار سے کھلانے
مین جان نثار کالی نانی امان سے کہین بڑھکر کام دے - میان کو پرفیشن سوسائٹی
مین گھٹانے بڑھانے کا آلہ - ایک برق آفت - ایک شرر ہزار اخگر در جگر ایک
آتش کا پرکالہ - بازار ونمین اپنے گرما گرم اور روز افزون سودے سلف سے
میان کے نام کو جگانے والی - ہزار بار بگڑنے پر انکو ہزار بار بنانے والی -
اماجان کی شفقت - باجی کی ہمدردی - دادی امان کی ناز برداری -
یہ سب اُسمین موجود - بڑے بڑے گرو گھنٹال فیلسوف اُسکے سامنے اظہار
اطاعت و فرمان برداری مین سر بہ سجود - ہمیشہ روان چشمۂ فیض - ہمیشہ
بہار گلستان - اور ہمیشہ سر سبز بار آور شجر - طریقۂ عشرت کا ہادی -
مسلکِ تہذیب کا بادی - اقلیم شایستگی کا ہنر سند رہبر - کالے بھائیون کو
عزت دینے اور ڈرانے کی چیز - سمندِ عقل و ہوش کی جولانی کے لیئے مزہ دار
مہمیز - دنیا مین عافیت اور عاقبت مین مغفرت کا سامان دوست - اتالیق
معلّم - اور جانانِ شترِ بے مہار نوجوان کی مہذب نکیل - ہندوستانی کے لیو
مصیبت انگیز اور دائمی دلیل خوش رنگ اور صحیح القوی لڑکونکے ڈھلنے کی
مہذب اور خوشنما مشین مصنوعی آرائشون اور رنگ آمیزیون سے مجسم
ارشنگ چین - مہذب اور خوبصورت بچون کی ٹکسال - عاشق مزاج مچھلیون
کے پھنسانے کا پُر تکلف جال -

نوچی

نائیکا جی کے امید وبیم اور راز و نیاز کا تجارتی جہاز۔ بڑی بی کے لنڈے
اور سنڈے مرغ طمع کا نوخیز اور امید ریز اور پری وش پرہ پرواز۔ بڑی بی کے
اڑگرے کی خوبصورت بریاپونی کی جوڑی۔ بازاری اگا۔ گزاری کی کشتی
کرایے کی گھوڑی۔ وہ خواب پریشان فتنہ ہاے خفتہ کو جگانا جس کا کام ہے
وہ خود غرض دوست سلام جس کا ہزارون طرحکی ذلت و رسوائی کا پیام ہی
وہ چنچل جس کے کوتل مین شیطان کی خالا ہی۔ وہ سپاہی جس کا سب سے کارگر
اور دل خراش ہتیار نظر کا بھالا ہی۔ وہ ساقی جو بادۂ خود فراموشی و بیحیائی کا
پیالہ اپنے پُر بلا حلقے کے رندون کو پلائے۔ وہ شمع رو جو بزم عشق مین ہزارون سوختہ
دلون کو صورت پروانہ جلائے۔ وہ قصاب جس کی نظر کی تیز چُھری عشاق کے
دلون کی کمزور گردنون پر پل کے پل مین پھر جاتی ہی۔ وہ بیوفا بے مروت
اور عہد فراموش طوطا جس کی آنکھ اپنے دل دادون کی طرف سے چشم زدن مین
پھر جاتی ہے۔ وہ بے حمیت میزبان جو اپنی بزم عشق کے مہمانون کی ذلت
اور رسوائی کو طشت از بام کر کے اپنا نام کرے۔ وہ کامل ڈاکٹر جو اپنی زبان
کے پُر اثر نشتر کو مجروحان زخم محبت کے تہ کام کر کے بے لاگ دل کے اندر
اپنا کام کرے۔ روپیہ بنانے کی وہ مستحکم اور ترقی پذیر ٹکسال جسنے اپنا سکہ
تماش بینون کی اقلیم قلوب پر جما دیا جعلی محبت کا وہ زر قلب جس نے اپنی
عام پسندی سے اصلی اور سچی محبت کے سونے کی قیمت کو کور باطن نوجوانون
کی نظر مین گھٹا دیا۔ تماش بینون کے نامۂ اعمال کی سیاہ تختی۔ نوجوانون کی
سب سے بڑی شامت اور بدبختی۔ بڑھاپے مین بڑی بی کی امید اساس

لاٹھی۔ فرسِ قوت بہیمی کی خوبصورت کاٹھی۔ وہ صحت سوز کوچہ جس کی ہوا
سم آلود ہی۔ وہ عزت وحمیت سوز آتش جو ہمیشہ بے دود ہی۔ وہ اخبار
ذلت بار جس کی سرخی آبرو کا خون ہی۔ وہ شفاخانہ جس کا دماغی اعتدال
سراسر جنون ہی۔ نائکا جی کا دل ربا آلۂ جفاکاری مشعل عفت سوز حرامکاری
حرامکاری کی اونچی دُکان کا سڑا گلا پھیکا پکوان۔ بوڑھی تماش بینون کے
لیے اُن کے اصول سے حلوان۔ نائکا جی کی وہ ٹیڑھی اُنگلی جو تنگ نظر
امرا کے روغن طلا کی تنگ دہن مٹکی مین کامیابی سے گھستی اور نکلتی ہے وہ
شمع جو دن رات سوختہ دلون کے روغن جان سے جلتی ہی۔ وہ مکارہ جو
دن بھر مین گرگٹ کی طرح ہزارون رنگ بدلتی ہی۔ کبھی ڈرتی۔ کبھی بہلتی
کبھی چمکتی۔ اور کبھی مچلتی ہے۔ تماش بینون کے ڈھالنے کا خوبصورت سانچا۔
روسیاہی کا ہوش ربا طلپا نچا۔ اپنے مطلب کا کھلاڑی۔ . . . . پرست نوجوان
کی ہٹیل گاری۔ نائکا جی کے دام کا دانہ۔ کاکل آوارگی کے سلجھانے کا شانہ۔
وہ سڑی بوٹی جسپر جیفہ خواران خوانِ حرام کاری لڑتے ہین۔ وہ آوارہ
اور مکارہ جس کی صحبت مین نوجوان بگڑتے ہین خمیر بے حیائی کی وہ روٹی
جس کو باپ بیٹے کے دسترخوان پر بے تکلف نگلتے دیکھا۔ آتش دوزخ کی وہ
چنگاری جسکو سوختہ بخت نوجوانون کی بادبریا دی سے اور زیادہ
سُلگتے دیکھا۔ ُلچے شاعرون کے مجہول خیال مین سیماب مزاج اور مہ پارہ۔
واقع مین ذلت کا فوارہ۔ گردش کا سیارہ۔ جفاکیش عیارہ۔ اور
صحت سوز خام پارہ۔ شعراے ہند کی عروس مضامین کی نقل وحرکت کا سیا

اُن کے فرسِ خیال کا پُراثر تازیانہ۔ نائکاجی کی شکارگاہ کا چیتلہ تماش بینون کے رام کرنے کا بے خطا اور دل سوز فلیتا۔ قرمُ ساق پروری مین طاق ابلہ فریبی مین مشاق۔ وہ خودغرض جو عاشق مزاج نوجوانون کو زرکشی کی غرض سے اپنے شکنجۂ محبت مین ہمیشہ کسے زایدہ کسے و۔۔ کبسی۔ قرمساقونکی دیدۂ امید کا بصیرت نوازکاجل ظاہر مین سلام۔ باطن مین پیام اجل۔ چند بے غیرت لونڈون کا مایۂ غرور۔ اکثر بے تمیز۔ عموماً بے حیا۔ کمتر ذی شعور۔

نایکا تماش بینون کے کمر و ریشس کے لیے نزلۂ حار۔ عاشق مزاجون کے فلک آرام واقبال وکامیابی کا ستارۂ دنبالہ دار۔ عشرت سرشت نوجوانون کی دل شکنی اور ایذا رسانی کا تیز اور سم آلود ہتیار۔ حُسن پرست نوخیزون کے دیدۂ امید وتمنا مین کھٹکنے والا نوک دار۔ شیطان کی خاص سواری کا شوریشت کٹر اڑیل ارجل ور بدذات رہوار۔ دجّال کے چار گوشۂ دنیا مین چرہ کر پہرنے کا کہنہ بوسیدہ اعضا شکن اور زندہ ہوادار۔ احسان فراموشی عہدشکنی مکاری اور دغابازی کے کوہ آتش فشان کا تیرہ وتار دہوان دہار اور ادبار بخار۔ رند مشربون کے اقالیم قلوب کا نحس نحس اور برباد کرنیوالا آزار۔ حکمت کا وہ زندہ پور ٹمنٹو جو خم فلاطون پہ ہنستا ہی۔ وہ ذی اختیار متلون المزاج خودغرض اور خوشامد طلب ڈاین جسکی فتنہ سازاور خون بار چتیمگون سے طرفۃ العین مین سیکڑون عاشق کا حسرت کدہ دل بنتا اور بگڑتا ہی۔ وہ شعلۂ ہستی سوز جو لپک کے آتشکدۂ آزر کی آگ کی زبان کا مُنہ چوم لیتا ہی وہ نحس اکبر کہ کسی آباد مکان پر بیٹھنے کے قبل تمنّا و تبرّگا اوسیکا بدنام اور نا فرجام نام بوم لیتا ہے۔

وہ نادر نادر جسکا خراج ناامید حسرت زدون اور مظلوم امیر زادون کے دل کا
خون ہی۔ وہ اژدر مردم در جسکے بلا نوش پُر وسعت اور عمیق خار آتش بار شکم کے
دولت ریز خزانے مین گنج قارون مدفون ہی۔ وہ ڈینگو فیور[۱] جو قبر تک مین انسان
کی ہڈی کو جلاتا رہے۔ وہ دردمند حکیم جو مریض عشق کو مرتے وقت تک بشاش
بشرے سے زہر کا پیالہ بے تکلف اور بلا تردد اور بے کھٹکے پلاتا ہے۔ وہ تپنچہ جسکی
گولی کبھی جگر کے ادھر اڑی نہین۔ وہ اصفہانی تیغ جہنم جسکی ضرب بجز دل کے
اور کسی عضو انسانی پر پڑی نہین۔ وہ سامری جسنے اپنی نظر کے مقیاس المزاج کی
گرم و سرد آزمائی سے بیسیون بقراط کو شیشے مین اتارا ہی۔ وہ سور پھنکیت
جس نے بڑے بڑے کال پھنکیت اور بٹیت کو دم کے دم مین ہشیار کر کے بے پانی
کے مارا ہی۔ وہ نئی قسم کی بے حیا اور بے رحم وبا جسکے بھگانے کی کوئی موثر دعا نہین
وہ مرض لاعلاج جس سے جان بچانے کی کوئی مفید دوا نہین۔ وہ عقرب جس کے
نیش کا مرغوب نشانہ گاہ دل ہی۔ وہ خونخوار بےمروت اور ظالم جیلر جسکی پُر خشم
پُر عذاب پُر ہیبت اور وحشت ناک آنکھ کمزور دل ور خصلت کے خویشتن
فراموش دل فروشون کے لیے چاہ بابل ہی۔ وہ نازہ آفرین کل جس مین رنڈیان
اپنی ترشتی اور ڈھلتی ہی۔ وہ جادو تاثیر گھر جس مین آفت کی پڑیان
اکسیر بننے کے قبل برسون جلتی ہین۔ وہ تیز روشن دماغ اور بلند خیال معلم جو
نامی گرامی ملازادون کو گلستان کے باب پنجم مین سبق پڑھائے وہ علامۂ دہر
جو . . . . . سیم والے نئی روشنی کے مولویون کو طفل مکتب سمجھکر بزرگانہ شفقت

[۱] ایک قسم کا بخار جس مین ہڈیون تک مین درد ہوتا ہی ۱۲

اور پیارے اپنی بہار دانش مین ساری دنیا کی حکمت بتائے - دنیا کے
گنجینہ حسن کا مار - ایک تیز تجربہ کار اور ہشیار جیٹہمار - مفت کے زر وجواہر
لوٹنے کی عمدہ ترازو بہولی اور اپنلی غارتگران ایمان کی سرپرست پشت پناہ
اور قوت بازو - وہ گدی نشین بہتر فرقے کا سلسلہ جس سے براہ راست ملاہی
وہ پرانی خونخوار باگھنی جس کی خرش سے جوان مردون اور آکاؤن کا کلیجا شل
بید کے ہلاہی - وہ پیر نابالغ جس کی عمر کسی سال گرہ مین بحساب تعداد کبھی گھٹی
نہین - وہ بدچلن چنچل کمسن سال اور بدخصال ... جس سے معلم الملکوت ایسے
تیز تجربہ کار ادا شناس دم باز اور رند وآشنا کھلاڑی سے بھی کبھی اچھی طرح
پٹی نہین - حرام کاری کے ہمیشہ روشن آتش دان کو گرم کرنیکا کول - شرفا کے افسانۂ
ذلت اور رسوائی کی شہرت دینیکا بڑا ڈہول ڈھول - عاشقون کے داغ دار دل کے
توس کرنیکا فراسے پان - گلستان فسق وفجور کا ہمیشہ بیدار پاسبان بادیۂ
عشرت کا پرانا غول - حسن کے تجارتی جہاز کے پال وڑانے اور لگانے کا مضبوط
مستول - ستم کیشون کی کشتی جور و جفا کی پتوار - بازار حسن وعشق کا مشہور
دغاباز اور فریبی ساہوکار - خواہش کی ریل گاڑی کا وہ انجن جو ہمیشہ
روان ہی - دل جلون کے مارنے کی وہ توپ جس مین نہ بارود ہی نہ دہوان
ہی - خونین جگرون کے اشک گلفام کی پرشور موج کے روکنے کا پشتہ - حیلہ
وفریب دغا ومکر کا کچا کشتہ - عیاشون کے مزاج کو اعتدال پر لانے والی
دواؤن کی قرابا دین - بیسوا پنے کی بساط کا فرزانہ فرزین (یا امیرزادون
کی رسوائی اور بربادی کا تماشا دیکھنے کی دوربین) وہ زنجیر جسکا ہر حلقہ

گرداب بلا ہی۔ وہ اخگر جس سے ہزارون دل دادون کا خرمن امید جلا ہے۔ وہ بیلون جو بجز دوسرون کی بربادی کی ہوا کے کبھی اُڑا نہین۔ وہ بم کا گولا جو کبھی سینۂ عاشق کے سوا اور کسی مقام پر پڑا نہین۔ وہ رہزن جسکی کسی پنل کوڈ مین کوئی تعزیر نہین۔ وہ چور جس کے پکڑنے کی کوئی تدبیر نہین۔ بگڑنے والون کے ادراک حرارت شوق کا وہ تھرمامیٹر[1] جس مین خطا نہین مریض درد و الم کے لیے وہ زندہ ڈسپنسری[2] جس مین بجز شربت مرگ کوئی دوا نہین وہ مئے جس کے خُم خانے کے متوالے کو قیامت تک ہوش نہین آیا۔ وہ سمندر جس کے سامنے کبھی دریاے بیدار مغزی وہشیاری کو جوش نہین آیا۔ وہ عاشق گر جس نے اپنی سحر آموز آنکھ کی ایک گردش سے سیکڑون میان مجنون اور ہزارون فرہاد بنائے۔ وہ کافر جس نے لاکھون کعبۂ دل توڑکر کروڑون بتخانۂ بیداد بنائے۔ وہ بوم جسکا ویرانہ امیرون کا کاشانہ ہی۔ وہ لالچی مرغ زر و جواہر جسکا دانہ ہی۔ عاشقون کے پہلو کا ایذا رسان پھوڑا۔ شور پشت عیاشون کی ادب آموزی کا کوڑا۔ وہ عمان بلا جس مین ایک مرتبہ ہر نا تجربہ کار شناور دریاے الفت نے غوطہ کہایا ہی۔ وہ سمندر جس مین غوطہ خورون نے ہمیشہ دُر کی جگہ سنگ خارا پایا ہی۔ وہ افعی جس کے خوف سے زمرد زرد ہو جائے۔ وہ کھرل جس مین عاشقون کا دل آن کی آن مین پس کر گرد ہو جاے۔ وہ جونک جو دولتمندون کے بدن مین ایک قطرۂ خون چھوڑ کر کبھی چھوٹی نہین۔ وہ فساد کی شیشی جو آج تک کسی قسم کی ٹکر سے ٹوٹی اور پھوٹی نہین۔ وہ اژدہا جو اپنی سانس کی

---

[1] مقیاس الحرارۃ ۱۲ [2] دواخانہ ۱۲

کشش اور کوشش سے دور دور سے روز تازہ شکار کھینچ لائے۔ وہ بڑی پیر
بیسوا جو دوست دشمن امیر فقیر باپ بیٹے چھوٹے بڑے سب کو ایک گھاٹ پانی
پلائے۔ وہ سولی جس پر شوق سے ایک مرتبہ کون جوانی مین چڑھا نہین۔ وہ
پھانسی کی رسی کا حلقہ جسکی طرف کس اسیر الفت کا گلا شباب مین شوق سے
بڑھا نہین۔ رنڈیون کی محفل گرم بازاری کا پرنور لیمپ۔ قرمساقون کے لشکر
نحوست پیکر کا محفوظ کمپ۔ رجواڑون اور شہزادون کی دولت کی بالائی اُٹھانیکا
کفگیر۔ مجسّم ریاست۔ شکمی تعلقہ۔ لاخراج جاگیر۔ تماش بینون کے سیاہ نامۂ اعمال کا
شیرازہ۔ دنیا سے سیدھی دوزخ مین جانیکا وسیع بلند اور کشادہ دروازہ۔ عیاشون کے
بے غیرت دل کے فشار کے لیے فولادی پنجہ۔ دنیا مین گنہگارون کے عذاب
کے لیے قدرتی شکنجہ۔ مکتب عشق کے طلبا کے پھنسانے کا جال۔ دلدادون کی
جان کا جنجال۔ امیرزادون کا منی بیگ۔ غیبی خزانے کی بڑی دیگ۔۔۔
گرو گھنٹال تماش بینون کی سزائے اعمال۔ خوانِ حُسن کا سرپوش۔ جو نما
گندم فروش۔ ایک سخیم شحیم لالچی تند خو۔ غضبناک۔ بیباک بے رحم اور بے مروت
دلالہ۔ فرعون کی مان شیطان کی خالہ۔

نئے سال کی نئی روشنی کی نئی ڈکشنری

آیا

مغربی نسوانی آزادی۔ شوخی اور چستی کی بگڑی ہوئی تصویر۔
باوجود بدرنگ ہونے کے ہزارون عمدہ رنگ سے صاحبان عالیشان کی۔
کوٹھی مین استعمال پذیر۔ میم صاحبون کی آرایش کا ہندوستانی جاندار
اور خدمت گزار آلہ۔ شدت گرما گرمی اور بیجا یا نہ سیماب وشی سے ہمسایگی

عورتون کی نظر مین ایک پر بلا شعلۂ جوالہ کوٹھی کی تمام بیش قیمت اور کمیاب چیزون کے اعلان کا بہت بڑا نقارہ۔ یا بالوگون کے جہو لنے اور سونے کا محفوظ اور مضبوط چرمی گہوارہ۔ برق وشانہ گرم رفتاری و مصنوعی اداسے ہر ہر قدم پر دم بدم سایے کو بہڑکانے والی۔ غیر معمولی آرام و آزادی کی بیقرارانہ گدگدی سے وحشی غزالانہ اپنے سایے سے بہڑک بہڑک کر کوٹھی کی خانساما نون خدمتگارون اور مشعلچیون کی آتش شوق کو بھڑکانے والی۔ مصیبت نے وہ عہدہ دارون کے اکثر برے وقتون مین کام آنیوالی ہندوستانی رؤسا امرا اور عمالون سے ہر ہر پرب اور تیوہار مین معمولی طور سے انعام پانے والی۔ وہ ہندوستانی ٹیلیفون جو انگریزون کی کوٹھی سے ہمیشہ جاری ہے۔ وہ عقرب جس کا نیش ہزارون ہنگیمون کی چوٹون پر بہاری ہی۔ وہ سامری جسکے ایک منتر سے ہزارون آفت اور لاکھون بلا ٹلتی ہی۔ وہ انسان جس کے سایے سے پری تک جلتی ہے۔ رئیسون کے خاص کمرون مین نسیم سحری کی طرح جس کو بے روک ٹوک آنے جانے کی اجازت ہی۔ جسکی ادنی سی بے اعتنائی اور آزردگی بڑے بڑے لوگون کے لیے سبب شماتت ہی۔ اپنی اوباش نا جنس خواجہ تاشون پر کورٹ شپ کی ناقص مشق کر کے کبہی کبہی تکلیف اور رسوائی سے بغلگیر اور ہمچشمون کی ذلت بار اور جگر فگار چشمکون کے اثر افشان تازیانون کی پے درپے چوٹون سے کبہی کبہی عقد نکاح سے دائمی پابہ زنجیر۔ اپنی رسائی کو دوسرے کی نظر مین تیز کر کے دکھانی کی نیت سے بلا ضرورت کوٹھی کے مختلف کمرون سے نہایت ایسٹ ہوم ہوکر ایک ظاہری بے پردگی کی اداسی

بار بار آنے جانے والی۔ ہر قدم پہ ہزار طرح کی نوا یجاد اٹھکھیلیون سے جم جم کر
اپنی خوش ادائی اور بانکپن کا محبت انگیز اثر عاشق مزاج گھورنے والون
کے دلون مین جمانے والی۔ ہر قسم کی اداؤن سے دلربایانہ اور ابلہ فریبانہ
سخن طرازیہ میم صاحبہ کے مُنہ لگ کر دوسرے ملازمون پر خواہ مخواہ زبان درازی
نینو کی اکلائی۔ یکرنگے کی گوٹ اور دریس کے لہنگے کی زیبائش وقت خرامش
کن انکھیون سے مضطربانہ دیکھہ دیکھکر ایک میٹھی نگاہ نیم باز کے اشارے سے
ہر ایک طرحدار نوجوان سے اپنی نیم میانہ خوش وضعی پر داد کی خواستگار
باوجود کمسن ہونے کے اپنے خیال عظمت کی افزائش کی پالایش سے مسن
ملازمین کوٹھی اور چپراسیون کے پھپی۔ خالہ اور نانی کہکر پکارنے پر بزرگانہ ٹھاٹ
اور تیور بدل کر جواب دینے کو طیار۔ مذہب عشق کے اکثر رسوم کی مغربی فیشن
سے غیر مکمل طور پر خانگی حلقون مین برت برت کر دکھانے والی۔ یورپ کی
تہذیب کی ہوا کو اپنی خصلت کے فانوس مین بند کرکے ہندوستان کے
خس وسفال پوش مکانات مین پرجوش ادا سے لانے والی۔ صاحبان
عالیشان کی ترقی۔ رخصت اور تبدیلی کی صحیح خبرون کے چھپنے کے واسطے
ہوم گزٹ کا پرچہ ستنرادہی۔ وہ نیم سرکاری اخبار صداقت آثار جو کل قوانین
کے اثر سے مستثنی اور جملہ قسم کی جوابدہیون سے آزاد ہی۔ یوروپین
مذموم خصائل کی نقالی سے کبھی مغربی ڈومنی بنکر مشرقی ملکون و مطلعونپر
ستارہ دنبالہ دار کی طرح آڑی اور ترچھی ہوکر لٹکتی ہی۔ ساق سیمین کی
نمایش کے لیے چلتے چلتے قصداً لہنگے کو ٹانگون سے اوجھا اوچھا کر بار بار ٹپکتی

اور جھنکتی ہے - اپنے شوہرون سے اکثر خانہ جنگی - ہنڈو اور انگریزی بڑے
خصائل کی ایک سچی تصویر دو رنگی آپنے ہمقوم اور ہمسایے کے خیال مین ذات
پات کھو کھا کر کمانے والی - گھر سے ایک بار تلاش روزگار مین نکلکر پھر لوٹکر
گھر کم آنے والی - اکثر اپنے ظالم اور بے انصاف شوہرون کی بدسلوکی اور بے اعتنائی
کی سیلی سے غصے اور رنج مین ڈوب کر ابر سیاہ کی طرح گھر سے نکل جانے والی
اکثر ساس نند کی ایذا رسانی اور دلآزاری کی تاب نہ لاکر حکام عالی شان کی
کوٹھی مین آرام اور امان پانے والی صفائی اور چستی مین واقعی بے نظیر ہے -
مصیبت کے وقتون مین اکثر مظلومون کی بھی دستگیر ہے کوٹھی سے روزنامہ
معلومات اور تازہ واقعات عالم کا ایک ذخیرہ لاکر ہمسایہ والیون مین ایک غیر معمولی
کھلبلی مچانے والی - اپنی ذاتی کوشش اور محنت سے اپنے ہم قومون مین بہت کچھ
واقعی اور اصلی راحت و آرام پانے والی - ہمسایے مین ہر شخص پر ایک تحکم کی
ادا سے اپنا رعب جمانے پر جسنے ادھار کھایا ہے - ہر فصل بہار مین شملے اور
نینی تال کی صحت مالامال ہوا سے جس نے اپنی صحت کو چمکایا ہی اکثر نازک
اور مشکل مواقع پر صاحب کی خوابگاہ مین رئیسون اور عہدہ دارون کا ٹکٹ
لیجا کر سیکڑون شرفا کو آفتون اور مصیبتون سے بچانیوالی - اپنی خاص خاص
حسن خدمت کے صلے مین بہت کچھ واجبی انعام و اکرام پانے والی - اکثر امور
خانگی مین میم صاحبہ کی مشیر کمتر نیک بخت اور سیدھی - اکثر چالاک اور شریر
مس بابا لوگون کی بڑی پیاری بابا لوگون کی بہت دولاری - بابا لوگون کی
ٹھیل گاڑی کی خوش رفتاری سے غیر محسوس طور پر ہندوستانی بابون کو

پرورش اولاد مین ہواخوری کی جان پرور تاثیر کی ایک نہایت پرتاثیر تعلیم
دینے والی۔ میمون کی خصلت کی اثر ریزی کو نہایت آسانی سے اپنی سرشت
میمون سرشت مین بے تکلف و تکلیف قبول کر لینے والی۔ بیسیون ننگ
مشکاف۔ الیٹ اور ٹیلر کو ہوّا اور گودی کی نانی کی خوفناک کہانی سے ڈراتی ہی
اکثر اون کے سلاتے وقت لوری کے بہانے دبی آواز سے ایک آدھ خوش آیند
تان بہی اوڑاتی ہے۔ لفٹنٹ گورنر ہونے والے مغربی پودھون کو اپنے کنار
عاطفت کی کیاری مین برسون سچی محبت اور خالص ہمدردی کی آب حیات سے
سینچ کر پدلنے والی۔ لڑکین کی معصومانہ مدہوشی مین انکو روز بیسیون پر آفت اور
پرمصیبت موقع مین ہوشیاری اور نمک حلالی سے سنبھالنے والی۔ وہ
ہندوستانی جس کی ساری خصلت کی یوروپین سازش ہی۔ ایک دیس کے
لہنگے پر جس کو کمخواب کے پاجامے سے زیادہ نازش ہی۔ آیا آیا کی جان نواز
آواز انگلو انڈین کے بچون کے بچانے کا سبب پر اثر ہندوستانی باجا ہے۔
ہر ایک انگریز کا بچہ آیا کی گود مین فرط بے پروائی و آرام و مسرت سے ایک
ہندوستانی راجا ہے۔ وہ ہندوستانی فیمیل اتالیق جس کی ضرورت ہر کوٹھی
مین ہوتی ہی۔ وہ ہندوستانی عورت جو اپنے ملک کے تعصب انگیز اور حماقت ریز
خیالات کو صاف کر کے ولایتی صابن سے دہوتی ہی۔ پیرانی کی کرامت کی
خوشبو بیم صاحبون کے شاتے کے بالاخانے مین خفیہ پہنچانے والی۔ ولایتی
عورتون کے کمزوری خصلت کی چور دروازے سے اکثر انکے اعتماد اور اعتقاد کو
کمرے مین غیر ملک کی عورتون کی غیر معمولی قدرت کے خیلات لانی لیجانیوالی

نذر و نیاز کے مد خرچ کے لیے بیگم صاحبہ کی خاص پاکٹ پر مداخلت بیجا کی عادی
ہی۔ اُن کی خوش عقیدگی اور پیر پرستی کی اکثر خوش عقیدہ نسوانی اور
درگاہی حلقون مین زندہ منادی ہی۔ شادی بیاہ اور جملہ تقریبات مین
اپنے ہم جنس اور رحم دل آقا سے عطیۂ تائیدی پاتی ہی۔ یہی سبب ہے کہ ایسی
تقریبون مین نہایت سیر چشمی سے سیر کرکے اپنے مہمانون کو کھلاتی ہے۔
ڈاکٹک کے دو ہزار کے لینڈو[۱] کے مخملی گدے پر نہایت شان و شوکت سے
دم سیر بیٹھکر جذب حرارت تفاخر کرکے بابا کو ہوا کھلانے والی۔ فرسٹ کلاس
سیلون مین بیگم صاحبہ سے پہلے اپنی نابالغ امانت کو لیکر جگہ پانی پر مسکرا مسکرا کر
اسٹیشن والون پر اپنا غیر معمولی داب و رعب جمانے والی۔ اکثر انگلو انڈین
خاندان کا زندہ اور صحیح شجرہ ہی۔ بابا لوگون کی سیر کا نفیس بڑی بجھر ہے
مختلف ملکون اور شہرون کی سیاحی کے متعلق واقعات اور حالات کو ایک
تبحر اور ہمہ دانی کی ادا سے ہمسایے کی عورتون کو سنانے پر مغرور ہی۔ ہر وقت
اوسکو اپنی مرفہ الحالی۔ اور نوکری کے نشے کا ایک مزہ وار سرور ہے۔
گھر سے نکل کر بگر کر بیٹھنے والی۔ اپنی قوت بازو کی کمائی پر سلف ہلپ کے غرور
سے تنے والی۔ پنشن لیکر ذات مین آتی ہی۔ مبلغ سنگین دیکر اکثر حقہ پانی
کھلواتی ہی۔ تا دم موت گھر بیٹھے اپنے عمر بھر کی محنت کا خوش ذائقہ میوہ کھاتی ہے
اکثر خاندان عالی سے نمک حلال آیا لوگ عمر بھر لائق پرورش پنشن پاتی
ہین۔ پنشن کے لیے خلش۔ راحت رسان اور تسکین بار سایے مین اپنے

---

[۱] ایک قسم کی نو ایجاد اور نفیس گاڑی ۱۲

بال بچون کو لیکر بڑے اطمینان اور پوری آزادی سے ایک عمر تک زندگی بسر کرنے والی۔ پیری۔ کے تیرہ و تار وحشت آثار اور کلفت کے درکنار راتون کو اپنے کامیاب سوانح عمری کے تصور کے نشے مین سب بڑائی اور عافیت کی گہری نیند مین سحر کرنے والی۔ علی بابا ایسے قدر انداز نشانہ باز اور پھکیت سحر کی تجربہ کار اور پرکار در کنار الماسی نوک قلم کے کچو بچون سے اپنے دامن خصلت کے اکثر عمدہ اور تعجب انگیز پہلوون کو بچا جانے والی۔ ملکی اور قومی ہمدردی اور محبت سے اپنے ہموطنون کی کامیابی مین ممین ہونے اور اپنی خصلت کی سچی تصویر کھنچوانے کی غرض سے بیجا بانہ ہماری پرش خیال کی پوری زد پر آکر اپنا اصلی جلوہ اہل عالم کو دکھانے والی۔

یورپین کنسرٹ یورپکے سلاطین کا اتفاق

ظاہر مین شہد۔ باطن مین سم۔ اندرونی اختلاف۔ باہمی جنگ و جدل کا عنقریب پھوٹنے والا بم۔ یورپ کے صحیح النسب اور معصوم حکمت عملی کے نیچے کے جھولنے کا ہنڈولا ۔ مصنوعی اتفاق ۔ پرانی کاوش۔ تاریخی عداوت۔ اور پر شوکت دھمکی۔ کے جھلانے کا جھولا۔ کم زور کے دبانے کا ہتیار۔ باہمی قوت اور موافقت کی حفاظت کا حصار۔ مدبران یورپ کے دریائے عقل کی بلند موج۔ خیالی جنگ گاہ تمدن کی آراستہ فوج۔ صلح نامون کے شروط یاد دلانے کی تاکید۔ ماتحتی نگرون کے واسطے نصرت اثر نوید سلاطین یورپ کے مواثیق کی منفعت کی روشن دلیل۔ دنیا کی آزادی کا ضامن مجبور بیچارون کے حقوق کا سرپرست۔ اور کمزور سرکشون کا وکیل۔ مشرقی مسئلے کے حل کرنے کی کھرل۔ کم زور کو زور آور اور زور آور کو کم زور بنانے کی

ولایتی گل - کم زور سلطنتون کے بٹوارے کا نیا قانون - ٹرکی کی آیندہ ترقی کا نہایت نیک شگون - دوسرون کے انتظام خانگی مین دست اندازی کا بہانہ - اصیل کے واسطے سنگ ریزہ اور ٹٹی کے لیے دانہ نثار وا اصرار - دلشکن وباؤ ناجائز جبر - احمد کا مردہ - محمود کی قبر - اندرونی اختلاف کے ڈہا کنے کا سرپوش - وزارت انگلستان کے بادۂ کہن سالی کا آخری سرجوش - شاہان یورپ کے نیک نیتانہ اتفاق کی تیغ کا خوبصورت نیام - ترکون کے لیے ایک روح افزا - جان پرور اور مسرت بار پیام - پرانے مریض کے لیے نیا نیا پرسکرپشن[1] - سلطنت ٹرکی کی انتظامی رپورٹ پر گورنمنٹ یورپ کا زبردست رزولیوشن - مہذب شاہون کے آشوب چشم کا علاج ایک بنتہہ ہزار کا رچ -

پارلیمنٹ (مجلس مدبران ملکی) مدبرون کا آشیانہ فصحا اور بلغا کی پرورش کا زچہ خانہ کسی ملک کے قابل لوگون کی قوت گویائی کے تماشا دکہانے کا تہیٹر - وہ پالی جہان کا اصیل اور ٹٹی دونون کٹر - زبانی لڑائی کا میدان - خیالی پلاؤ بیچنے والے کی دکان - باہمی نفاق اور ذاتی رشک وحسد کا تنور - خیالی اور لسانی کشتی کا مہذب اکھاڑا - تمدن کے دنگل مین حکمت عملی کے مطابق وزرا کے چت پٹ ہو جانے کا سہارا - مغربی فخر و نازش کی حفاظت کی مضبوط دیوار - ملکی مصلحتون اور قومی حقوق کے بچانے کا ستگی حصار - ستم دیدون کی چارہ جوئی کا وہ عمدہ و نادر داوری گاہ جہان کوئی کالا وکیل نہین - انصاف آموزی کا وہ اسکول جہان روسیون کے ظلم ناحق کے انسداد کی

[1] نسخہ جو ڈاکٹر دیتے ہین ۱۲

کوئی عمدہ سبیل نہین۔غل مچانے اور گپ ہانکنے کا بلند زینہ۔قومی دولت قومی عزت۔قومی قوت۔قومی لیاقت۔قومی فصاحت اور قومی شوکت کا خزینہ۔

تھینکس (شکریہ) انگریزی معصوم لفظون کا ادلڈ پاپا۔خشک تحسین۔خشک سلام۔ خشک احسان۔وہ پائی جسکے اندر صرف ہوا ہی وہ لفظ جو دنیا بھر کو خوش کرنے کے لیے بلا صرف کسی قسم کے ایک مجرب دوا ہی۔وہ انعام جو سالی تہر دل ودماغ کے خون کرنے کا صلہ دیتا ہی۔وہ تمغا جو سیکڑون کو جان نثاری کی حسن خدمت کی عوض مین ملا ہی۔وہ پُر معنی لفظ جسنے حاتم دلون کی سخاوت کی داد دی ہی۔وہ کرامت کی پڑیا جسنے بڑے رجواڑون کے دل و دماغ کی خبر لی ہی۔وہ دولت لازوال جسکا تہذیب یافتہ دنیا مین بے انتہا خرچ ہی وہ تسخیر قلوب کا نسخہ جو اکثر سرکاری کاغذ کی پیشانی پر درج ہے خوش کرنے کا کم خرچ بالانشین آلہ۔وہ رئیس بادشاہ مزاج جسکا لفافہ بغیر کمخواب ور زربفت کے درست نہین ہوتا وہ پر تاثیر دعا کہ ہزار بلا کو زبان سے نکلتے ہوے ٹال دے۔وہ تسخیر با تاثیر جو دم بھر مین دشمن کو دوست بنا کے وہ دم کل جو کم ظرفون کو دم بھر مین غرور اور عُجب کے آپ مصفا سے ربڑ کے تکیے کی طرح پھلا دے وہ قہقہہ انگیز زعفران کہ با فغانی کو ایک آن مین ہنسا دے۔

سلہ ایک قسم کا انگریزی کھانا سرپوش کی صورت کا ۱۲

پولیسی (حکمت عملی) خیالی پلاؤ۔ مفت کرم داشتن۔ لہو لگا کے شہیدون مین نام۔ بانگ بے ہنگام۔ خودستائی۔ خودغرضی۔ وعدہ فراموشی۔ آشنافراموشی۔ گیدڑ بھبکی۔ ہوائی بندوق کی آواز۔ ممبران پارلیمنٹ کے آپس کا نازونیاز۔ کمزور کو دبانا۔ زبردست سے ڈرنا۔ اپنی قوت خیالی کو مبالغے سے بیان کرنا۔ اپنے منھ میان مٹھو۔ زبانی جمع خرچ۔ وقت کی پرستش۔ خیالی لڑائی مین حریف کو شکست دینے پر نازش۔ ہان مین ہان ملانا مارتے کے آگے اور بھاگتے کے پیچھے جانا۔ کسی کے جلتے ہوسے گھر سے تاپنا۔

آنر (عزت) مفہوم خیالی۔ جی خوش کرنے کے لیے ایک موقر لفظ۔ لندن کے اخبار نویسون کی خامہ فرسائی کے لیے ایک نفیس تختۂ مشق۔ پھوٹی ہوئی ہانڈی۔ نقار خانے مین طوطی کی آواز۔ عنقا۔ ایک قسم کا ولایتی مکسچر جو تالیف قلوب کو مفید ہے نئی طرح کا ولایتی آلو جو کبھی زمین سے نکالا نہین جاتا اور جسکی بو سے لارڈ لوگو نکا دماغ معطر رہتا ہے۔

انٹرسٹ (حقوق) وہ چیز جسکی حفاظت ضروری نہین۔ ساری دنیا کو اپنا جاننا۔ ایک شکل تصوری دوسرون کو ڈرانے کے لیے قائم کرنا۔ ایک نازک ہڈی جیسے ایک محلے کے ایک ہی رنگ اور نسل کے کتے اس ہیبت ناک طرح سے لڑین کہ اُن کی آواز سے دوسرون کے ڈرنے کا احتمال ہو۔ ایک قسم کے تمدن کی مچھلی جو کبھی جال مین پھنستی نہین۔ حبش کے جنگل کا کالا خرگوش جسکی تلاش مین بہت سے امریکا کے ڈاکٹر گئے ہوسے ہین۔

مہ نور می فشاند و سگ بانگ می زند

اشتہار مسرت بار

مشتہر ایک مجرد شخص ہے اور اوسکو ایک ایسی بی بی کی ضرورت ہی
جس مین صفات ذیل ہون۔

(۱) عالی خاندان کی چندان ضرورت نہین۔ مگر جس خاندان سے ہو اوسکے
خون مین تازگی ہو۔ اس تازگی کا ثبوت یون ہو سکتا ہی کہ بذریعہ اسناد یا شہادت
چند گواہان معتبر کے یہ بات ثابت کیجائے کہ اسکی اوپر کی دو تین پشتون مین خون
مین قوت اور تازگی دینے کے خیال سے کسی قوی الخلقۃ اور صحیح المزاج غیر خاندان
کے آدمی کے خون کو نیچر کے معمولی قواعد فرحت بخش و نسل انداز کی تائید سے منتقل
کیا گیا تھا۔ (انگلستان کے تہذیب یافتہ ملک مین طبی خیالات سے تازگی خون کا
ایسا سامان اکثر ہی لوگون سے قرابت کے ذریعے سے کیا جاتا ہے)۔

(۲) پختہ سن کی عورت ہو یعنی چالیس ۴۰ اور پچاس ۵۰ کے اندر۔ کاٹھی مضبوط۔
قوی درست۔ طول مین ۵ سے ۶ فٹ کے اندر۔ نہ بہت دبلی نہ بہت فربہ
وزن قریب تین من کے (جو کہ متوسط درجے کی صحیح المزاج عورت کا وزن سارے
ممالک تہذیب یافتہ مین ہی) رنگ سرخ و سفید سرخی زیادہ اور سفیدی کم
غزالان ختن اور نرگس بیمار کی سی آنکھون کی ضرورت نہین۔ معمولی چھوٹی گربہ نما
آنکھین بہت خوشگوار ہون گی صحت نہایت اچھی ہو ایسی کہ سوای مرض موت
کے ڈاکٹر اور حکیم بلانے اور اس فضول مد مین روپیہ خرچ کرنے کی ضرورت نہو
کسی قدر معمولی دوا مین بچون کے علاج کے قابل اوس کو معلوم ہون تو بہتر

تعلیم و تربیت اس انداز کی ہو کہ متوسط اور اعلی درجے کی تہذیب یافتہ انگلش
یا نیم انگلش ہندوستانی سوسیٹی مین نہایت آسانی سے بے خلش طور پر
چل پھر سکے ۔ گانے بجانے کا سلیقہ اگر زیادہ نہین تو اسقدر تو ضرور ہی ہو کہ
مجھے شام کے بعد گھر مین روک رکھنے کی قوت ہو ۔ ناچنے مین اگر کمال نہو تو
اتنا دم خم تو ضروری ہو کہ ایک دو جنٹلمین کو (بال پارٹی) ناچ کے جلسے کی تہذیب
اور فرحت بخش پالی مین بخوبی تھکا دے ۔ گھس پیٹھ کا اچھا سلیقہ چاہیے اور اگر
اسکی مشق نہو تو ایسا مادہ ہو کہ آیندہ اس خصوص مین طبیعت تعلیم پذیر ہونے
کے لیے تیار ہو ۔ بڑے بڑے نامی گرامی لوگون سے کسی قسم کی قرابت ہو تو بہت عمدہ
بات ہی ۔ اگر واقعی طور پر نہو تو ایسی قرابت کا دعوی ۔ وہ یا اُس کے قرابت مند
زور وشور سے کرتے ہون یا کرنے پر راضی ہون (نسبنامہ کی ہر شاخ کو عمدہ اور قدیم
شجرون سے آسانی اور صحت کے ساتھہ ملا دینا میرا ذمہ ۔ اس کا تردد ہرگز نہ کرین
خوش خوراک ۔ خوش گپ (خوش ادا ۔ اور خوش مزاج ہو (خوش خوراکی سے
ایک چپاتی اور چار تلے ہوے کباب غرض نہین بلکہ اقل مرتبہ دو تین سیر گوشت
دس پندرہ انڈے سیر دو سیر دودھ پاؤ آدھ پاؤ سوجی کی روٹی اور اس کے
ما سوا میوہ جات وغیرہ وغیرہ اور مفرحات اور ولایتی پانی اور چاے وغیرہ وغیرہ
کھائے پیے) مذہبی خیالات مین نہ بہت خشکی ہو نہ بہت تری ہو ۔ نئی روشنی کی
پھلجھڑی ۔ تہذیب کی ہتھکڑی آزادی کی چھڑی ۔ خلاصہ یہ کہ چھٹی نیچری ہو ۔
گھوڑ سواری اور مہذب اور صحت بخش کھیلون سے واقف ہو اور ہر طرح کی
آب وہوا کی سختی کو برداشت کر سکے ۔ قانون کے مطابق شادی ہو گی ۔ اور رجسٹر ا

قانونی قاضی ہوگا۔ بوسہ بازی کے فن مین کمال مہارت ہو۔ اگر نقص تعلیم یا
صحبت کی وجہ سے اس فن سے مطلق بے بہرہ ہی تو اُس مین اس فن نامی مین
مہارت حاصل کرنے کا مادہ ہو (کیونکہ بغیر ایسی مہارت کے ایک تہذیب یافتہ
انسان کی بی بی دنیوی کامون مین عمدہ طور سے قابل استعمال نہین
ہوسکتی) اگر اس فن مین مہارت حاصل ہی تو کس درجہ (اس کو لکھنا ضرور ہوگا)
کیا اُسکے بوسے کی کشش اور کوشش سے نوکری۔ ووٹ۔ یا کسی کونسل
و ونسل کی ممبری مل سکتی ہی یا اسکے بوسے سے کسی مجرم کی خطا دھوئی جاسکتی ہی؟
یا اُسکے بوسے سے ترقی یا تمغے مل سکتے ہین؟ یا اُسکا بوسہ کمند بن کر کسی جنٹلمین کو
پھنسا سکتا ہی؟ (ان ضروری مضامین سے بہت تفصیل سے واقف کرنا ہوگا
کیونکہ اور صفات کے مقابلے مین اس صفت کو بہت زیادہ رجحان ہوگا) اعلیٰ
درجے کی انگریزی سوسائٹی مین پہاڑون کے اوپر اور انکے دامنون اور شہرون مین
اپنے شوہر کے صفائی اور بے روک ٹوک طور سے پوری آزادی سے آتے جاتے
اور ملنے جلنے مین کلکتے کی نمائشگاہ کے سیزن ٹکٹ یعنی اُس ٹکٹ کا کام دے جو
نمائشگاہ مذکور مین برابر ہر وقت آنے جانے کے لیے کافی تھا۔
بے امتیازی سے لڑکے جن جن کر اپنی صحت کو غارت۔ شوہر کی دولت کو رخصت
اور اپنے گھر کو ایک مصیبت انگیز وحشت سرا نہ کردے بلکہ لڑکونکے جننے کے شوق سے
اوسکا دل و دماغ ایسا پاک وصاف ہو جیسا ہر باغ خزان مین پھول اور پتون سے
مشتہر اپنے مختصر حال سے بھی پہلے سے ان بیبیون کو واقف ہونے کا
موقع دیتا ہے اور درصورت فرمایشی جوڑے کے میسر ہونے کے اپنے

تفصیلی حالات سے بھی واقف کرنیکا وعدہ کرتا ہی۔ فی الحال بفضل نیچر مین ایک ممتاز عہدے پر مامور ہون اور میرا مشاہرہ ایسے ایک فرمایشی بی بی کو لیکر آرام سے رہنے کے لیے کافی ہے اور آیندہ میری ترقی کے لیے دکن کا مطلع صاف نظر آتا ہی۔ کیونکہ اُس طرف آج کل میرے ہم خیال اور ہم مشرب لوگونکا دور دورہ ہی اور میرا لگا بھی گویا ایک طرح لگ چکا ہی فضل نیچری کے سایے مین دو چار برس وہان بسر کرنے سے پھر مین بھی اپنے شہر نیچر آباد کا کالا ڈیوک بن جاؤن گا اور پھر اپنی آرام جان کو لیکر نینی تال پر (جو میرے شہر سے قریب ہی) مزے سے رہونگا۔ مجملاً میری موجودہ حیثیت ایک فرمایشی بیم صاحبہ کے لبھانے اور اُن کا مجھے اپنا دائمی شریک رنج و راحت بنانے کے لیے کم نہین ہی۔

منشی جوالا پرشاد صاحب برقؔ

منشی جوالا پرشاد صاحب برقؔ ضلع سیتاپور قصبۂ محمدی مین پیدا ہوے تھے۔ ۲۱۔ اکتوبر
۱۸۶۳ء تاریخ ولادت ہے۔ اسکول کی ابتدائی تعلیم کا زمانہ محمدی ہی مین گذرا۔
۱۸۷۹ء ضلع کھیری سے انٹرنس کا امتحان درجۂ اول مین پاس کیا اور وظیفہ پایا۔
۱۸۷۹ء سے کیننگ کالج مین تعلیم پاکر ۱۸۸۲ء مین بی۔ اے کا امتحان پاس کیا۔
۱۸۸۳ء مین وکالت کی ڈگری حاصل کی اور فدائے قوم منشی کالی پرشاد مرحوم
کے دامن عاطفت کے سایہ مین کچھ عرصہ تک وکالت کا مشغلہ جاری رکھا ۱۸۸۵ء
کے آخری حصہ مین وکالت کا سلسلہ ترک کر کے منصفی کا عہدہ قبول کرلیا اور اس صیغہ مین
خاطرخواہ نام آوری اور ترقی حاصل کی۔ اکثر اڈیشنل سشن جج اور سشن جج
کے عہدہ پر بہی قائمقامی کی حیثیت سے ممتاز رہے۔ اور ۱۹۰۹ء مین گورنمنٹ کی
جانب سے گریون کمیٹی کے ممبر بہی مقرر ہوے۔ مگر جب ۲۶۔ مارچ ۱۹۱۱ء کو لکھنو
مین بعارضہ طاعون انتقال کیا تو اسوقت انکا مستقل عہدہ جج خفیفہ کا تہا۔
انکے انتقال پر شمیر صاحب جوڈیشل کمشنر نے کرسی عدالت سے فرمایا کہ قابلیت کے
اعتبار سے اودہ کے سب ججون مین بابو جوالا پرشاد اپنا ثانی نہین رکہتے تہو

بابو جوالا پرشاد مرحوم خلقی طور سے نہایت ذہین اور طباع شخص تہے اور واقعی اسم
بامسمی برقؔ تہے۔ اردو زبان اور شاعری کا شوق زمانہ طالبعلمی سے تہا۔ پہلا اردو کا
مضمون تیرہ برس کے سن مین کالیستھ سماچار مین لکھا تہا۔ مرحوم کے بہتیجے بابو کرشن کمار
صاحب فرماتے تہے کہ جس زمانہ مین فسانۂ آزاد نکلتا تہا تو بابو جوالا پرشاد لکھنو کی زبان
حاصل کرنے کی غرض سے اسکا مطالعہ اسطرح کرتے تہے جسطرح کوئی طالبعلم اسکول کالج کی کتاب پڑہتا ہے
لکھنو مین آکر منشی جوالا پرشاد سے منشی سجاد حسین پنڈت تربھون ناتھ ہجرؔ منشی احمد علی
شوق سے ملاقات ہوئی اور اودہ پنچ مین لکھنے کا سلسلہ شروع ہوا منشی صاحب
موصوف ان معدودے چند لوگون مین تہے جنہونے اپنی ابتدا سے آودہ پنچ کو پودہ کو سینچلہ

انکی ذہانت اور طباعی ضرب المثل تھی اور زباندانی اور شاعری کے اعتبار سے لکھنؤ کے سخن سنجوں مین ممتاز درجہ رکھتے تھے۔ علاوہ چھوٹی چھوٹی نظموں کے جو اودھ پنچ مین اکثر شائع ہوئین مثنوی بہار اور معشوقۂ فرنگ جو کہ رومیو جولیٹ کا ترجمہ ہے انکی شاعری کے بہترین نمونے ہین۔

مثنوی بہار کی دلچسپی اور اختصار کو دیکھکر سر سید احمد خان مرحوم نے یہ فرمایا تھا کہ ؏

روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

یہ ایسی سند تھی جسپر ہر شخص کو ناز ہوسکتا تھا۔

بابو جوالا پرشاد نے بنکم چندر چٹرجی کے بنگالی ناولوں کا ترجمہ اس صفائی سے اور ایسی سلیس عبارت مین کیا ہے کہ اکثر بنگالی حضرات کو یہ کہتے سُنا کہ ترجمہ مین اصل قصہ کی تازگی موجود ہے۔ بنگالی دُلہن۔ پرتاپ۔ مار آستین۔ روہنی۔ اصل مین بنگالی زبان کے قصہ ہین جنکی تصویر اُردو زبان مین اُتاری گئی علاوہ ان ترجمونکے منشی صاحب مرحوم نے انگریزی زبان کے فدائے سخن شیکسپیر کے تو یا دس ناٹکونکا ہوبہو لفظی ترجمہ نہایت سلیس نثر مین کیا ہے اور اگر زندگی وفا کرتی تو اونکا یہ ارادہ تھا کہ اسی عنوان سے شیکسپیر کے تمام ناٹکونکا ترجمہ کرڈالتے مگر ۱۹۰۸ء مین اس کام کی ابتدا ہوئی اور ۱۹۰۹ء مین اُنکی زندگی کا افسانہ ختم ہوگیا۔

علاوہ منشی سجاد حسین مرحوم اور منشی احمد علی صاحب شوق کے پنڈت تربھون ناتھ ہجر مرحوم بابو جوالا پرشاد کے بڑے گہرے دوستون مین تھے۔ اودھ پنچ مین دونو کے مضامین کا کثیر حصہ اُسوقت کا لکھا ہوا ہے جبکہ قیصر گنج مین پنڈت تربھون ناتھ وکالت کرتے تھے اور بابو جوالا پرشاد منصف تھے یہ وہ زمانہ تھا جبکہ دونون رنگین مزاج دوستو نکے لیے ہر روز روز عید اور ہر شب شب برات تھی۔

حیف بر جان سخن گر بسخندان نرسد

مائی ڈیر سجاد حسین۔ زمانے کی چال کبھی ایک سی نہین رہی۔ آج کچھ اور ہے کل کچھ اور تغیر اور تبدل کے فطرتی قانون مین آئے دن ترمیم و تنسیخ لگی رہتی ہے۔ زمانے کے ساتھ خیالات بھی اپنا رنگ بدلا کرتے ہین۔ ایک مذاق شاعری ہی کو دیکھیے کہ غیر قرین القیاس اور ناممکن الوقوع مضامین کی ٹیڑھی ترچھی پگڈنڈیون کو چھوڑکر فی زمانا کس طرح سے بر آ رہا ہے۔

مقفیٰ اور مسجّع عبارت اب کانون کو نہین بہاتی - اہل زبانون کی پیاری پیارے اچھوتے روزمرے سُنکر جی پہڑک اوٹھتا ہی - سچی سچی بلا مبالغہ باتین دل مین چُبھہ جاتی ہین - نیچرل شاعری جب قدرتی صناعیون کا فوٹو کھینچکر نظر کے سامنے لے آتی ہی تو بے اختیار یہ زبان سے نکلجاتا ہی - ؎

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست

اِن قدرتی جذبات کا نظم کے پیرایہ مین ادا کرنا شعراے مغربی کا حصہ ہی علم طبعات - جر اثقال و طبقات الارض کو شاعری کی زبان مین ظاہر کرنا انہین کا حق ہی - مین کیا اور میری شاعری کیا - نہ عرفی نہ خاقانی پہر کس برتے پر تتا پانی لیکن ہان زمانے کا رنگ دیکھکر مین نے یہ جرأت کی کہ مغربی خیالات مشرقی مذاق مین ادا کرون اکہ سامعین کو ناگوار خاطر نہو - اور اس رنگ کی شاعری کی طرف دوسرونکی توجہ بہی منعطف ہو - یہ امر کہ مین اپنے ارادہ مین کہانتک کامیاب ہوا مین نہین کہسکتا کیونکہ یہ بات صرف ناظرین کے مذاق پر منحصر ہی - مین سوچتا تہا کہ یہ ناچیز تحفہ جو میری طبیعت کا ایک نیا اور پہلا جوش ہی کسکے نام نامی پر معنون کرون - میری نظر مین سواے آپکے کوئی دوسرا نہ جچا - اُردو زبان کے مردہ جسم مین پہلی پہل روح آپ ہی نے پہونکی - اس زمانے کے لوگونکے مذاق کی کایا پلٹ آپ ہی نے کی - آپ ہی کی مستقل اور با اثر کوششون نے اودہ پنچ کے مقبول ذریعے سے اُردو زبان مین مغربی خیالات کا رنگ پائدار ہی کے ساتھہ چڑھایا اس قابل قدر پرچہ نے فی الواقع ثابت کردیا کہ مشرقی و مغربی خیالات باوجود اپنے ذاتی تباین کے نہایت خوبصورتی کے ساتھہ ہماری زبان مین ادا ہوسکتے ہین - مین اپنا فخر سمجھونگا اگر آپ اس نظم کو منظور فرماکر اپنے نام سے معنون فرماینگے -

بہار

اٹھلاتی لجاتی مسکراتی
کس ناز سے ہے بہار آتی

کم سن - الھڑ - حسین - البیلی
چوتھی کی دولھن نئی نویلی

بوٹا سا وہ قد بہار کے دن
اوٹھتی کونپل اوبھار کے دن

گہنا پھولون کا زیب تن کر
دھانی جوڑا اپنا پہن کر

گھونگٹ اِک ناز سے نکالے
سہرا پھولون کا منہ پہ ڈالے

ہریالی بنی وطن مین آئی
اِک سبز پری وطن مین آئی

اوتری گلشن مین جب سواری
سورج نے آرتی اوتاری

گل نے نذرگل کیا نچھاور
صدقے ہوئی عندلیب اوڑکر

شبنم بھر لائی کورے کورے
شربت سے گلاب کے سکورے

خورشید نے آئینہ دکھایا
کرنون نے مورچھل ہلایا

نہرین ہر پھر کے لائین پانی
سبزے نے بچھایا فرش دھانی

خوشیان اشجار نے منائین
میوون کی ڈالیان لگائین

غنچون نے چٹک کی لین بلائین
بلبل نے چہک کی دین دعائین

مُرغان چمن نے گیت گائے
ہر رنگ کے زمزمے سُنائے

چڑیون نے گا کے دل لُبھایا
مورون نے ناچ کر رجھایا

بدلی پھولون نے اپنی وردی
اودی - زنگاری - لاجوردی

بھونرون نے یہ گونج کر صدا دی
کوئل نے یہ پھیر دی منادی

معشوقۂ گلعذار آئی
آئی آئی بہار آئی

سن گن جو ہین فصل گل کی پائی | سردی گھبرائی سٹ پٹائی
گردش سے دنون کے بیخطر تہی | مطلق نہ بسنت کی خبر تہی
معزولی کی اپنی پاتے ہی چہاؤن | اوتر کو کسک چلی دبے پاؤن
رنگ اوڑ گیا پہلے جو جما تہا | گہر مٹ گیا جو بنا ہوا تہا
بیچاری کی کوکہ اوجڑ گئی ہے | پالے پر اوس پڑ گئی ہے
گہرے پہ گہٹا ہے غم کی چہائی | چہرے پہ ہے چہوٹتی ہوائی
پہوٹی قسمت پہ روتی ہے برف | ہستی گھل گھل کے کہوتی ہی برف
رنگت ارض و سما کی بدلی | صورت سیرت ہوا کی بدلی
اطراف جہان ہین مچ گئی عید | پہونچا خط استوا پہ خورشید
چرخ چارم پہ ہے نمایان | فیاض زمان مسیح دوران
چلتی ہے ہوا اوسی کے دم سے | ہے نشو و نما اوسی کے دم سے
پنچہ کو شعاعین پالتی ہین | ہر چیز مین جان ڈالتی ہین
کرنون نے گڑہی جڑون مین گہس کر | پیدا کیے پہ نمو کے جوہر
شاخون مین جڑون سی چڑہ کی پہونچین | دوڑین پتون مین بڑہ کی پہونچین
سجنے لگین باغ و بوستان کو | رنگنے لگین تختہ جہان کو
فیروزی۔ صندلی۔ گلابی | خاکی۔ عنابی۔ سرخ۔ آبی
لاکہی۔ نارنجی۔ ارغوانی | طوسی۔ خشخاشی۔ آسمانی
کافوری۔ کاکریزی۔ لاہی | بادامی۔ سیاہ۔ زرد۔ کاہی
عباسی۔ پیازی۔ زعفرانی | ماشی۔ زنگاری۔ سبز۔ دہانی

ہر اک کا جدا ہے رنگ و روغن | پر سبزہ پہ ہے بلا کا جوبن
سایہ بھی ہے اوسمین روشنی بھی | گرمی سے ملی جلی ہے سردی
سبزے کا او بہار کیون نہ بھائے | ہر فصل بہار کیون نہ بھائے
او آنکھون کو نور دینے والے | او دل کو سرور دینے والے
کہسارون پہ تو ہی ڈہڈہایا | گلزارون مین تو ہی لہلہایا
ساری خلقت ہری ہی تجھ سے | ہر چیز ہری بھری ہے تجھ سے
اللہ ری نمو کی کارسازی | بخشی گلشن کو روح تازی
بادِ سحری چلی جو سن سن | اُبھرا ہر شاخ گل کا جوبن
سینون مین ہوئی اُمنگ پیدا | ننھی کلیان ہوئین ہویدا
چھیڑا جو صبا نے کسمسائین | کچھ کچھ دبے ہونٹون مُسکرائین
پھر گل پہ نسیم نے کھلایا | بڑھکر پہلو مین گدگدایا
سب مارے ہنسی کے کھلکھلائین | پھولے نہ وہ جامے مین سمائین
باچھین گئین کھل خوشی کے مارے | دم پھول گیا ہنسی کے مارے
خوشبو درجِ دہن سے نکلی | اترائی ہوئی چمن سے نکلی
کچھ ایسی دماغ مین سمائی | شاخ گل کو ہوا بتائی
اٹھلاتی ہوئی چلی ادا سے | چہلین کرتی ہوئی ہوا سے
گھوڑے پہ سوار تھی ہوا کے | جھونکے گئے بن اوڑن کھٹولے
ہر موج نسیم تھی معنبر | خوشبو سے جہان ہوا معطر
پیارا پیارا سمان جو دیکھا | خلقت کو شادمان جو دیکھا

گھر سے اپنے کسان نکلے — بوڑھے بالے جوان نکلے

تاروں کی چھاؤں منہ اندھیرے — کھیتون مین پہونچ گئے سویرے

گوڑی جوتی زمین کمائی — نیچے کی زمین اوپر آئی

بو جوت کے بیڑیان لگائین — کچھ لوگون نے چرخیان لگائین

پُر سے پانی کسی نے کھینچا — بعضون نے ڈھیکلی سے سینچا

برہا کوئی سنبھالتا ہے — نالی کوئی نکالتا ہے

ہل ہل کے دہاتین ہین گاتی — کھُرپی لیے کھیت مین نراتی

کھیتی پہ نثار ہونے والے — وہ جوتنے والے بونے والے

فارغ ہوئے آج جوت بوکر — پلٹے گھر ہاتھ پاؤن دھوکر

پانی کھیتون مین بھر چکے وہ — جو کچھ کرنا تھا کر چکے وہ

اس کام سے گو ہوئے وہ آزاد — اب فکر ہے فصل ہو نہ برباد

آفت سے اوسے خدا بچائے — اُمید پہ پانی پھر نہ جائے

بیچین ہین سخت ہے تردد — ہر دم کمبخت ہے تردد

دہڑکا ہے بڑا پڑے نہ افتاد — کھٹکا ہے ہوا کرے نہ برباد

دل مین ہین یہ وسوسے سمائے — گردی گیہون مین لگ نہ جائے

پتھر نہ پڑین کہ کھیت ہون گرد — پالا نہ پڑے کہ پیڑ ہون زرد

پچھوا سے نہ ساری فصل کھو جائے — گیہون پتلا نہ گر کے ہو جائے

بیڑون پر ٹڈیان نہ چھا جائین — ہر ہے گورو نہ کھیت کھا جائین

چوہون کے کاٹنے کا ڈر ہے — دیمک کے چاٹنے کا ڈر ہے

کھیتون مین بیج سڑ نہ جاے — کھیتی پر اوس پڑ نہ جاے

دل ٹوٹ گیا پھٹے جو بادل — جی چھوٹ گیا ہٹے جو بادل

پالا جو پڑا تو دل ہوا سرد — سرسون نہ جبھی تو مُنہ ہوا زرد

خورشید حمل سے ہو ہویدا — نیچر مین کر امتزاج پیدا

برہم نہ مزاج آب و گِل ہو — حدّت کرنون کی معتدل ہو

بادل برسادے ابر نیسان — دانے موتی سے رولی دہقان

شبنم بدہ جا تو ڈالیون مین — موتی سے پرودے بالیون مین

ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائین آؤ — اودی اودی گھٹائین چھاؤ

گھبرا نہ کسان ہی خدا ساتھ — اللہ کے ہین بڑے بڑے ہاتھ

دنیا کا رفیق تو ہے دہقان — عالم کا شفیق تو ہے دہقان

مُفلس۔ قلاش۔ بھوکے محتاج — زردار۔ امیر۔ صاحبِ تاج

سب کا تو نے ہے پیٹ پالا — تیرا ہو جہان مین بول بالا

تیری فیاضیان ہین مشہور — کیونکر نہ ہو تجھپہ ہند مغرور

یارب برسادے ابرِ رحمت — لگ جاے ٹھکانے اسکی محنت

نیت مین ہو پھل جناب باری — محنت ہو سوپھل جناب باری

ٹھنڈے جھونکے چلین خدایا — شاخین پہولین پھلین خدایا

ہان جوش نمو بڑہے الٰہی — یہ بیل منڈہے چڑہے الٰہی

پودے جو نہال ہون تو بجاے — دہقان خوش حال ہون تو بجاے

اے ابر کنون بہ ہوش درآ — اے رحمتِ حق بہ جوش درآ

گاڑہی ہے کسان کی کمائی — باشد کہ بر و کرم نمائی

دکھلایا دعا نے یہ نتیجا
آہون سے فلک کا دل پسیجا

نکلا تیزی سے مہر انور
حدت سے بھڑک اوٹھا سمندر

کرنون کی ادہر بڑہی شرارت
پانی کی ادہر بڑہی حرارت

قلزم کی بدن مین لگ گئی آگ
منہ پر غصے سے آگیا جھاگ

اک جوش مین آیا بحر ذخار
دل بادلون کے چڑھے دہوان دہار

چھایا بڑھکر فلک پہ مارا
چھانٹا دل کا بخار سارا

خورشید کو بادلون نے گھیرا
عالم مین چھا گیا اندھیرا

کرنون سے ہوا لطیف ہوکر
چلنے لگی بن کے باد صرصر

بادل ڈرتے ہوا سے بھاگے
باتین کرتے ہوا سے بھاگے

میدانون مین بڑھ کے آگئے وہ
کہسارون پہ چڑھ کے چھا گئے وہ

ٹکرا اے پہاڑ سے کہین پر
جھلا کے برس پڑے وہین پر

اونچی نیچی پہاڑیون پر
دہارین گرتی ہین لڑکھڑا کر

چشمے کہین زور کر رہے ہین
نالے کہین شور کر رہے ہین

نہرین اٹھلاتی جارہی ہین
لہرین موجین اوڑا رہی ہین

سبزے سے ہرا ہے دامن کوہ
پھولون سے بھرا ہے دامن کوہ

تختہ ہے چمن کا یا پہاڑی
گملا پھولون کا یا کہ جھاڑی

سبزے کا پہاڑ پہ یہ انداز
جیسے چہرے پہ سبزہ آغاز

گھاٹی پھولون سے رشک گلزار
دانتی پہ درخت سلسلہ وار

معشوقہ سبزہ رنگ ہے گھاس
ہر پھول مین ہی دولھن کی بوباس

بیلین ہین پڑی ہوئی شجر پر
بندھن واری بندہی ہے درپہ

چرتے ہین ہرن پرے جمائے
پھرتے ہین کنوتیان اوٹھائے

مستی ہین کلیلین کر رہے ہین
سیدان ہین طارے پھر رہے ہین

کھوہون ہین چھپے ہوئے ہین زہاد
دنیا بھولی ہوئی خدا یاد

چپ بیٹھے ہین دھونیان رمائے
اللہ سے اپنے لو لگائے

جل پیتے ہین کھا کے جنگلی پھل
جنگل ہین منا رہے ہین منگل

پھل پھول پہ کرتے ہین قناعت
تنہائی ہین کرتے ہین عبادت

صانع کی دیکھتے ہین صنعت
اللہ کی دیکھتے ہین قدرت

ہر شئے سے عیان ہی نور اوسکا
ہر رنگ ہین ہے ظہور اوسکا

افلاک و زمین۔ نجوم و حیوان
وہات اور نبات جن و انسان

جھیلین۔ دریا۔ پہاڑ۔ چشمے
اوسکی قدرت کے ہین کرشمے

مرغان چمن سرود ہین گاؤ
توحید کے زمزمے سناؤ

ٹہرو پچھر پھر کے ہو عبادت
جھر نو گرگر کے ہو عبادت

سر سجدے کو خم کراؤ ثمر تو
جھک جاؤ شاخ بارور تو

مرغان چمن چہک اوٹھو تم
گلہائے چمن مہک اوٹھو تم

بلبل کی زبان پہ قال آئے
پتّی پتّی کو حال آئے

قدرت کے ہتھکھنڈے ہین نرالے
دیکھین آنکھون سے آنکھون والے

تازہ کیا جسم و جان کو اوسنے
سرسبز کیا جہان کو اوسنے

ہے رشک جنان ہر ایک گلشن
ہر پیڑ پہ ہے بلا کا جوبن

رک رک کے نسیم چل رہی ہے
سبزے پہ ہوا اچھل رہی ہے

گیہون کے کھیت دھانی دہانی
تختے سرسون کے زعفرانی

ایسی کھیتون مین کچھہ تو اودی ‏— کچھہ سرمئی اور کچھہ کبودی
ٹیسو سے ہے لال جنگل ‏— منہ پر ہے ملے گلال جنگل
آتے ہی بسنت مدہ پہ آئین ‏— شاخین آمون کی بور لائین
کوئل کوکی تو آئے بادل ‏— سر پر گلشن کے چھائے بادل
اوپر چھائی ہوئی گھٹا ہے ‏— نیچے پریون کا جمگھٹا ہے
شکلین نکھری ہوئی ہین سب کی ‏— زلفین بکھری ہوئی ہین سب کی
سحر انکھڑیون مین زبان ہین جادو ‏— نظرون مین فسون بیانین جادو
مستانی ادا نشیلی آنکھین ‏— تیکھی چتون۔ رسیلی آنکھین
بانکی وہ چھب وہ ترچھی چتون ‏— شوخی۔ طراری۔ چلبلاپن
جو ہے وہی کھیلتی ہے ہنس کر ‏— اک ایک ڈھکیلتی ہے ہنس کر
انداز سے آرہی ہے کوئی ‏— منہ پھیر کے جا رہی ہے کوئی
ہنستی پھرتی ہے کوئی تنتی ‏— جوڑا پہنے ہوئے بسنتی
کوئی کرتی ہے چھیڑ خانی ‏— دکھلا کے کسیکو کچھہ نشانی
کوئی پڑی آہ کر رہی ہے ‏— کوئی کھڑی واہ کر رہی ہے
کلیان چن چن کے توڑتی ہین ‏— آپس مین شگوفے چھوڑتی ہین
کھل کھیلی ہین راگ لا رہی ہین ‏— مل مل کے بسنت گا رہی ہین
دنیا تو بہار سے ہے مسرور ‏— ہے برق کا سوز دل بدستور
وان دشت وچمن ہرے ہوئے ہین ‏— یان داغ کہن ہرے ہوئے ہین

گل بے رخ یار خوش نباشد
بے یار بہار خوش نباشد

البرٹ بل

اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالان   طوق زرین ہمہ در گردن خرمے بینم

لو سارا طلسم ٹوٹ گیا۔ ایک چھلاوا تھا جو چشم زدن مین نظروں سے اوجھل ہوگیا
یکایک بلائے آسمانی پھٹ پڑی۔ ایک اینٹ کی خاطر مسجد ڈھائی۔
پیارا بل ہاتھ سے بے ہاتھ ہوگیا۔ اوسکی پیدایش پر کیا کیا ناز تھے اُسکے والدین نے اُسے کیسے کیسے لاڈ سے پالا۔ بچپن مین کیسی کیسی داشت کی۔ رات کو رات دن کو دن نہ سمجھا۔ مگر دشمنون کی نظر کھا گئی۔ سوتیلی مان کے پالے پڑا۔ ماباپ ہاتھ مل کے رہ گئے ہماری امیدون کا خون ہوگیا۔

فوج اندوہ والم ٹوٹ پڑی ہوکر بین   آرزوئین ہوئین سب قتل پڑا رن کیسا

کلیجہ دھک سے ہوا کیسی کچھ دل پر چوٹ لگی۔ رپن کا زمانہ۔ ہم تو خوشیان مناتے بغلین بجاتے مست پڑے ہوے تھے آخر کو پالا ہمارے ہی ہاتھ رہیگا۔ مگر یکایک پردہ غفلت جو آنکھون سے اُٹھا تو بھور ہوگیا۔ ان اینگلوانڈین سے خدا سمجھے عین موسم بہار مین ہمارا آشیانہ نوچ کھسوٹ کے پھینک دیا۔ کمبخت وہ کنکارڈٹ نے منحوس شکل دکھائی۔ سخن سازون نے ملکہ معظمہ کے پروکلیمیشن کے الفاظ مین نئے نئے معنی پہنائے۔ پیارے رپن کو مجبور کیا۔ وہ بھی بُرے پھنسے۔ کچھ کرتے دھرتے بن نہ پڑا ممبران کونسل کے نقارخانے مین طوطی کی آواز کسی نے نہ سُنی۔ آخرش وہ بھی اُنھین کے ساتھ سر ہلانے لگے۔

جا کر قفس مین عاشق صیاد ہوگیا   بلبل کا حال قابل فریاد ہوگیا

کھل کے گل کچھ تو بہار اپنی صبا دکھلا گئے　　حسرت اُن غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

انصاف اُلٹے اُسترے سے مونڈا گیا - بغاوت نے نقارۂ فتح کر دم دھڑم بجا دیا
ع سچ ہی حرامزادے کی رسّی دراز ہی۔ پیارے رہن کو ہم کیا کرین -
بیش بالای تو نازم چہ بصلح و چہ بجنگ   کہ بہر حال باندازۂ ناز آمدۂ
اختیار رلا مگر برائے نام - جوری کی پنج بلا کی طرح پیچھے لگی - مگر ہمت نہ ہارنا چاہیے
پارلیمنٹ مین واویلا ضرور رہو - ہندیو دشمنون سے سبق لو کچھ کھو کے اتنو سیکھو -
دیکھو حقوق کے واسطے لڑنا جھگڑنا ہی کام آتا ہے - جسکی لاٹھی اوسکی بھینس
اگر ہم بھی گورنمنٹ ہوس پہ چڑھ دوڑنے کی فکر کرتے - فتنہ انگیزی پر کمر باندھتے
تلوارین سنبھالتے تو کچھ مل ہی رہتا - مگر شر ہمارا شیوہ نہین - ہم تو سچے
خیر خواہ سرکار ہین - مگر ہائے سال بھر کی محنت کھاری کنوئین مین ڈوب گئی
کیا کیا خیالی قلعہ بنائے تھے مگر وکنکار ڈٹ " کے ایک ہی گولے نے اُنکا
صفایا کر دیا - جن پر ہمین بھروسا تھا - جو ہماری خیر خواہی کا دم بھرتے تھے
وہی دغا دے گئے - وقت پر نکل کھڑے ہوے - کاندھا ڈال دیا - گویا ہم
بیچو بیچ سمندر مین ایک ٹاپو پر اُترے تھے - کھانا پکایا - دسترخوان بچھایا -
جیسے ہی کھانے کو ہاتھ بڑھایا کہ دفعۃً جزیرہ ہلنے لگا اور دم کے دم مین
سب غڑاپ سے سمندر مین - افوہ - دھوکا ہوا تھا - وہ جزیرہ نہ تھا وہیل
مچھلی کی پشت تھی - خیر -

رات دن گردش مین ہین سات آسمان
ہو رہیگا کچھ نہ کچھ گھبرائین کیا

جوڈیشل کمشنری اودھ

مسٹر اڈیٹر۔ چونکہ اودھ کی عدالت جوڈیشلی مین ترمیم ہونے والی ہی۔ اسلیے یہ مناسب موقع ہی کہ اوسکے بارے مین کچہہ لکہون۔ ابہی حال مین سول عدالتہاے اودھ کی رپورٹ بابت ۱۸۸۳ء شائع ہوئی جسمین چند ایسے امور قابل غور ہین جنکا اثر عدالت جوڈیشلی پر پڑتا ہی۔ تعداد مقدمات متدائرہ ہر سال بڑہتی جاتی ہی۔ مالیت مقدمات مین ایک عجیب و غریب تغیر ہوگیا۔ ۱۸۸۱ء مین مالیت مقدمات قریب ۵۳ لاکہہ کے تہی ۱۸۸۲ء مین ۱۰۶ لاکہہ ہوگئی اور ۱۸۸۳ء مین ۱۴۷ لاکہہ۔ باوجود اس زیادتی کے ۷۷ فی صدی مقدمات کی اوسط مالیت پچاس روپیون سے کم تہی۔ جس سے یہ امر صاف مترشح ہوتا ہی کہ ابہی حقیت کی چہوٹے چہوٹے مقدمات کا تصفیہ نہین ہوا۔ آخر اسکی وجہ کیا۔ انگریزی سرکار کے زیر سایہ تعلقدارون نے خوب گلچہرے اوڑائے۔ غریب رعایا کو دباتے رہے۔ ادہر دو چار برس سے رعایا کی آنکہین کہلین اور اوسکو معلوم ہوا کہ وہ ایک آزادی پسند گورنمنٹ کے زیر حکومت ہی۔ اب وہ انگریزی عدالتون سے مستفید ہونا چاہتی ہی۔ اسی کثرت مقدمات کا یہ نتیجہ ہی کہ جوڈیشلی مین دو دو برس تک اپیلون کی پیشی نہین ہوتی۔ غریب مستغیث حالت امید و یاس مین اپنے دن کاٹتے ہین۔ الانتظار اشد من الموت سے کشتہ ہوکر انگریزی انصاف کو دعائین دیتے ہین۔ اب وہ زمانہ لدگیا۔ جب ایک جوڈیشل کمشنر اودھ کی عدالۃ العالیہ کا

کام انجام دیتا تھا۔ یہ عہدہ اُس زمانہ کا تبرک ہی جبکہ جوڈیشل ورایکزیکٹو
شاخون مین علیحدگی ممکن نہ تھی۔ جبکہ مقدمات کا تصفیہ عام اصول
قانون وانصاف پر نہین۔ بلکہ عملی کارروائی پر منحصر تھا۔ غدر کے بعد
جب اودھ مین تسلط ہوا تو یہ ضروری خیال کیا گیا کہ حکام عملی اور اکزیکٹو
طور پر انتظام و فیصلے کرین۔ نہ کہ الفاظ قانون اور اصول انصاف کا لحاظ
رکھین۔ اوسوقت مین جوڈیشل کمشنر کا کام مثل ہائی کورٹ کے نہ تھا
کہ وہ قانونی پیچیدگیان سلجھاتے یا عدالتہاے ماتحت کو پابندی ضوابط کی
ہدایت کرتے۔ بلکہ وہ مثل چیف کمشنر کے ایک قسم کے اکزیکٹو انتظام کے
نگران تھے۔ مگر اب ع۔

آن قدح بشکست و آن ساقی نماند

اب تو ڈھنگ ہی نرالے ہین۔ امن وامان نے ہاتھ پیر پھیلائے۔ صوبے کا
بندوبست ہو گیا۔ رعایا اپنے قانونی حقوق کو حقوق سمجھنے لگی۔ ادس طوفان
بے تمیزی کا زمانہ جاتا رہا۔ وہ وقت آگیا کہ سنجیدگی قانون اور عام
اصول انصاف کے مطابق عوام کے حقوق کا فیصلہ ہو ضوابط سرکاری
کی پوری پوری تعمیل ہو۔ انھین خیالات سے ایکٹ ۱۳۔ ۱۸۷۹ع کا
نفاذ ہوا۔ جس سے عدالتہای لگان و دیوانی علیحدہ ہوگئین۔ تاکہ جوڈیشل
افسر مقدمات دیوانی مین اپنا وقت صرف کرین۔ مگر یہ کارروائی مکمل نہوئی
کیونکہ عدالت جوڈیشل کمشنر مین کچھ تغیر نہوا۔ نہایت ضروری تھا کہ اس
انتظام کے ساتھ عدالت جوڈیشل کمشنر بھی مثل ہائی کورٹون کے کر دیجاتی

جس طرح پنجاب مین چیف کورٹ ہی۔ اوسی طرح پر جوڈیشلی اودھ کی ہوتی۔ اب جوڈیشلی کو ہائی کورٹون کی طرح سرچشمۂ قانون دا انصاف ہونا چاہیے یہ اوسوقت مین ممکن ہے جب دو مستقل جوڈیشل کمشنر مقرر ہون۔ اور وہ بطور بنچ کے کام کرین۔

الہ آبادی اخبار پایونیر لکھتا ہی کہ جوڈیشلی بالکل توڑدی جاوے اور اودھ کی اپیلین ہائی کورٹ الہ آباد مین دائر ہوا کرین۔ وہ لکھتا ہی کہ اس انتظام سے گورنمنٹ کی کفایت ہوگی۔ اور رعایا کے حق مین اچھا انصاف ہوگا۔ کفایت کی ایک ہی ہوئی۔ مگر ہائی کورٹ الہ آباد مین دو جج بڑہائے گئے تو اونکی تنخواہین موجودہ خرچ جوڈیشلی سے پانچ گنی زیادہ ہونگی۔ رعایا ایسا انصاف نہین چاہتی۔ چھوڑ وہ بلی چوہا لنڈورا ہی رہیگا۔ پایونیر سمجھتا ہی کہ ہائی کورٹ کی کرسیون کی ہوا مین منصف بنانے کی تاثیر ہی۔ اور جوڈیشلی اودھ کی کرسی کی ہوا۔ کرسی کی ہوا ہی۔ اگر انتخاب عمدہ ہو تو جوڈیشل کمشنر بھی لائق اور منصف مزاج مل سکتے ہین۔ غریب رعایائے اودھ لکھنؤ تک بمشکل پہونچتی ہی۔ اوسکو اپیلین دائر کرنے کے لیے الہ آباد بلانا۔ در انصاف کا بند کر لینا ہے۔ پایونیر چاہتا ہے کہ جس طرح چیف کمشنری بٹے کہاتے مین ڈالدی گئی۔ اوسی طرح سے جوڈیشل کمشنری بھی نیست ونابود ہو جائے۔ ؎

ایک آفت سے تو مر مر کے ہوا تھا جینا   پڑ گئی اور یہ کیسی مرے اللہ نئی

وہ لکھتا ہی کہ جب دونون صوبون کی اکزیکٹو شاخ کا الحاق ہوا تھا۔

تو تعلقداران اودھ کچھ کُن مَنائے تھے۔ مگراب وہ راضی ہین۔ افسوس! موجودہ پالسی یہی ہے کہ جو لڑکا نہ روئے اوسکو دودھ نہ ملے۔ اس الحاق سے جو نقصان ہوا اوسکو کوئی رعایا کے دل سے پوچھے۔ ہزارون کے دلون مین آرزؤون کا خون ہوگیا۔ کہ ہم اپنا حال لاٹ صاحب سے کہتے۔ مگر لاٹ صاحب کا پتا صوبے بھر مین نہین۔

مسٹر اڈیٹر بُرا نہ مانیے گا۔ مجھے اودھ کے اخبارون پر افسوس آتا ہے۔ کہ وہ معاملات مصر و افغانستان۔ جنگ چین و فرانس۔ جرمن و سوڈان کے پالسی پر مضمون لکھکر کالم کے کالم سیاہ کرتے ہین مگر اودھ کا حال نہین لکھتے۔ اخبارات آئینے ہین جو پبلک کا سچّا سچّا حال گورنمنٹ کو دکھلاتے ہین۔ مگر یہان تو معاملہ برعکس ہی۔ اگر اودھ کی اخبارات نے اپنا منصبی فرض ادا کیا ہوتا اور پبلک خیالات کا پورا چربا اوتارا ہوتا تو آج پایونیر کی یہ ہمت نہوتی۔ کہ وہ الحاق اودھ سے ہمین نیم راضی بلکہ بالکل راضی سمجھ لیتا۔ اب عدالتون کے سرکاٹ لینے کی دہمکی ہے مگر مین دیکھتا ہون کہ یہان کے اخبارات خاموش ہین۔ کیا اخبار جاری کرنے سے یہی منشا ہے کہ اڈیٹر یا مینجر کہلائے یا کچھ روپیہ کما لائے۔ ہرگز نہین۔ جو لوگ اخبار جاری کرتے ہین اور پبلک بحث کو نہین سمجھتے۔ یا اگر سمجھے بہی تو کچھ خبر نہین لیتے۔ وہ پبلک کے دشمن ہین کیونکہ سرکار یہ سمجھتی ہے کہ اس صوبے مین اسقدر اخبارات ہین۔ اگر عوام کو کوئی تکلیف ہوگی تو ہمکو ان اخبارات سے معلوم ہوگا۔

عشق کیا شے ہی کسی کامل سی پوچھا چاہیی

آخر یہ عشق ہی کون جانور چرند ہے۔ یا پرند۔ رہتا کس دیس مین ہی۔ کھاتا کیا ہی۔ پیتا کیا ہی۔ بس۔ یہ ننھی سی رائی کے دانے برابر بات۔ جسکے واسطے کامل کی تلاش۔ کشف نہین۔ کرامات نہین۔ مراقبہ نہین۔ سماع نہین۔ حال وقال نہین۔ مسئلہ تجدّد امثال نہین سے

کوچہ عشق کی راہین کوئی پوچھے ہمسے　　خضر کیا جانین غریب اگلے زمانے والے

اللہ اللہ۔ آپ ہین۔ آدھ پنچ کے نامہ نگار۔ چشم بد دور آپ سے بڑھ کے اس معمّے کا حل کرنے والا کون۔ علما زاہد خشک صوفی جاہل۔ پنڈت برائے نام۔ شعرا بے اعتبار۔ ایک آپ کی ذات ہی۔ باقی اللہ اللہ۔ خیر سلّا۔ بندہ پرور سُنیئے۔ اگلے زمانے والے بسم اللہ کے گنبد کے رہنے والے سیدھے سادھے آدمی تھے۔ جو جی مین آیا۔ کہہ گذرے۔ جو سُنا مان لیا۔ نہ حجّت۔ نہ دلیل۔ یہ عقل جو اِس زمانے والون کو اللہ نے دی ہے۔ پہلے اسکی چھانون بھی نہ تھی۔ نہ یہ طریقۂ تعلیم۔ نہ یہ تہذیب۔ نہ یہ اوپج۔ نہ یہ ایجادین۔ نہ یہ رفتار۔ نہ گفتار۔ نہ یہ لباس۔ نہ قیاس۔ اور ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔ اسی عشق کے معاملے مین دیکھ لیجئے متقدمین نے کیسی مونہہ کی کھائی۔ ہزار عقل کے گھوڑے بگ ٹٹ دوڑائے لیکن منزل مقصود کو نہ پہونچے صرف دو قسمین قائم کین۔ ایک مجازی۔ دوسری حقیقی۔ پہلا عشق بازاری۔ عشق خانگی۔ عشق ازدواجی۔ انکا بھی کہین ذکر ہے۔ خاک نہین۔

اب آپ ہی انصاف فرمائیے۔ لمبی چوڑی عقل والے اُنکی تحقیق پر کیون حرف نہ رکھین۔ مجازی اور حقیقی کی تفصیل میری دانست مین فضول ہے اُنسے تمام پُرانی کتابین بھری پڑی ہین رہین نو ایجاد قسمین۔ اُنکا سمجھانا کون بڑی بات ہی۔ چٹکی بجاتے سمجھائے دیتا ہون۔ عشق ایک قسم کا ولولہ ہے۔ جو ایام شباب مین ظاہر ہوتا ہی۔ اور جو ایک جنس کو رجوع کرتا ہے طرف دوسری کے۔ بازاری مین یائے نسبتی تصور فرمائیے۔ چونکہ عشق بازار سے تعلق ہے۔ اس لحاظ سے عشق بازاری نام رکھا گیا۔ اسکی دو قسمین ہین۔

قسم اول تھوڑا سا دن باقی رہا۔ اور لپ جھپ نہا دھو۔ کنگھی سے بال سنوار۔ ٹیڑھی ٹوپی۔ بنارسی رومال۔ رنگین گھٹنا پہن۔ گلوری دبا۔ پو قدمے چوک مین جا نکلے۔ کبھی اس کمرے پہ نگاہ کبھی اُس مونڈھے پہ۔ باچھین کھلی ہوئین۔ موچھین تین پائے۔ اس کمرے سے لگاوٹ۔ اُس کمرے سے نگاہبازیان۔ کوئی ہنس دی۔ اور یہ ریشہ خطمی ہوگئے۔ کسی نے جھوٹھون اشارہ کیا۔ اور یہ دائین بائین دیکھ کھٹ سے زینے پہ۔ آئیے نواب صاحب۔ حضور کیا کہنا۔ حضور ایسے۔ حضور ویسے۔ وہ بٹیر لڑائے۔ کہ بڑے بڑے اُستادون کے چھکے چھوٹ گئے۔ وہ وہ کنکوا لڑایا۔ کہ لوگ بتّی بول گئے۔ طبلہ بجانے مین ماشاءاللہ ہاتھ ایسا تیار۔ جیسے ریل کا انجن۔ گھڑی کا پرزا۔ اُدھر حضرت نے گلوری کھائی۔ ادھر غیرت آئی۔ بھئی رنڈی کے پان اُون نت

کیا کھا جائین۔ لٹّو دار پگڑی والے کو اِشارہ کیا۔ اُسنے جیب سے نکالے۔ اور نائکہ جی کے حوالے کئے۔ بھڑوون نے دیکھا۔ اچھی سونے کی چڑیا پھنسی۔ ساز ملا مجرے کا رنگ جمایا۔ غرض چیتھڑے چھڑانا مشکل۔ دو چار جو گرہ مین تھے۔ وہین چڑھا دیے۔ ہاتھ جھلاتے رخصت ہوئے۔ یار دوستون مین لن ترانیان اوڑانے لگے۔ بڑے مرزا آج تو بی . . . نے وہ خاطر داریان کین کہ واللہ ہے بندۂ بے زر بنالیا۔ بھئی کیا خلیق لوگ ہین۔ جب اُدھر سے ہو نکلے۔ دو چار گلوریان کھائے چھٹکارا محال ہوگیا۔

قسم دوم اسکے واسطے صرف چار ٹکے پیسون کی ضرورت ہے۔ مٹھی مین دبا بازار کی سیدھیان بھرین۔ ہانپتے کانپتے جا پہونچے۔ چڑیلین نظر پڑین۔ آنکھین ملائین۔ باتین چکنائین۔ دو چار جوتیان۔ دس ابیس گالیان کھائین۔ ٹکے حوالے کیے۔ یہ تو عشق بازاری ہوا۔ اب عشق خانگی کا ماجرا سُنیے۔ یہ بھی دو قسمون پر منقسم ہے۔ اول بلانا۔ دوسرے خود جانا۔

قسم اول بڑے آدمیون کے حصّے مین ہے۔ این بڑے آدمی کیا یہی دراز قد فربہ۔ نہین نہین۔ بھیّا روپے والے کو بڑا آدمی کہتے ہین۔ اب قسم اول کی تعریف سنیئے۔ دس بیس روپیہ کے خرچ مین اونچی سی اونچی . . . کیون نہو۔ گھٹر گھٹر گھٹر گھٹر کبھی دروازے پہ موجود۔ پری نے جلوہ دکھایا حور نے حجاب فاصل اُٹھایا۔ چودھوین کا چاند نکل آیا۔ تکلف برطرف ہے

آنچل رخ سے جو ہٹ گیا ہے ۔۔۔ پردہ غیرت کا پھٹ گیا ہے

یہ بات۔ وہ بات۔ لٹیا پسند۔ خاصدان پسند۔ گھڑی پسند۔ اُگالدان پسند۔ آنا فانا گھر کا تعلیقہ کر لیا۔ فرمایشین مزید برآن لیکن یہ چاندنی چار ہی دن کی ہے۔ ادھر میان کا دوالا نکلا۔ اُدھر ع

تم نہین اور سہی اور نہین اور سہی

پر عمل کیا گیا۔

قسم دوم دو روپیہ کمر مین باندھ چل کھڑے ہوی یہ گھر دیکھا۔ وہ گھر دیکھا آخر ایک مکان مین سبزے کی روش جم گئی۔ اور اُدھر کی بات چیت ہوئی۔ حضرت خوش غلاف ہو پلنگ پہ دراز ہوئے خانم صاحب کو پیاس کی شدت۔ دوسرے مکان کا دروازہ کھلا ہوا۔ پانی پینے کو اُٹھین۔ اور غڑاپ سی اُسی دروازے مین میان ہین کہ امیدوار بودہ بدانند یا آلہی زمین کھا گئی۔ یا آسمان۔ اتنے مین دو تین سنڈ مسنڈ ڈنڈے باز آدھمکے۔ ای ہی۔ قیامت نازل ہوئی۔ اوسان خطا ہو گئے۔ پیٹ مین سانس سمائی مشکل پڑ گئی۔ دو چار ڈگ جما کانٹا سا نکال باہر کیا۔ جی ہی جی مین پچتاتے۔ اپنا سا مُنہ لیے ٹٹپے گاتی چلے آتی ہین بہت ترے کی۔ یہ عشق خانگی ہوا رہا عشق ازدواجی۔ اسکی مزی کچھ نہ پوچھیے۔ جو ہین۔ سو ہین۔ یہ عشق خود ہی مہذب ہی اسکی حقیقت سنیئے۔ ایک مہذب مرد کا ایک مہذب عورت کو عقد کر لیے دیکھنا بھالنا۔ اب اگر یون ہی بن دیکھی بھالی عقد کر لیا۔ اور دونون مین میزان نہ پٹی۔ شادی عذاب جان جور و اجیرن۔ زندہ درگور ہوئے۔ اس سی عقلا نے عقد سی پہلی کچھ دنون امتحان لازمی ٹھہرایا پھر اختیار ہی۔ چاہا کیا۔ چاہا۔ کھٹ سی الگ ہو رہے۔ تم اپنی راہ ہم اپنی راہ۔ اسے عشق ازدواجی کہتے ہین۔ اور اسپر اپنا ہی صاد ہی۔ احمد علی شوق۔

خضر کو دیکھ کے کہتا ہی سبزۂ خط یار
بھلا جو چاہو چلے جاؤ اپنی راہ لئے

اندنون کا رنگ کچھ نہ پوچھئے ہ

جنون پسند مجھی چہانون ہی پہولون کی　　عجب بہار ہی اِن زرد زرد پہولون کی

طبیعت کی لہر کچھ دریا سے کم نہین ع

جوش پر ہے بہر مواج آج کل

شبدیز قلم ہوا مین بہرا ہوا طرارے بہر رہا ہی ع

کھیل ہے راہ سخن طے کرنا

واہ ری بہار تیرا کیا کہنا۔ تو ہوا ور جہان۔ گلی کوچہ ٹھنڈی سڑک ہو رہا ہی ہ

دیکھکر ٹھنڈک تہو نکی سر دہری بہول جاے　　دل گرفتہ ہنس پڑ ی یان غنچہ آئی پہولجاے

جی گھبرایا اور کھٹ سے نکل کہڑے ہوئے۔ چوک مین پہونچتے ہی ساری وحشت فی النار والسقر تہی۔ آپ جانیے رنڈیان معجون واقع خفقان پہر دل مضطر تسکین کیون نہ پائے۔ گلرویون کی بہار۔ پھول سے رخسار دیکھکر بیساختہ یہی منہ سے نکلتا ہے ہ

قدے چو سرو و رخے ہمچو ارغوان داری　　مرو بباغ کہ در خانہ گلستان داری

ارے بہئی کوئی بتاؤ تو۔ آج ہم ہین کہان۔ آپ مین تو ہین نہین۔ ورنہ یہ تہذب زمانہ۔ تہذیب کوڑیون کے مول ماری ماری پہرتی ہی۔ ایک دو سوتی مین کوٹ پتلون طیار رہی لال ٹوپی۔ سو مانگے جانچے

ترس کھا کے کوئی نئی روشنی والا دے ہی دیگا (دین کا معاملہ ہے) نہین تو ٹوٹی پھوٹی پٹاری سہی - بوٹ کا کچھ اندیشہ نہین - بات کرتے سیکڑون بوٹ - بھلا ہم ان خیالون کے آدمی - چوک کے گرد پھٹکتا کیسا - وہان ہئی کیا - وہی خشک بانکے - جو آپی آپ ریشہ خطمی ہوے جاتے ہین - اور خشک بانکے نہ سہی - جنہین خدا نے دیا ہو وہی کیا ہین - عقل کے پورے - خاص الخاص لکھنؤ کے ٹورے - نزاکت اللہ اللہ ؎

اللہ ری نازکی کہ وہ دھروا کے آئینہ   لگواتے ہین ضماد مہاسون کے عکس پر

اُٹھتے ہین تو ناک بھون چڑھا کے - بیٹھتے ہین تو مارے شکنون کے چہرے کو مسطر بنا کے - وو لتنا نے ہین چیتھڑون سے بیزار ؏

نازکی کہتی ہے یہ بار گران دور رہے

غرقی کافی ہے باہر نکلنے کو پاجامہ ہو تو نین سکھ کا ہلکا پھلکا - انگرکھا ہو تو شربتی یا ململ کا - ٹوپی ہو تو چار اُنگل کی - برسات کے دن - جو کہین بادل خان بھربھرا کے برس پڑے - تو ایک ہاتھ آگے ایک پیچھے (لو لو ہے لو لو) سچ بولین اُن کے دشمن - کوئی پشتہا پشت مین نہین بولا - سپوت ہین - کچھ کپوت تو ہین نہین - جو باپ دادا کا چال چلن چھوڑ دین - نماز کا نام لو تو کان پکڑین - نہ پڑھی نہ قضا ہوئی - فقیر کے نام ٹکڑا سا جواب دینے کو سخی داتا - بھولے ایسے جہان صحبت گرم ہوئی - دمبازون نے چھینٹے دیے - لگے دہکا دہک چانڈو اڑانے لکھنے کو اپنا نام لکھنا آگیا - وثیقے کی رسید پر دستخط کرنے بھر کو ہو گئے - کنجوس تو ہین نہین - جو حساب کتاب دیکھین بھالین - اور پھر بڑے بڑے ایماندار

ملازمون کو بدظن کرنا یہ بھی عقل نوابی کے خلاف ہی-
بٹیرون کی وہ لت کہ دن رات ہاتھ مین- بھلا ایسے بیفکرونکا دیکھنا ہی کیا-
لینا ایک نہ دینا دو- مفت مین افسوس کرنا پڑتا ہی- اس سے یا رچی چلو تہذیب نگر چلین
مزے اوڑائین- کچھ پئین- کچھ کھائین- یہ کچھ کیا چیز ہے- چپ چپ ع

مثل سُنی ہے کہ دیوار کان رکھتی ہی

کہین ایسا نہو- کوئی غیر مہذب لمبی ڈاڑھی والا سن لے- اینی ورہ ڈاڑھی
تو آپ نے بھی بڑھا رکھی ہے- ادھر دیکھو- بے سمجھے بوجھے اعتراض جما دینا
کتاب مین لکھا ہی- اسمین تمہارا کچھ قصور نہین- لیکن جو تمہارے مان باپ ملتے
تو مجھسے اون سے دو دو نوکین ہوتین- اور تمہین پہ کیا منحصر ہے- ہندی
خراب- انکی بات چیت خراب- انکا چال چلن خراب- انکا طریقہ تعلیم خراب-
علم ادب کو جانتے ہی نہین- ہی کس دیس کی چڑیا- خدا کا کرنا کیا ہوتا ہے-
وہ اللّے تللّے کا زمانہ ہی اوڑنچھو ہو گیا ع

پیٹو شرما کے لکیر اب کہ گیا سانپ نکل

یہ ڈاڑھی نہین اول تو دھوکے کی ٹٹی ہے- اچھا دماغ کاہے کو چاٹیگا-
آگے بڑھیے- یا وحشت- کھٹ پٹ کھٹ پٹ کھٹ پٹ کھٹ پٹ-
اجی جنگل مین یہ کسکا گھونسلا ہی- گھونسلا کیسا- ایک جنٹلمین کا بنگلہ ہے-
اخاہ جنٹلمین اسی مین دہرے رہتے ہین- بھلا آدمی ہوتے ہین- اے لو اور سُنو
آدمی نہین تو کیا شیطان ہوتے ہین- بھئی ہمنے تو کانون ہی سُنا ہی- آنکھون سے
دیکھا نہین- کیا جانین- اجی ع

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے

آؤ مجسم ہی نہ دیکھ لو

جھک کر اُسی رُخ کلاہ کی طرح بنگلے کو چلے نگاہ کی طرح

دہنی کرسی پہ گوری بی بی۔ بائین پیڑھی پہ کالی بی بی۔ بیچوں بیچ کے درمیانمین نئے مہذب تگڑا جمع۔ تینوں مصالحے اکٹھا۔ تین تلوک جو سنتے آتے تھے۔ وہین نظر آئے۔ باتین وہ وہ سنین کہ ہنستے ہنستے قہقہہ دیوار بنگئی۔

گوری بی بی۔ ول آج ہم فٹن پر ہوا کھانیکو جائیگا اور مسٹر جونس کی ملاقات کرکے بارہ بجے راٹ آئیگا۔

نئے مہذب۔ خہ خہ خہ خہ۔ ول فٹن آپ کا۔ ہم آپ کا۔ چاہے آپ رات بھر نہ آئے اور جو آپ کہے تو ہم چلکے مسٹر جونس کی کوٹھی مین پہونچا آئے۔

کالی بی بی۔ میان ہم بھی اپنے دولہا بھائی کو نہ دیکھ آئین۔

نئے مہذب۔ چپ لگاؤ۔ ہمارا بنگلے پہ سب کو اقانون قانون کریگا۔ ہانکیگا کون۔

گوری بی بی۔ ول جب تک ہم نہ آئے تم نہ سونا۔ جو رات کو ہم آئے گا۔ اور تمکو سوٹا پائے گا تو ہم امید کرتا ہی ہم سیدھا لوٹ جائیگا۔

نئے مہذب۔ نو نو (نہین نہین) ہم نہ سوئیگا۔ کبھی نہ سوئیگا۔ جو آپ کے تو ہم سیدھا کھڑا رہے۔ نہ بیٹھے نہ پاخانے پیشاب کو جاے۔

کالی بی بی۔ (پیشانی پر ہاتھ رکھکر) آہ! کیا کہوں سر پھٹا جاتا ہے۔ سر مین درد شدّت سے ہی کہو تو ذری اسوقت مین ایک جھپکی لیلوں۔

نئے مہذب۔ کھوب۔ اُدھر کہاں درد ہی لاؤ ہم مُنڈا سے جھاڑ دے۔

گوری بی بی - دل ہمارا برش ٹوٹ گیا -

نئے مہذب - ابھی تو آتا ہے چٹکی بجاتے -

کالی بی بی - اری میان ترے صدقے گئی جو خانساماں چوک جاے
تو مجھ نجتی کو بھی ایک کنگھی ربڑ کی منگا دو اور نہین تو سینگ ہی کی سہی -

نئے مہذب - مت بولو - جواب کنگھی ونگھی کا نام سُنا - تو ہم بالور کو
بلا کے تمہارا سارے سر کا بال ایک سرے سے منڈا دیگا -

گوری بی بی - دل ہمارا پینے کا پورٹ نہین ہا - اب ہم سپٹے کیا - تمہارا لہو -

نئے مہذب (تھر تھر کانپ کے) ہم انجیل پہ ہاتھ رکھکے کہتا ہی - بالکل نہین جانتا
کہانساماں بڑا ناٹی - ہمکو خبر نہ کیا - برطرف - ہم آپ جاکے ابھی لاتا ہی -

کالی بی بی - تو ہمارے لیئے تھوڑی بسنتی لیتے آنا -

نئے مہذب - پاگل - تم اپنا مُنھ کالا کرنا مانگتا ہی -

گوری بی بی - یہ سایا کھراب گیا - ابکی ہم لیگا بہت اچھا بڑا کیمٹی گرنٹ کا -

نئے مہذب - کون بڑا بات ہی - ایمان بیچ کے روپیہ آپی کیواسطے جمع کیا ہی -

کالی بی بی - مین صدقے جاؤن - ابکی مجھے بھی سنگی کا پاجامہ بنوا دو -

نئے مہذب - ہش - تم دیسی آدمی وہ مثل بھول گیا - یہ منہ اور چار جنگی لاسا -

گوری بی بی - آج برانڈی پی کے ہم کباب کھاے گا -

نئے مہذب - اور ہم بھی تو -

کالی بی بی - میرا بھی جی چٹپٹاتا ہی کہ آج پیسے کے لونگ چڑے کھاؤن -

نئے مہذب - تم کھائے بڑے کی جان (خدا وہ دن کرے)

نہ چل اونخوت شمشاد بہت اترا کر   بڑھکے جو چلتا ہی گرتا ہی وہ ٹھوکر کھا کر

ایک نادان خوش اعتقاد کسان کی دعا

ای میرے اچھے خدا مین اعتقاد رکھتا ہون کہ تیرا کوئی ساجھی نہین مجھپر کرم کر۔
پڑھے ہوئے ملا کہتے ہین کہ تو قوی ہی قدیر ہی محیط ہی مین ان بیچیدار باتون کو کچھ نہین
سمجھ سکتا مگر اتنا جانتا ہون کہ تو لاٹ صاحب سی بھی بڑا ہی عالم لوگ کہتے ہین کہ تو
ہر ذرّہ عالم کا منتظم ہی مین اپنے چھوٹے سے اور کمزور خیال کو اتنے چکر نہین دے سکتا
کہ ہر ذرّہ پر نظر دوڑا کر تیری قدرت کی کارروائیونکا مشاہدہ کرون مگر یہ جانتا ہون
کہ حاکم بندوبست نے بغیر تیری مرضی کے مجھپر جمع نہین بڑھائی۔ ای میرے داتا مجھپر
رحم کر جب تو ہر ذرّہ کا منتظم ہی تو میرے کھیتون مین بہت سا غلہ کیون نہین پیدا ہوتا
کہ اسکو بیچ کر۔ جو باقی بچے اُس سے بال بچون کو پالون۔ ای اللہ تو ہر جگہ ہی مگر شاید
اِس موضع مین تو نے گذر نہین کیا اور اگر گذر کیا تو میری اُجڑی حالت کو دیکھکر
مجھکو اپنا بندہ نہ سمجھا اور اگر بندہ سمجھا تو گنہگار پایا اسیوجہ سے مجھپر جمع بڑھوادی
اے اللہ میرا گناہ معاف کر وہ گناہ کچھ بہت بڑا نہین ہی مین نے نیل والے
صاحب کی ایک بھینس چرائی تھی مگر اُسکے لیے دو مہینے کی قید بھی بھگت لی
اُسنے میرے کھیت کا نقصان کیا تھا مین نے اُسکو باندھ رکھا تھا اِسکے سوا
اور کوئی گناہ بھی نہین کیا نہ کسی کی زمین دبائی نہ مال چھین لیا یا خدا اب
مجھپر اپنا فضل کر اور میری اس دعا کو بدلی کے لفافہ مین لپیٹ کر تیز رو بجلی
کے ہاتھ صاحب لوگون کے پاس بھیجدے اور حکم دیدے کہ مہنگی بھر غریب
کسانون پر مالگذاری کیواسطے ذرا سختی نہ کرین۔ ا-ح ازالہ آباد۔

ضرورت لکھیے

حضرت واعظ علیہ الرحمۃ سید کا جو دور دورہ سنتے تھے تو نہایت ہی رشک ہوتا تھا خصوصاً کوٹ پتلون اور ترکی ٹوپی تو نظروں مین بہت کھبی تھی جی مین یہ کہتے تھے کہ کہین ملاقات ہو جاتی تو سمجھا بوجھا کر وضع تو ترک کراتے لیجیے آج مڈبھیڑ ہو ہی گئی۔

مخمس قطعہ بند

از بہر پند و وعظ تلاشی تھے جابجا — مِلتا نہ تھا مگر کہین اوس شخص کا پتا
خیر الاتفاق کار جو رستے مین مِلگیا — سید سے آج حضرتِ واعظ نے یون کہا
چرچا ہے جابجا ترے حالِ تباہ کا

بتلا کہ روزِ حشر ترا ہو گا حال کیا — تو لاشریک کا نہین قائل ہی مطلقا
صد حیف اپنے مذہب و ملت سے پھر گیا — سمجھا ہے تو نے نیچر و تدبیر کو خدا
دل مین ذرا اثر نہ رہا لاالٰہ کا

جب سے ملا ہی عہدۂ سب آرڈنیٹ جج — رکھنے لگا ہے سر پہ تو اپنے کلاہ کج
اسلام سے تو دور ہی کوسون ہی تیری دہج — ہی تجھسے ترک صوم و صلوٰۃ و زکوٰۃ و حج
کچھ ڈر نہین جنابِ رسالت پناہ کا

نفرین تیری عقل پہ کرتا ہے سارا شہر — دولت کی فکر ہوتی ہی انسان کو حق مین زہر
تیرے تو فہم پہ یہ پڑا ہے خدا کا قہر — شیطان نے دکھا کی جمالِ عروسِ دہر

بندہ بنادیا ہے تجھے حُبِّ جاہ کا

واعظ جو کچھ سنانے لگے سخت سُست آج | سید کا پھر تو طیش مین آہی گیا مزاج
جب ہو سکا نہ ایسی حماقت کا کچھ علاج | اُسنے دیا جواب کہ مذہب ہو یا رواج

راحت مین جو مخل ہو وہ کانٹا ہی راہ کا

لازم ہی یہ کہ چھوڑے نہ انصاف کو بشر | کیجیے جو غور آپ کے دل پر بھی ہو اثر
سمجھے وہی کہ جسکی زمانے پہ ہو نظر | افسوس ہی کہ آپ ہین دنیا سے بیخبر

کیا جانیے جو حال ہی شام وپگاہ کا

جو دل مین آئیگا وہ سُناؤنگا بیخطر | گھر سے کبھی حضور تو نکلے نہ عمر بھر
بتلائیے کہ آپ کو کیونکر ہو کچھ خبر | لندن کا پیش آئے اگر آپ کو سفر

گذرے نظر سے حال رعایا و شاہ کا

از من عروج خانۂ شاہی چو بشنوی | بیتاب و بیقرار شدہ سوے او دوی
پیش مکان چو آئی بیقینم کہ غش شوی | وہ آب وتاب رونقِ ایوان خسروی

جس سے خجل ہو نور رخ مہر وماہ کا

دستِ ادب کو جوڑکے حاضر ہون نقیب | خود ملکۂ معظمہ ٹھلائے جب قریب
عزت یہ دیکھہ دیکھہ کے جل جل مرے رقیب | سرکار ذی وقار کا دربار ہو نصیب

ممبر بنائے آپ کو وہ بارگاہ کا

اک مس سگار لیکے یہ کہتی ہو جس گھڑی | ٹیک اِٹ پلینر مائی ڈیر اولڈ مولوی
بتلائیے کہ کیسی ہو اُسوقت دل لگی | دعوت کسی امیر کے گھر مین ہو آپکی

کم سن مسون سے ذکر ہو الفت کا چاہ کا

باغون مین نازنینون کا نظارہ کیجیے ۔ گر کوئی مس پلائے تو بہرے بہی پیجیے
جی چاہے جس جگہ یہ ہان پہر گہومیے ۔ آزادیِ بتانِ پریوش کو دیکہیے
بیساختہ ہو لب پہ گذر واہ واہ کا

تعریف لکہون اُنکی یہ طاقت مجہے نہین ۔ وہ مس کہ جس سے آنکہہ چُراتی ہو حور عین
گلگون عذار و سیم تن و شوخ و مہ جبین ۔ نوخیز و دلفریب و گل اندام و نازنین
عارض پہ جنکے بار ہو دامن نگاہ کا

پہر کر گلاس دیتی ہو جب ایک مہ جبین ۔ بسکٹ لیے قریب ہو اک اور نازنین
اول تو عذر ہوتا ہی اس حال مین کہین ۔ رکیے اگر تو ہنس کے کہی اک بُت حسین
دل مولوی یہ بات نہین ہی گناہ کا

ہاتہون مین لیکے بادۂ گلگون کا ایک جام ۔ اک مس حسین و شوخ و گل اندام و لالہ فام
ہنس ہنس کے نیچی نظرون سے کرتی ہو جب کلام ۔ اُسوقت جہک کی قبلہ کرون آپکو سلام
پہر نام بہی حضور جو لین خانقاہ کا

کہتا ہون صاف آپسے سچ اسکو جانیے ۔ اوڑ جائین ہوش آپکے یہ بہی رہے سہے
تسبیح و جانماز و عمامہ سب ہی بکے ۔ پتلون و کوٹ و بنگلہ و بسکٹ کی دہن بندھے
سودا جناب کو بہی ہو ٹڑکی کلاہ کا

غش بہی ہون بیٹہی بزم مین اور ڈہلتی ہو شراب ۔ اک مس ہو چودہ سال کی پہلو مین بے حجاب
اُسوقت نچیے آپ تو البتہ ہی حساب ۔ مسجد مین یونتو بیٹہ کے ممبر پہ ای جناب
سب جانتے ہین وعظ ثواب و گناہ کا ۔ ا - ح - از آلہ آباد

سرما بگذشت و این دلِ زار ہمان
گرما بگذشت و این دلِ زار ہمان
القصّہ تمام سرد و گرم عالم
برما بگذشت و این دلِ زار ہمان

دنیا مین کوئی رت بدلے کسی طرح کی فصل آئے مگر مجردانِ خانہ بدوش کو کسی قسم کا حظ نہین جاڑے کی فصل باعتبار لطافت جملہ فصول مین عمدہ شمار کی جاتی ہی۔ ادہر میزان مین آفتاب آیا اور ادہر طبیعت خود بخود دریائے ضیافت اور شفقت کے کانٹے مین تُل گئی۔ جنگی فوج مین قواعد کا حکم سُنا دیا گیا۔ نئی وردیان تقسیم ہوئین۔ زنگ خوردہ اسلحہ مین صیقل ہوئی مالی صیغون مین حکام کی گردش کا وقت آیا۔ ناظران محکمہ پُرانے خیمہ اور چھولداریون کے درست کرانے مین مصروف ہوئے۔ چپراسی اور مذکوری جو اساڑھ کے درزی کی طرح خمیدہ کمر بیٹھے رہتے تھے پیٹی اور صافہ باندھکر اکڑنے لگے۔ نیلگون وردی کا چشم انتظار مین ڈورکھنچا۔

گاڑیون کے بیگار پکڑنے کا ولولہ بڑہا۔ تہیدستی کا غم گھٹا۔ زمیندارون کے نام رسد رسانی کے شقّہ جاری ہونے لگے۔ رنڈیون نے برسات کھائی ہوئی چیزون کو دہوپ دکھا کر سایہ مین پھیلا تنگ اور چست لباس کی کھلی ہوئی سیون اور .... مین بخیہ ورفو بنوایا۔ ریکیسون کے

یہان بدریان کہلین۔ رفوگرون کی گرم بازاری ہوئی۔ آتشخانون اور حامون کی شکست وریخت ہونے لگی۔ کابلی میوہ لادکر پشتو بولتے ہوے کابل سے چلے میوہ فروشون کی دوکانونمین بہار تازہ آئی۔ کہتیک لوگ مال خرید کرکے ہر گلی کوچہ مین پہرنے اور صدا لگانے لگے ولایتی انار اعلے۔ پٹاریان ہین انگور کی۔

گرمیون کا لباس رخصت ہوا گلابی جاڑون کی پوشاک نکل آئی۔ حدت آفتاب مین کمی مگر شعلہ رویون کی سرکشی اور آتشی مزاجون کی گرم خوئی مین ترقی ہوئی۔ اثر مجاورت سے حرارت غریزی کا مقیاس کئی درجہ بڑھ گیا۔ نیر اعظم کے انقلاب شتوی سے سیارات ارض کی چال بدلی .... کہین بدر سیما تحت الشعاع مین نظر آئی۔

تحقیق جدید کی روسے فلک اول محدب حاس فلک ثانی کے محدب کا ثابت ہوا۔ مقعر کی تہاہ نہ ملی منطقہ کی تحقیق مین ارباب حل وعقد سرگردان ہوے۔ الغرض بہت سے نیرنگ عالم بدلی مگر مجرد بیچارے ثلاثی مجرد ہی رہی انہین سے مطر و غربا بے زر ہین اور شاذ امراے عالی قدر اور حسرت و افسوس مین ان دونونکا پلہ برابر کیسیکی راتین بر روئی گذرین اور کسی کی بے دوئی شعر

فرق ست میان آنکہ یارش دربر ۔۔۔۔ باآنکہ دو چشم انتظارش بردر

جاڑے تو یون گذرے گرمیان تشریف لائین۔ برج حمل مین آفتاب کے آتے ہی نازک مزاجون کے پیر بہاری ہوگئے کیا ممکن کہ دہوپ مین قدم بہر چل سکین۔ صاحب لوگ بااینہمہ جفاکشی سایہ مین چھپنے لگے

اب آتش لباس سے دل پھر ٹھنڈے پانی کی چاہ پیدا ہوئی کپڑون مین شربتی اور آب روان کی قدر بڑہی۔ روسا اور امرا دن بھر خسخانون مین گوشہ گیر اور رات کو بالاخانون کی بلندی پر جنت کی قمریون کے ساتھ ہمصفیر۔ عظیم اللہ خانی مدار یے پھولون سے لپٹے بجاے لب معشوق ہمدم۔ آغا باقر کے امام باڑے کا دوسرا باعث تفریح شام عالم چاندنی مین فرش سفید نور افگن۔ تفریح طبع کے لئیے ہر موتیم اور ارگن پھولون کی اوٹ سے صحن بام عطر آگین۔ لمپون کی روشنی سے سقف خانہ چرخ چارمین۔ کہین ہماری سو ارگنجیفہ کا شغل۔ کہین پچیسی کا چرچہ چیت پٹ پر ہار جیت کا معاملہ مگر رنڈی اور بچی تیلی کو کیا **شعر**

خزان کیا فصل گل کہتے ہین کسکو کوئی موسم ہو
وہی ہم ہین قفس ہے اور ماتم بال و پر کا ہی

دن بھر دنیا کے دھندے مین پریشان۔ اور رات کو خالی چارپائی ور تنہا مکان۔ ایک قطعہ کسی پرانے شاعر کا مجھے یاد آیا ہی ہر چند محاورۂ حال کے خلاف ہی مگر میرے حسب حال ہی **قطعہ**

کسی کی شب وصل سوتے کٹے ہی | کسی کی شب ہجر روتے کٹے ہی
ہماری یہ شب کیسی شب ہی آلہی | نہ سوتے کٹے ہی نہ روتے کٹے ہی

چند روز مین یہ بھی پر جوش موسم آخر ہوا۔ اور برسات نے اپنا جمال باکمال دکھلایا۔ ابر سیاہ دامن کہسار سے جانب شہر چلا۔ ہوای خنک نے دماغ پریشان کو چاق کیا۔ ناسپاس مسلمانون کا ذکر ہی کیا ہندؤون کے

یہان برسات پوجی گئی۔ دو چار دن بادلون کی گھیر گھار رہی ایک دن بسم اللہ
کرکے پہلا ہی دونگڑا اس دھڑلے کا پڑا کہ جل تھل بھر دیے کل شئی حی من الماء
کا عالم نظر آگیا رات ہی بھر مین تمام دنیا کے حشرات الارض زندہ ہوگئے
سبزۂ نوربستہ سے صفحۂ زمین چرخ اطلس بنا۔ اساڑھ کا مہینہ خیر یون ہی کچھ
گذرا ساون کے آتے ہی عیش باغ کے میلے شروع ہوگئے رنگین مزاجون سے
کیا ممکن کہ کوئی میلہ ناغہ ہو۔ جمعہ آیا اور صبح سے طیاری ہونے لگی بنتے سنورتے
تھوڑا سا دن باقی رہگیا۔ اہل دول جوڑیون پر مع جوڑے کے سوار ہوکر جاؤ ئی
شوقین غربا بھی دوگامہ بھاگے ہوئے آگے پیچھے پہونچ گئے۔ اس میلہ مین
ساقنون کا ہجوم رنڈیون کا جھرمٹ تماشائیون کا مجمع مختلف الالوان پوشاکون کا
لطف جھولے کے پینگ ساون کا دردانگیز اور فراقیہ مضمون قابل دید وشنید ہوتا ہی
فی الحال جب سے بی مشتری نے غروب کیا دھومن صاحب کی دھوم دھام ہے
اور شہر کی گانیوالیون مین اول نمبر کا ٹکٹ انہین کے پاس ہی۔ جہان انھون نے
جھولے پر بیٹھ کے تان لگائی (آئی ساون کی بہارستیان جھولا ڈالو باغ مین)
تمام میدان عیش باغ مین کھلبلی مچ گئی۔ مشتاقان بی زر صفین پھاڑ پھاڑ کر
قریب آپہونچے۔ داہنے بائین پرا باندھکر جم گئے۔ بی دھومن کی صدائے
دلکش سے آگاہ بھائیون پر وہ اثر پیدا ہوا کہ جو گورو نیرناے رزمی کے سننے
سے ہو۔ سر وگردن بے قابو اعضاے بدن اختیار سے باہر۔ جان نثاری کا ولولہ
اظہار شجاعت کی امنگ۔ تمناے سرفروشی کا وفور۔ مگر وقت اور زمانے سے
مجبور۔ اگر اوسوقت بی دھومن کہین فیر کا حکم دیدین تو غالبا خون خرابہ ہوجائے

اورلکھنؤ کے بانکے گبھڑیون سے توپخانہ چھین لین - اور چھڑیون سے لڑکر لکھنؤ خالی کرالین - اور پہر جوارین خاص کی یہ کیفیت کہ ثنا وصفت کا ساون بہادون برسا رکہا ہی - اور تعریفون کی بوچہار لوہے کے پل تک جاتی ہی - طرہ یہ کہ فقط واہ واہ پر اکتفا نہین بلکہ اوسکے ساتھہ یہ بہی ہی کہ قسم ہی قرآن کی اگر آج میانصاحب (جنکی ملار مشہور ہی) زندہ ہوتے تو اسوقت کے گانے کی داد دیتے - یا اگر حضرت سلطانعالم شاہ اودھ بقید حیات ہوتے تو بیشک انکی قدر کرتے - چند ہی روز مین انکی رتی چمک جاتی افسوس ہی دنیا خالی ہوگئی نہ اہل مال دہی اور نہ صاحب کمال (کوئی نہین رہے تو نہین سہی خوشامدی سلامت رہین جنکی ذات سے سب کچھ ہے) دوسرے صاحب نے ارشاد فرمایا - کہ بہئی واللہ سچ کہتے ہوین اپنے اور اپنی بیوی دونون کے ایمان سے کہتا ہون کہ انکا مثل کاہی کو ہی اور آج اس شہر مین کیا بمبئی تک کوئی انکا جواب دینے والا نہین ماشاءاللہ اسی آواز کا سُریلہ پن تو دیکھو معلوم ہوتا ہی ارگن بج رہا ہی یا کوئل کوک رہی ہے گلے مین گویا ہڈی نہین رہی (درین چہ شک گلے مین کیا تمام جسم مین کہین ہڈی نہین)

الغرض جہان اسقدر زندہ دلون کا مجمع تہا وہان ہم ایسے دو چار تجربہ پیشہ غریب الدیار بہی علحدہ چپ کہڑے ہوئے نیرنگی عالم کا تماشا دیکھہ رہے تھے - اگر داہنے بائین سے کہین چوڑیون کی آواز یا چھڑون کی جھنکار کان مین آگئی تو کن آنکھون سے یک نظرے خوش گذرے دیکھہ لیا ذرا کنوتیان تو بدلین مگر سر جھکا کے گہاس کہانے لگے شعر

ہمین کیا جو تربت پہ میلے رہے   یہ سب کچھ ہوا ہم اکیلے رہے

از حضرت دماغؔ

متفرق مضامین

بحر طویل

حضرت سلامت۔ لمبی چوڑی تسلیمین عرض ہین آپ نے کچھ سنا ہمنے نماز پنجگانہ کو پانچون وقت کے سلام اور وظیفون کو پانچون وقت کے طعام سو بدل دیا! دیکھیے کیا طول عمل ہی! اگر آرد شیر دراز دست بھی ہوتا تو اس دستبرد ہاتھ کے طوطے اوڑ جاتے۔ اور بے اختیار ہوکر ہاتھ اُٹھاتا۔ اِس طول عمل مین کیا مجال جو آپ کوئی بات ہلکی پاوین۔ اگر کوئی مصرعہ ہی تو وہ بھی شیطان کی آنت سے کم نہین۔ قطعہ رباعی ترجیع بند بیت غزل اور سارے زمانہ کے وزن آپ نے سنے ہونگے۔ بحر طویل کو کاہیکو سنا ہوگا بندۂ درگاہ جہان کے کوچہ گرد۔ نور کے تڑکے پھندنے والی ٹوپی دیکر پونچھلے دار پتنگ کی طرح جو بڑھ نکلے تو بیاہ براتون کی کثرت تو ہئی ہی کھٹ سے ایک لالہ صاحب کی محفل مین داخل ہوگئے۔ وہان بھی کوکب اقبال کی رہنمونی نے دُمدار ستارہ ہی بنا رکھا۔ دیکھتے کیا ہین کہ غزل بازی۔ بیت بحثی۔ شعر خوانی۔ رقعہ بازی۔ گالی گلوج۔ ہورہی ہی۔ لیاقت اور فضیلت کے گلون پر کُند چھریان رِیتے جاتے ہین۔ اتنے مین کوئی بھیاجی کسی کونے سے بوڑھے بکرے کی طرح لگے بڑانے۔ تھرتھراتی آواز سے لگے بحر طویل سُنانے۔ ہم توکیا اگر امیر خسرو ہوتے تومان جاتے۔ وہ بحر طویل کاہیکو دریا کا پاٹ تھا یا آہنی سڑک یا تار برقی یا حرامزادے کی رسّی۔ جی چاہے تو آپ بھی سماعت فرمائیے۔

وہو ہذا۔ دوش رفتم سوئے بازار کسے یافتم عیار۔ زہر قید سبکسار۔ بہ نزدیر گرفتار
زخود رفتہ و سرشار۔ سبک خیز چو رہوار۔ تنش چون تن زنبور سیہ خال
رخ چو رمثال شب دیجور۔ بیرکوٹ و پتلون۔ بدن شستہ ز صابون۔ رخش
زرد۔ دلش سرد۔ تن و جان ہمہ گرد۔ نہ او صاحب ایمان۔ دلی بندۂ شیطان
نہ ہند و نہ مسلمان۔ نہ از قوم نصارا۔ دو دہر مست لپمنڈ شوق۔ گہے تخت
گلے فوق۔ گہے استاد و شاشید۔ گہے جست و سرائید۔ گہے ٹھوکر دیتی۔ گہ چار و گہے
کافی و شمپین و برانڈی۔ گہے بیر و کلارٹ۔ گہے پاکٹ۔ گہے جاکٹ گہے شیری
و گہے رم۔ گہے بگھی گہے ٹم ٹم۔ ہمین فکر بہر دم۔ گشتہ حرص و ہوا را۔
گفتم اسے ہمسر فرعون۔ چرا میشدی مطعون۔ کسے نیست چو یارت۔ چہ بود
آخر کارت۔ این وضع کدام ست کہ داری۔ چون شد ز خرد عاری۔ شیشۂ ننگ
شکستی۔ در دانش بچہ بستی۔ توئی دیوانہ و مدہوش۔ رہ عقل فراموش۔ بشر علم و
ادب دور۔ ہمی گم رہے مخمور۔ بگو نام و نشانت۔ شوم آگاہ بجانت۔ مکن دیر خدا را۔
گفتہ عدوے ناموس۔ بر و ڈام بگ نوس۔ تم آدمی ہے کالا یو سور کالمتالا
من صاحب لوگیم۔ فدائے بسر میم صاحب پلپلی نام بجہان شہرۂ عام۔ ذر موذم
تو چہ دانی کہ نا قابل آئی۔ بزنم تھپڑ و ٹھوکر ایٹو گڈام ایر شکنم روے شمارا۔
گفتم اے صاحب اوصاف مزن بیہدہ بہ من لاف۔ بہ بین روی سیہ خویش
بہ آئینہ در پیش مشو طائر نقال۔ مزن مفت پر و بال۔ بجوز بسکٹ و ہم
کیک۔ مکن ترک رہ نیک بشو بہر و حسنات۔ برست از مزخرفات بہ بین
صدق و صفا را۔

راقم ہندی نہ فارسی
بہیا جی بنارسی

مخمس

کلاہ سرخ ترکی دائما برسر نمی ماند ہمیشہ کوٹ وجاکٹ زینت ڈریس برنمی ماند
زمانہ بریکی آئین اسے نیچر نمی ماند عروس نوحجاب آلودہ باشوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

براندی دائما در بوتل و ساغر نمی ماند چنین بید و چرٹ در دست ولب اکثر نمی ماند
بیا این بوٹ انگریزی فز[1] برسر نمی ماند عروس نوحجاب آلودہ باشوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

مدام این گیند و کرکٹ نسخہ ریڈر نمی ماند ہمیشہ برزبان اسپیچ ہم لکچر نمی ماند
برائے مدرسہ این چندہ پر زر نمی ماند عروس نوحجاب آلودہ باشوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

چنین اسپ خرد سرپٹ بمیدان تا کجا تازی ہمیشہ گیند و کرکٹ ہمچو طفلان تا کجا بازی
مزیب در بدن تا کی چنین پتلون گوسازی عروس نوحجاب آلودہ باشوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

براندی تا بکے از ما بگو اے نیچرل نوشی لباس جاکٹ و پتلون بی کھٹکہ چنین پوشی
برائے کردن این رسم لندن تا کجا کوشی عروس نوحجاب آلودہ باشوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

کنی گمراہ عالم را با اسپیچ زبون تا کے بسر مزمن نمودن این چنین خبط و جنون تا کے
نمودن بول استادہ بمثل سگ کنون تا کے عروس نوحجاب آلودہ باشوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

[1] فز بمعنی کلاہ ترکی۔

خوری تا چند مرغ سر بریدہ باہمہ غیرت — حرامی را نمائی از دلیل خویش چون حلت
خردمی نالد ای نیچر بر این عقل بر این ہمت — عروس تو حجاب آلودہ با شوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمے ماند

بجای سنگ اسود ریے لیٹی ہی ابوسیدن — بوقت گیند کرکٹ بید جھڑک بیتاب گردیدن
چو قرآن و حدیثہا ای نیچری انجیل را دیدن — عروس تو حجاب آلودہ با شوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمے ماند

تو گوئی ذکر اینہ ورا کہ ہست آن خالق بیچون — کیونہ چون بکایک فتنہ میسازد غرغون غون
بترس از داور دارا و توبہ کن از این اکنون — عروس تو حجاب آلودہ با شوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمے ماند

بات کا بتنگڑا

بی بی۔ چلو ہٹو۔ مجھ جنم جلی کی قسمت ہی خدا نے ایسی بنائی۔
میاں۔ ایں خیر تو ہے۔ یہ آج تمکو کیا ہوگیا۔
بی بی۔ ہوگا تمکو یا تمہارے ہوتوں سوتوں کو۔ مجھ دکھیا مفلس کو کیا ہوگا۔
میاں۔ باتیں تو زمستون کی سی کرتی ہو۔
بی بی۔ جی ہاں۔ بس مُنہ نہ کھلواؤ۔ ایسا ہی تمنے مجھے روپی اشرفی ہی پاٹ دیا ہے۔
میاں۔ پھر اسمیں بہی کچھ شک ہی۔ تم جانتی ہو جو کچھ آتا ہے تمہارے ہی پاس جاتا ہے۔
بی بی۔ اجی وہ آپ ہی کو مبارک رہے۔ موئی خیر نہ برکت۔ ادہر روپیہ آیا چٹر پٹر میں اُٹھ گیا۔ میں کیا سب کہا لیتی یا زیور گڑھا لیتی ہوں۔

میان - یہ نہ کہو بیگم - ابھی خیال کرو - کچھ نہین تو ہزارون حساب بتا دون ابھی تمہاری شادی مین ابا جان نے (خدا جنت نصیب کرے) باوجود قرضداری کے پانچہزار صرف کیے - پھر مین نے نوٹ بیچکر پونے چار ہزار کا مکان لے دیا - ابھی نادرہ کے ہونے مین سوا تین ہزار ایک دیے - رقیہ کی دفعہ بیطرح خرچ ہو رہا تھا دو ہزار پھر دیے - نادر کے ختنے مین چار ہزار اُٹھے - بسم اللہ مین ابھی کل ڈھائی ہزار دیچکا ہون - زیور اور پوشاک بھی ایک ایک دو دو کرکے پانچہزار کی ہو گئی -

بی بی - بس مرو دے بس - خالہ کے آگے ننھیال کی بڑائی - اپنے مُنہ میان مٹھو بننے سے کیا ہوتا ہے - لگے بنیے مہاجن کی طرح بہی کہاتہ سُنانے - یہ سب آپنے اوٹھایا ہوگا - جانے میری جوتی کی نوک کی پیزار - میرے چونڈے پر اُسکا کیا احسان - میرا گھر آپنے کیا بھر دیا - شادی مین اُٹھایا اپنی ناچ رنگ مین اوڑایا - جن جن کا کھایا تھا اونکو کھلایا - باقی ان دو بچون کے واسطے بھی جو اوٹھایا وہ بھی آپ کے حوصلے کی بات تھی نکرتے تو بندی کا کیا بگڑتا - جو لوگ کہتے اپنے تمہین کو کہتے - ہان کپڑے اور زیور (لا کلام دہاتی ٹھونک کر) سو وہ ایسے لاکھون کرورون کے نہین اس سے ہزار گونہ تو مین اپنے گھر سے لائی تھی - اور آج جو نہ لائی ہوتی تو آپ اللّے تللّے بے فکریان کسیر کرتے - غضب خدا کا جسکے آگے بال بچے اور وہ تمہاری طرح اس عمر مین یون بگڑے - نا بابا مجھے تو ان باتون کی عادت نہین مین تو رنڈی باز مرد عورت پر آنکھ نڈالون -

(ابتو میان سے نرہا گیا کفن پہاڑکے بولے)

میان - یہ یہ یہ - یہ بیگم تم نے کیا کہا - ذرا پہر تو کہو -

بی بی - ہان ہان - کچہ جہوٹ کہا - لو صاحب جبتک ہم بولتی نہین تب ہی تک

میان (آنکہ نیلی پیلی کرکے) یعنے ہم رنڈی باز ہین -

بی بی - یہ تو جانے میری جوتی - مگر آدمی کے آثار کہین چہپے رہتے ہین -

میان - بہلا کچہ تو معلوم ہون -

بی بی - اجی بس جانے بہی دو - بیفائدہ کے تئین کیون بات بڑہاتی ہو ابہی بتا چلون گی تو جہوٹے جہوٹے دس بیس کلام اللہ اوٹہانے لگوگے مفت مین گنہگار ہونگی - بہرے گہر مین تم کو کلام اللہ اوٹہاتے تامل ہوتا نہین خدا کرے ان جہوٹی قسمون کا مظلمہ اونہین حرامزادیون کی جان پر پڑے میرے اور میرے بچون کی جان سے دور -

میان - جی نہین مین قرآن نہ اوٹہاؤنگا کسیکا نشان دیجیے تو -

بی بی - نام اور نشان کیسا - یہ بہی جولاہے کا تیر ہے - ہم کو سب گہاتین معلوم ہین - یہ آئے دن کمیٹی جانا خالی از علت ہی ا جب خدمتگار سے پوچہوایا تمہارے سرکار کہان گئے تہے - صاحب کمیٹی گئے تہے - اب جو پوچہوا دسمین ہوتا کیا ہی تو نمک حرام بتاتا نہین - اور مزا یہ جب کمیٹی موئی مین جانا ہوا بی چندا کے بہی کچہ نہ کچہ نذر کرنا پڑا - یہ بند ہی بات ہی - جب کبہی تم مُردار کمیٹی مین گئے ہو اُسکے دوسرے ہی تیسرے اودہا کے بی چندا کے نام دوسو چارسو ضرور حساب مین موجود ہین -

دیوان سے پوچھتی ہون ارے کمبخت یہ کیا چیز ہے - وہ کہتا ہی سرکار کمیٹی مین گئے تھے وے آئے ہین - آگے بتاتا ہی نہین - اور مین کمبخت اس راز سے کیون آگاہ ہونے لگی تہی - وہ تو اُسدن چھوٹے بھیا آئے تھے مجھے کچھہ یاد آگیا - پوچھہ بیٹھی کمیٹی کون چیز ہے ؟ وہ تو جانو انگریزی فارسی - زرزری - فرفری - سرسری سب ہین دست و قلم ہے - چھہ مہینے کا ال اس انگریزی کی گٹ پٹ اسکول مین سیکھی ہی - وہ سمجھکر چپ ہو رہا - لاکھہ پوچھتی ہون اب بتاتا ہی نہین - جب بہت پوچھا بہت پوچھا تو بتایا جلسے کو کہتے ہین - بس فوراً ہی تو مین سمجھہ گئی - کہ یہ کچھہ نہین - دس بیس موئے لچے بدمعاش جمع ہوتے ہونگے - ناچ گانا جلسہ ہوتا ہوگا - جہان اور رنڈیان منڈیان آتی ہونگی وہ شغتل چنداً مُردار ہی ہوگی -

(اب تو میان سے ہنسی ضبط نہو سکی)

میان - قہہ - قہہ - قہہ - بہئی واہ کیا بات نکالی ہی - واللہ بیگم ہو طبیعت دار بات خوب نکالی - پہر اب کیا ہوگا - ہم نے تو چندہ سے نکاح کر لیا -

بی بی - میرے ٹھینگے سے (انگوٹھا دکھا کر) ایک نہین ہزار - لیکن بندی کو تو اب اس گھر مین بائین ہاتھہ کا کھانا حرام ہی یہ بچے آپ کو مبارک رہین - میرا میکا سلامت رہے - مجھ بھر کو بہت ہی -

میان - کچھہ خیر ہی ؟ آدمیون کی سی باتین کرو - آج یہ نیا خبط ہوا ہی - وہ لونڈا تمہارا بہائی تو ہی احمق - وہ بھکوا کیا جانے - کمیٹی اُسکو کہتے ہین جہان دس پانچ عقلمند آدمی عقل اور ہوشیاری کی باتین اور صلاحین کرتے ہین -

بی بی۔ پھر کیا رنڈی بازی مین عقلمندی کا خرچ ہی۔ یہی صلاحین ہوتی ہونگی کہ آج اُسکو بلواؤ۔ کل اُسکو بلواؤ۔ پرسون اُسکا مجرا ہو۔

میان۔ یہ نہین میرا مطلب ہی ملک اور شہر کی باتین ہوتی ہین۔ جیسے لڑکیون کا پڑھانا۔ لڑکون کا پڑھانا۔ شہر کی صفائی۔ عورتون کے واسطے قابلہ عورتون کو پڑھانا۔ اور انھین باتون کے واسطے روپیہ سب دیتے ہین اُسکا نام چندہ ہی۔

بی بی۔ ہان اب مین سمجھی۔ توبہ توبہ میرا کدھر خیال تھا۔ اُس لڑکے نے تو مجھے بوکھلا دیا تھا۔ آج دن بھر مین اسی مین ناحق حیران رہی۔ دس بجنے کو آئے اور اوڑکر کھیل مُنہ مین نہین گئی۔ معاذ اللہ کی پناہ ہے۔ اب جاکر حواس درست ہوئے۔ خیر ہوگا ایسا ہی شاید ہو۔ یہ بھی کوئی بڑی بات نہین۔ اگر دائیان پڑھ لکھ گئین تو آپ ہی معلوم ہو جائیگا۔ مگر مجھے تو مردون کی بات کا اعتبار نہین۔

میان۔ خیر سر دست تو چندے چپ رہیے۔

فریاد

یا رب نہ وہ سمجھی ہین نہ سمجھینگی مری بات — دی اور دل اُنکو جو نہ دی مجکو زبان اور

رب العالمین تیرے دریدہ دہن شریر مفسد اور آزاد بندون نے دم ناک مین کر دیا۔ جی اوکتا گیا۔ زندگی سے عاری ہون اور زیست سے بیزار۔ کوئی خطا نہ قصور مگر یہ فتنہ پرداز دق کیے جاتے ہین بدنامی سے بدنامی۔ بنیا بنیا سنتے جان عذاب مین ہوگئی۔ خداوندا ان کے دل بدل دے۔ چشم بصیرت

عطا فرما۔ جو میری خوبیون پر نظر ہو۔ میرے حلم اور بردباری کی قدر کرین۔
میری ملکی خدمت اور ہمدردی کا خیال ہو۔ مالک الملک میرا حال تجھپر
پوشیدہ نہین۔ نیک کامون مین کبھی مین نے روپیہ پیسے سے دریغ نہین کیا۔
ریفارمرون کا شریک۔ چندہ دینے والون کا مشیر کوئی ملکی خدمت ایسی
نہین جہان تیری عنایت سے میری ہمت نے کمی کی ہو۔ کالج اسکول
اور سوسائیٹیان میری فیاضی کی گواہ ہین۔ مگر پھر بھی خداوندا یہ ناہنجار
بندے میری عزت کے درپے ہین میری تمام کارروائیون پر خاک ڈالنا چاہتے
ہین۔ رشک ہی اور جلن۔ میری ناموری عروج اور ثروت کو نہین دیکھ سکتے
یہ مانا کہ مین بنیا سہی مگر خالق کون ومکان۔ کیا بنیے آدمی نہین۔ اور انکو
تیرے بندے ہونے کا اعزاز نہین بخشا گیا۔ کیا پاک پروردگار بنیون کی
خوبیان بھی تیرے شریر بندے برائیان خیال کرنے کا استحقاق رکھتے ہین
عالم الغیب تو میرے حال سے بخوبی واقف ہی۔ تیری توفیق اور توجہ سے جو
دولت اور وقعت مین نے حاصل کی اوسکا حال تجھپر روشن۔ خداوندا
مصیبتین مین نے جھیلین۔ کڑیان مین نے سہین سختیون کا مقابلہ مین نے کیا
شدائد مین مستقل مین رہا۔ ہمت مین نے ظاہر کی۔ محنتی مین۔ کوشش مین نے کی
تیری عنایت سے اپنی ہستی کو درست کرنے کے لیے زمین آسمان کے
قلابے مین نے ملائے۔ دربدر مین پھرا خاک مین نے چھانی۔ جوتیان
چٹخاتے چٹخاتے تیری کرم گستری سے اس مرتبے کو مین پہونچا۔ مگر خداوندا
پھر کچھہ نہین۔ مین ان شریرون کے نزدیک وہی بنیا۔ خودغرض مطلبی

اور چاپلوس بنیا ہون۔ کاش اگر مین انگلنڈ مین ہوتا تو اہل یورپ میرے
سوانح عمری سے ترقی کا ایک عمدہ سبق حاصل کرتے۔ مگر فریاد ہے فریاد۔
یہ ناشناس ہندی میری خوبیون کو بیٹھتے ہین۔ میری شہرت کے دشمن ہین
اچھا مین خوشامدی ہی سہی۔ مگر رب العالمین جب خوشامد سے توراضی ہی
تو یہ اعتراض کرنے والے کون۔ تیری ہدایت کے موافق حاکم تیرا سایہ ہین
پھر اگر مین نے خداوندا حاکمون سے لگاوٹ یا خوشامد کی تو گناہ ہی کیا ہی۔
الٰہی تو دلون کا حال بخوبی جانتا ہی۔ بہت سی باتین انسان دنیا کی تعلقات
مین پھنسکر بمجبوری کرتا ہے۔ میرا بھی بعض صورتون مین علیٰ ہذا دروغ
مصلحت آمیز پر عمل ہے۔ حاکمون کے انتظام مین مجھے نکتہ چینی کی جرأت
نہین ہوتی۔ کہ مبادا میرے فائدون مین فرق آجائے۔ مین واقعی اس مین
لاچار ہون۔ کیونکہ میرا دھندا بالکل حاکمون کی عنایت سے چلتا ہی۔ پھر کیونکر
ممکن ہی کہ مین کسی کے خلاف لکھکر اپنے پیر مین خود کلہاڑی مارون۔ مجھے
نہ آزادی کا دعوی نہ اخبار کے ذریعے سے ملک کی خدمت منظور۔ میرا پرچہ تو
بالکل خوشامد کا آلہ اور مدح سرائی کا ساز ہی۔ خداوندا بوجہ اصلی بنیا ہونے
کے میرا نام بد ہی۔ ورنہ ہر شخص جسکے تعلقات میرے سے ہین یہی کرتا ہے اور
کوئی اُسکے خلاف نہین ہوتا۔ مالک الملک کہنے کو سبھی کہتے ہین۔ مگر کیا وہی
جاتا ہی جو مصلحت وقت ہی۔ مسٹر گلیڈاسٹون کی نظیر ہمارے سامنے موجود ہی۔
منسٹر ہوتے ہی وہ تمام آزادانہ خیالات بدل گئے۔ پالسی ہی اور ہوگئی۔ بس
خداوند ہمیشہ سے یونہین ہوتا چلا آیا ہی۔ اور مین بھی یون ہی کرتا ہون۔

رشک اور حسد کے الزام میرے نسبت نہایت مبالغے سے کیے گئے ہین
تیری عزت کی قسم اگر دشمنی بہی مجھی اپنے ہمعصرون سے ہی تو اسی خیال سے۔ کہ ع
بود ہم پیشہ با ہم پیشہ دشمن
زیادہ کسی کو مین کیا ستاؤن گا۔ مین خود گوئی ہون۔ اور اس قدر سخت دل
کہان سے لاؤن۔ ہاے نا قدرون مین میری قدر نہین۔ ملکی فائدے
اور ترقی تجارت کے لیے جو کوششین مین نے کین اونسے تو بخوبی واقف ہی۔
اپنا سرمایہ لگایا۔ لوگون کی خوشامد درآمد کرکے راضی کیا۔ سالہا سال کی
کاہش اور جانفشانی سے چرخا قایم کیا۔ لاکہون بندگان خدا کی رزق کی
تدبیر نکالی۔ دن کو دن اور رات کو رات نہ سمجھا۔ دوڑ دہوپ مین میری تمام
چربی پگھل گئی۔ تندرستی مین فرق آیا مگر مین نے ہمت نہ ہاری۔ جان و
مال پر آبنی مگر مین نے کچھہ دریغ نہ کیا۔ پرائے شگون کے لیے اپنی ناک
مین نے کاٹی۔ ایک ٹانگ کہو بیٹھا۔ پہر خاک قدر نہین۔ بجاے ستائش کے
خود مطلبی کے الزام میری نسبت رکھے گئے۔ بے ایمان اور بدطینت ثابت
کرنے کے لیے کمیشن کی تجویز میرے لیے کی گئی۔ خلعت کے بدلے لعن وطعن
مجھے ملے۔ مشکوری کے عوض برائیون کے ہار مین نے پہنے۔ اور رہی سہی
عزت کہو بیٹھا۔ خداوندا آدم کی مصیبت سے یہ ذلت زیادہ ہی۔ تاب و صبر
رخصت ہو گئی۔ اب دنیا اور اوس کے ناشناس لوگون سے نفرت ہی۔
خداوندا اب اپنی ستائش کے فرشتون مین مجھے جگہہ دے۔ کہ تیری صفات
نامحدود کا آلہا گایا کرون۔ اور جو کسی قدر ہنوز میری زندگی باقی ہی۔

اور زیست مین یہ امر محال - تو ۵

بدل دے کوئی دل اس دل کی بدلے　　　آلٰہی تو تو رب العالمین ہے

اس بوسیدہ بنیے کے لباس کی دھجیان اُڑا - اور راے بہادر یا خان بہادر کا خلعت پہنا - کہ تیری کرم گستری کے تصدق مین کسی قدر مستعار زندگی خوشی اور عزت سے بسر کرون - اور نہین تو ان دریدہ دہن آزاد بندون کے قلب ہی سے بنیے کا لفظ میٹ دے کہ یہ بار بار برچھی کی زبانین میرے نازک اور شکستہ دل پر برچھی کا کام نہ کرین -

جنگ سوڈان

زبد عنوانی مھدی بمصر افتاد مشکلہا　　　کہ از پیچیدگیش سرنگون گشتند عاقلہا

زبدحالی ملک وشہ نمی فہمند غافلہا　　　چو در چاہِ ذلالت سر فرو بردند جاہلہا

ازین زحمت بسی رنجیدہ دل گشتند کاملہا　　　بملک فکر و اندیشہ روان گشتند فاضلہا

خبر کردند در لندن چو ہشیاران ناقلہا　　　کہ مھدی ہیبت ظلم و ستم انداخت در دلہا

الا یا ایہا الساقی ادر کاسًا و ناولہا
کہ عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکلہا

خدیو از خوابگاہِ خویش ہم بیرون نمی آید　　　کہ لرزہ بر تنِ او قوتِ مھدی بیفزاید

چو مھدی مرد ماں را ہمرکاب خویش بگراید　　　مجال این ہیچکس را نیست او را روی بنماید

بنا بنہاد رسم ظلم و دست از خون بیالاید　　　مخنث گشت فوجِ مصر شرمم اور انمی آید

تغافل شرط ہمت نیست انگلش را ہمین باید　　　کہ از رعب جلال خویش مھدی را بشر ماید[۵]

[۵] چہ خوش شعر ہے

بموی نافہ کاخر صبا زان طرہ بکشاید
زتاب جعد مسکینش چہ خون افتاد در دلہا

گئی لندن کو جسدم مصرسی جھٹ پٹ خبر یہ بد — پڑی اک دہوم کونسل مین ہوئی بسیار رد و کد
ہوئی ہنگامہ سی اس بحث کی کونسل مین شد و مد — کوئی کہتا تہا لڑنا چاہیے کرتا تہا کوئی رد
گلیسٹن یون کہا ڈرکر خرابی لائیگی بے حد — کہ روکو جلد اوسکو تا خرابی کی نہو آمد
بنایا ہکس کو جنرل کہ مہدی ہین بڑے مرشد — چلی پہر فوج یون ہلکر کہ کانپی جسسے وام و دد

بمی سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید
کہ سالک بیخبر نبود زراہ و رسم منزلہا

ادہر جب فوج برٹش مصر مین داخل ہوئی بیغم — جہڑا کی ہکس کے مہدی سے پہر ہونے لگے باہم
شکست فاش کہاکر نا مکین مہدی کا آیا دم — لگا تب شعبدی کرنے ہوا جب سخت ہی بیدم
یقین انگلش کو پہر تو ہوگیا وان فتح کا سالم — کہ وہ سمجہے ہوئے تہا جنگ کا عربی کی پیچ و خم
تغافل ہوگیا دل پہ خیال اوسکا رہا پہر کم — یہان حال ہکس کا بگڑا نہ ہستی پر رہا قائم

مرا در منزل جانان چہ امن و عیش چون ہر دم
جرس فریاد میدارد کہ بربندید محملہا

خبر لندن مین پہونچی ہکس وان ہوکر مرا گہائل — ہوا نامردی کا سر کے پہر تو یقین کامل
صلاحون مین نہ کچہہ سلطان ٹرکی کو کیا شامل — یکایک گارڈن صاحب سپہ لیکر ہوئی داخل
مگر انگلش ہوا پہر بہی بطور سابقہ غافل — ہوا محصور جب تو گارڈن کا بجہگیا وان دل
ہوا امداد کا ہر چند انگلستان سے سائل — بنا لاچار تو روکر سنایا حال یہ مجمل

شب تاریک و بیم موج گردابے چنین حائل — کجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا

پڑتیا گارڈن تہا وان مثالِ طائرِ بے پر — گرا ٹڑیلون نے لندن مین چلائی یان سے بان آخر
ہر اک کی زق زق و بق بق سے برٹش پر پڑے پتہر — کہ بالکل عقل و دانش اُسکی آکر چہر گئی ڈانگر
اگر جیسے دم سُنا یہ دمبدم وان حال ہے ابتر — روانہ ولسلی کو کر دیا پہر ہار کر آخر
دکہایا ولسلی نے وان اگرچہ جاکے کر و فر — نہ بگڑا گارڈن کا کام انسے چہپ سکا بہتر

همه کارم ز خود کامی به بدنامی کشید آخر
نهان کی ماند آن رازے کزو سازند محفلها

گذشتہ را صلوٰۃ اب جانے دے ہرگز نہ رو حافظ — فرا ہرگز نہ آئیگا نہ اپنی جان کہو حافظ
بہلا جسمین ہو کچہہ تیر اگر اوسکی جستجو حافظ — زمین مردمی مین تخم ہمت کا تو بو حافظ
جو غصہ ہی تو دشمن کو جواب فتح دو حافظ — کوئی تدبیر مہدی کی ہلاکت کی کرو حافظ
رہو مضبوط اور دشمن سے بدلا چلکے لو حافظ — کہ دشمن زیر ہو دل دوستونکا شاد ہو حافظ

حضوری گر همی خواهی ازو غائب مشو حافظ
متی ما تلق من تهوی دع الدنیا و اهملها

انکم ٹکس اور میاں بیوی

بیوی - ب - میاں - م

ب - مین کہتی ہون روز تم جلسے مین کیون جاتی ہو - کچھ دال مین کالا ضرور ہی
م - نہین جی تم خدا واسطی کو بدگمان ہوتی ہو سُنا نہین ٹکس کی دہول پڑنیوالی ہی
ب - اوئی! کیا بلا ہی!! - انا کہتی تہین ٹکس رنڈیون پر بندہا کرتا ہے
یہ مردؤن پر کیسا؟ بس مین سمجھی - کوئی تمہاری چہیتی ہوگی - اوسپر ٹکس بندہا ہوگا - جب ہی تو تلوون سے لگی ہی - چلو ہٹو بہی مجھسے نہ بولو -
م - این تم آگ بگولا کیون ہوتی ہو؟ - کیسی رنڈی - یہان ہوش ٹھکانی نہین تللے کی سانس تللے اوپر کی اوپر ہی - رنڈی کس بہڑوے کو سونجھے گی - تم ہو کہ آپ ہی آپ برس پڑنے پر تیار - وہ مثل نہین سُنی "آ ؤ پڑوسن لڑین" بہئی کیا کہون واللہ ہی - بعض وقت اس دیس کی عورتون پر رونا آتا ہی - اور نہ پڑھائی لکھائی جاوین - یہ انکم ٹکس ہی کمبخت سب پر بندہا ہی - کم سے کم پانسو روپیہ سال کی آمدنی والا سیکڑے پیچھے دو روپئے سرکار مین داخل کرے گا - قانون پاس ہو گیا - اب اُسکی تشخیص کا وقت ہی اوسکے صلاح مشورے کو چار صورتین ایک جلسے مین جمع ہوتی ہین -
ب - یہ تو تم جانگلؤن کی بولی بول گئے - مین خاک نہ سمجھی - قانون پاس ہو گیا تو میری جوتی سے - اور یہ تخشی (تشخیص) نہ جانے کون چڑیا ہے - ذری آنکھین دیکھون - کچھ پی کے تو نہین آئے ہو - ! - ابہی وکالت کی

سند لیے گنتی کے چار دن ہوے ہین۔ وہ بہی (تم کہتے ہو)
سوئی نیچے درجے کی ہی۔ روز جو دو ایک ملے اونسے گہر کا دہندا بہی نہین چلتا
ٹکس گیا چوطے بہاڑ ہین۔ اپنے کیواڑ بند کرکے بیٹھ رہو۔ جب کوئی آئے گا
ماما کہدیگی نہین ہین۔ جب دہڑکا نہ رہے تب نکلنا۔ بلا سے دس
بیس دن گہنا پاتا بیچکر بسر کرینگے۔

م۔ اے لو تم بچون کی سی باتین کرتی ہو۔ گرفتار ہون؟ ہتکڑیان
پہنون؟ یہ انگریزی ہے انگریزی!۔

ب۔ تو تمہارا شوق آپ ہی چرایا ہی۔ جاؤ۔ جلدی جاؤ۔ میری اور چار
اڑوسیون پڑوسیون کی بلا سے۔ بی پڑوسن سنتی ہو۔ یہ مجہو سٹرن بناتے
ہین۔ تمہین خدا لگتی کہو۔ مین انکے بہلے کو کہتی ہون یا برے کو۔ انکے پاؤن
مین تو چکیان بندہی ہین کہون گی تو مرچین لگین گی۔ ہو نہو۔ کہین آنکہ
مشکن کی ٹھہرائی ہے۔ تمہین میری جان کی قسم۔ اپنی چونچ بند رکہنا نہین
اچھا نہین۔ جو تم کہتے ہو وہی سچ ہے۔ برتن باسن سب بیچ باچ کے
موئے ٹکس کے چوطے مین جہونک آؤ۔ آپ ہی مونگ مانگتے پھروگے۔
بلا سے کلیجے مین ٹھنڈک پڑجائے۔ ان بچون کو بہی وہین دے آؤ۔
سرکار پال پوس لے گی۔ ایک ڈولی دو کہار لا دو۔ میرے ٹھینگے مین
گیا یہ گہر۔ مین اپنے میکے جاتی ہون۔

م۔ بہئی واللہ مجہسے ناحق لڑتی ہو۔ وہم کی دوا لقمان کے پاس نہین۔ آنکہ
مشکن کا نام نہ لو۔ آنکہین پہوٹین اگر کسی رنڈی منڈی کو دیکہا بہی ہو

جناب امیر کی قسم ٹکس کے مارے عقل تبی بول رہی ہی۔ دبی بلّی چوہون سے کان کٹائے۔ بھلا سرکار کا حکم اور مین نہ مانون۔!

ب۔ سرکار کو ہو کیا گیا ہی۔ اوسے نہین سوجھتا کہ یہ غریب غربا کیسے جئینگے۔ تم تو کہتے تھے اب دن پھرتے ہین۔ اب دن پھرتے ہین۔ بڑی آمدنی ہوگی۔ خاک نہ دھول۔ آج سند بدلانے کو اتنا چاہیے۔ کل ٹکس کو اوتنا چاہیے۔ اس غضب کا کہین ٹھکانا ہی۔ آئے دن کی چوٹین سہنے کو کوئی پتھر کا کلیجا کہان سے لائے۔ مین مردوا ہوتی تو ایک آنکھہ نہ مانتی۔ سرکار سے کہتی بھلا ان بیکسون کے ستانے سے کیا حاصل ہی۔

م۔ تو کیا مین ہی اکیلا ہون۔ لکھو کہا اسی جال مین پھنسے چڑیون کی طرح پھڑک رہے ہین مجبور رہین۔ واللہ ہی بڑے بڑے صاحب لوگ نہین بچے۔

ب۔ اونکی نہ کہو۔ تم حق کہتے تھے بڑی بڑی تنخواہین پاتے ہین۔ پھر انہین کچھہ نہ کہلے گا۔ یون سوٹائی کی چلبون اور ہی۔ مین ایک جھنجی ندونگی۔ حضرت عباس کی قسم زہر کہالونگی کوئی میرے بچون سے لاڈ لاتو ہی نہین جو اونکو چھوڑکے اوسکے نیگ لگاؤن۔ جاؤ اسی طرح بڑی صاحب سے کہہ آؤ۔

(اتنے مین سرکاری چپراسی آپکارا)

"میان صاحب ہوت۔ میان صاحب ہوت۔ ہو منہ۔ بولت ناہین سپٹا مارے بیٹھے ہین۔ جنو ٹکس سے بچن تو چہین"

ب۔ یہ کون نگوڑا گلا پھاڑ رہا ہے۔ اے خدا سنوارے اسکے حلق پر جھاڑو پھرے۔

م۔ چپ چپ سرکاری چپراسی ہی۔ واللہ ہے جا کے کچھ زہرا و گل دیگا تو قیامت آجائے گی۔ تم انہیں نہیں جانتیں ایک ہی جس کی گانٹھ ہوتی ہین۔

ب۔ اری ماما دوڑ کے کواڑ بند کر دے۔ زنجیر چڑھا دینا۔ موا چلا آیا کرے (دامن پکڑ کے) تم اوٹھے اور مین بھر اکے کنوئین مین پھاند پڑی۔ نہ جانے دونگی۔ دنیا الٹ جائے نہ جانے دونگی۔ مین کچھ نہیں سنتی۔ ای بھری سی مجھپر جن چڑھا ہی۔ تم ہلے اور مین نے لتے لیے۔ موئے چپراسی کو بے نقط سناؤنگی۔ نا بس چپ سن ہٹیں رہو۔ (منہ پر ہاتھ رکھہ کے) بولے اور ستم ہوا۔

م۔ مین کب تک کونے مین دبا بیٹھا رہونگا۔ اور یہ جرم ہی بڑا جرم ہے۔ اا۔ آج چھپا تو کل گرفتار ہو کے جاؤنگا۔ تم اُلٹی سمجھو۔ نہ سیدھی کیا نکدم کر رکھا ہے۔

ب۔ اچھا ذری جھروکے سے دیکھون۔ چپراسی ہوتا کیسا ہی؟ (جھانک کے) بڑا سا لال پھینٹا سر سے لپیٹے ہی۔ ایک ٹکیا بھی کمر سے باندھے ہی۔ اوئی یہ تو تلوار بھی ہاتھہ مین لیے ہی۔ اے خدا بچائے۔ تمھاری جان سے دور پار۔ جیسے موا جلاد آیا ہی۔ اچھا جاؤ۔ امام ضامن کی ضامنی۔ میرا کلیجہ دھڑ کنے لگا۔ دیکھو نا بدن مین تھرتھری پڑی ہی۔ خدا کے لیے جلد آنا۔ میری ٹکٹکی دروازے پر لگی رہیگی۔ پھر یہ تلوار باندھ کے کیون آیا۔ کیا تم کوئی خونی ہو۔ اے لو زنجیر کھٹکھٹا رہا ہی۔ کہین بول بھی اُٹھو۔ آتے ہین۔ میان کچہری کو گئے۔ اور ایک ہزار کی آمدنی تجویز ہو کر بیس۲۰ روپیہ ٹکس باندھا گیا۔ منہ جھلائے گھر کو آئے۔

ب۔ ای مین صدقے۔ تم صحیح سلامت آئے۔ کہو کیا ہوا؟

م۔ ہوا کیا بیس۲۰ روپیے ٹکس کے بندھ گئے۔

ب- (سرپیٹ کے) دوہائی ہی بڑے لاٹ صاحب کی-ارے تم تو جا کے
لٹو آئے- یہ مٹھی بھر رقم کس نگوڑے کے گہر سے آئیگی- تم وہان گونگی کیون
ہوگئے تھے- پہوٹے مُنہ سے چلائے کیون نہ-

م- (غصے سے) اب تم جا کے چلا آؤ- کہون کس سے- جب کوئی سنے بہی-
وہ تمہارے میکے کے پڑوس بلکہ دیوار بیچ میر جواد حسین نہین رہتے ہین-
اونپر چالیس لادویے اس اندہیر کا کہین ٹھکانا ہی-

ب- تو ہونا کیا ہی- آج سے دو وقت کے کہانے پر جہاڑو پہیرو- ایک ہی
وقت کہانا- پہر یہ بچے کاہے کو مانین گے- روئین گے بلکین گے- ماما موقوف
گہر مین جہاڑو- ہم تم دے لینگے- تم برتن دہو دہا کے رکہ دیا کرنا- مین کہانا
پکا لیا کرونگی- خدمتگار کہان سے رہیگا- بازار سے سودا سلف تمہین لا دینا-
ٹٹو آج ہی بیچو- کچہری کو یونہین جایا کرنا- سلطانو کا بیاہ اب کیسے ہوگا-
ننھے کا بہی ٹھکانا نہین- آخر قبول کیونکر آئے- تم تو دو روپے سیکڑا کہتے تہے-
یہ کیا اندہیر ہوا- سو پر دو- دو سو پر چار- تین سو پر چہہ- چار سو پر آٹھہ-
پانچسو پر دس- ہزار پر بیس- اوئی اللہ- ہزار تو آنکہون نہین دیکہے ہین-
اب بولتے نہین مُنہ مین گہنگنیان بہرے بیٹھے ہو- مین ہوتی تو ساری
کچہری کو تگنی کے ناچ نچا دیتی-

م- اے بی تمہاری تو وہ حالت ہوتی ہی- جیسے بڑاقون کی گڈی مین
آگ لگا دی- کچہری کے معاملے تم نہین جانتین- جو ہی وہ یون مُنہ
پہیلائے ہے جیسے مچہلی کے تاک مین بگلا- وہان رقمین کٹتی ہین- مین

سود وسو گنانے کو کس بھکوے کے گھر سے لاؤن۔

ب۔ چلو ہٹو بھی۔ اچھا اب گھر بار تمھین دیکھو۔ مین خبر بھی نہ لون گی۔ وہ کون ایسا حاکم ہی جسے بیکس بندون پر رحم نہین آتا۔ میرے پاس کوڑی نہین۔ کہین سے قرض لو۔ میرا رونگٹا رونگٹا آج کوس رہا ہی۔ خدا سمجھے اور کیا کہون۔ مجھہ بخبتی کے جنم کو تمھین کیا کم تھے۔ جو سرکار بھی قہر ڈہانے کو تیار ہو بیٹھی۔

(غرض ٹکس کیا بندھا غریب کے گھر مین آئے دن ماتم کا سامان ہوگیا)

نیچریہ شاعری

نظر پڑا ایک پیر نیچر نرالی سج دہج نئی ادا کا
جو عمر دیکھو تو سو برس کی یہ قہر و آفت غضب خدا کا

سفید داڑہی پہ کالا جوتہ اور اوسپہ طرہ وہ سرخ ٹوپی
بدن پہ جاکٹ گلے مین ٹپی سے عالم اوسپر ہے اک بلا کا

جو دیکے لکچر وہ مانگے چندہ تو احمقون کی کترلے جیبین
کہے جو اسپیچ بیوقوفون پہ جال پہیلائے وہ دغا کا

ہین باتین اوسکی وہ سحر افسون کہ سن لین جسنے ہوا وہ مفتون
غضب کے فقرے ستم کے جملے اور اوسپہ طرز بیان بلا کا

بہت دنون تک کیے کرشمے طرح طرح کے دکھائے نخرے
خدا کے بندون کے دین و دنیا کو خوب لوٹا غضب خدا کا

پہراتیوان ہتکھنڈونکی حضرت زمانے پر کہل گئی حقیقت
یہ بوڑہے غمزے دکہاکے کب تک بہروگے تم سوانگ ... کا

ظریف کی ہی دعا آلہی تو اپنے بندونکو رکھ امان مین
کہ دین و ایمان کی رہزنی مین وہ شوخ مشاق ہی بلاکا

مخمس

مسٹر پنچ - گڈ مارننگ - واللہ مانتا ہون اوستاد کیا پھڑکتی ہوئی غزل مولانا ظریف کی آپ نے اپنے پرچہ اودھ پنچ مطبوعہ ۱۲ - اگست ۱۸۸۴ء مین طبع فرمائی ہی کہ دیکھتے ہی نیچریون کے گرو گھنٹال اوچہل پڑے ہونگے -

آج اینجانب کو تعطیل اتوار مین کچھ کام وام تو تھا ہی نہین - ہمنے کہا لاؤ اپنی غزل کو مخمس کر ڈالین - تمہین واللہ نہ کہیے گا کیا مصرعہ لگاے ہین اگر درج اخبار فرمائیے تو ہم جانین کہ آپ آپ ہی ہین -

وہو ہذا

اوسیکا ہی خاص یہ مقلد جو پہلے موجد ہوا دغا کا
اوسیکا منکر ہوا ہی ظالم کہ جسنے آدم کو پہلے تا کا
تمام فکر و فنون مین کامل کیے ہوسے پاس بہی ریا کا
نظر پڑا ایک پیر نیچر نرالی سج دہج نئی ادا کا
جو عمر دیکھو تو سو برس کی یہ قہر آفت غضب خدا کا

تمام پتلون جاکٹون مین ہر ایک جانب سے کرلی جیبین
کمی اگر ہو تو جیب مین بہی بنا کے دو چار دہر لے جیبین

جو کوئی کچھ دے کھلے خزانے نظر چرا کر وہ بھر لے جیبین
جو دیکھے لکچر وہ مانگے چندہ تو احمقون کی کتر لے جیبین
کے جو اسپیچ بیوقوفون پہ جال پھیلائے وہ دغا کا
نگاہ بد دور رنگ گورا گلے ہین کالر وہ سرخ ٹوپی
بنی جی بہیجو کی وہ زنفیلین بغل مین کتا وہ سرخ ٹوپی
چرٹ دہوان دہار تہوک منہ مین سیاہ پہندنا وہ سرخ ٹوپی
سفید داڑہی پہ کالا جوتہ اور اوسپہ طرہ وہ سرخ ٹوپی
بدن پہ جاکٹ گلے ہین پٹے سی عالم اوسپہ اک بلا کا
گذر چکے ہین جہان مین ابتک ہزارون عاقل کرورون مجنون
بدل چکا ہی زمانہ کروٹ دکہا چکا رنگ پیر گردون
یہ ہو چکے ہین کرشمے سارے نہو مگر اب جو کچھ رہا ہو
ہین باتین وہ سحر اور افسون کہ سن لین جسنے ہوا وہ مفتون
غضب کے فقرے ستم کے جملے اور اوسپر طرز بیان بلا کا
کہان ہی اس طرح کوئی پرفن نئے جو ہردم مچائے نخرے
کرے جو دنیا مین اور کوئی کہان سے زائد وہ لاے نخرے
ہین سخت حیران ہون الٰہی غضب کے ظالم نے پاے نخرے
بہت دنون تک کیے کرشمے طرح طرح کے دکھاے نخرے
خدا کے بندون کے دین و دنیا کو خوب لوٹا غضب خدا کا
بہت دکھائی ہی تمنے ابتک ہر اک قرینہ سے اپنی فطرت
بہت دنون سے بڑہی ہوئی ہی تمہاری تیزی تمہاری جودت

تمہارے آگے رہی ہی باقی نہ عقل کل کی بہی کچھہ فطانت
پرا ہتوان ہتکنڈون کی حضرت زمانہ پر کہل گئی حقیقت
یہ بوڑہے غمزے دکہا کے کبتک بہروگے تم سوانگ ... کا
بچاے آفت سے اوسکی خالق لگای تہگلی جو آسمان مین
مٹین وہ جہگڑے معاد کے سب ہوے ہین ظاہر جو خاکدان مین
ہر ایک ساعت بصد تضرع اوٹہا کے دست دعا جہان مین
ظریف کی ہی دعا آلٰہی تو اپنے بندون کو رکہہ امان مین
کہ دین ودنیا کی رہزنی مین وہ شوخ مشاق ہی بلا کا

نیا مخمس

کیون نہو ؟ واہ رے مین - اور پہر واہ رے مین - مصرعے لگائیے تو یون - حافظ جی ہوتے تو بلا مبالغہ سٹی بہولجاتی - ذرا غور سے دیکھیے زمین آسمان کے قلابے کیسے طبقے ملا دیے ہین - اب بہی کوئی داد نہ دے تو میرا مقدر - اور حافظ جی کی قسمت - لانا میرا قلمدان لکہنا شروع کرون - بسم اللہ کیجیے یہ قلم دوات حاضر ہی - سٹر سٹر زٹر زٹر -

وہو ہذا

چو حسن ہند رفتہ راہے کرد دردلہا	زحکم زار آخر روسیان لستند محلہا
بصد افسوس وحسرت یکزبان گفتند عاقلہا	الا یا ایہا الساقی ادر کاسًا وناولہا

کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا

بہ عزم زار ناداقف فغان از چرخ می آید	دو چشم از اشک خونین دامن مژگان بہ آلاید

جدش پیٹر ز مرقد بار بار از نوحہ فرماید　　بوئے نافہ کاخر صبا زان طرہ بکشاید
ز تاب جعد مشکینش چہ خون افتاد در دلہا

بصد حسرت ز کابل زار راہ ہند میجوید　　کہ خواہ از جنگ و خواہ از صلح در ہندوستان پوید
امیر از دنش ندا داد و گفت ای رو ی از اشک میشوید　　بمے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید
کہ سالک بیخبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

بہ خلوت جملہ ارکان شورت کردند چون باہم　　ہمہ گفتند کین آہیست سخت داخری پر غم
کشیدہ آہ زار روس و گفت از دل بچشم نم　　مرا در منزل جانان چہ امن و عیش چون ہردم
جرس فریاد میدارد کہ بر بندید محملہا

چو بر سرحد ز فرمانش علی خاوف شد داخل　　غریق بحر غم گردید و پیچ شد با ہوا نازل
دبیانی کیسور روس رخ آورد و گفت از دل　　شب تاریک و بیم موج و گرداب چنین حائل
کجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا

لمبشن نام بہ سرحد ز ہر سو آمدہ لشکر　　بگو بشنو داین و آن بسے شد درمیان کیسر
بہ فوت مطلبے زار از دل خود گفت کاہی کافر　　ہمہ کارم خود کامی بہ بدنامی کشید آخر
نہان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا

چو کرنل جانب سرحد خدا لکج مرد حافظ　　اگر حسن ادب داری بیا و از سر بد حافظ
نجات وعظ حضرت ... را دایم شنو حافظ　　حضوری گر ہمیخواہی از و غافل مشو حافظ

مئے ما تلق من تہوی ودع الدنیا واہملہا

جس جس کو کھو ابھی چھڑا دین غم سے　　ہم غم سے زمانے مین ہین یا غم ہم سے
دعوی ہمین زیبا ہے مسیحائی کا　　جی اوٹھتی ہی شاعری ہمارے دم سے

حیدرآباد دکن

جناب میراودھو پنج حسین خانصاحب۔ حضرت سوز وساز عرض ہی۔
بے فصل کا محرم دیکھیے توکچھ عرض کرون کیا معنے اگر سب باتین ہم اپنے
اپنے وقت پر کرین تو ہمسے اور دوسرے سے فرق ہی کیا رہے اور یہ بھی معلوم
کہ ایجاد ہمیشہ مطبوع ہوا کرتی ہی نئی چیز کی طرف ہر شخص کو رجحان ہوتا ہی
اور اس وقت مین تو سو کام چھوڑ کے نئی بات نکالنی چاہیے لہذا بعد اِس
طوطیہ وتمہید کے اصل مطلب عرض کرتا ہون۔
حضرت ابکی بار اینجانب محرم مین حیدرآباد تشریف لیگئے وہان کے شیر
لنگور ریچھ بندر دیکھکر سخت نفرت ہوئی کمال افسوس ہوا ابِ اس تلاش
مین نکلے کہ کہین مجلس عزا ہو تو دو چار ٹسوے بہالین سال سال کی رسم
ادا کرلین اِسی فکر مین اس سے پوچھ اُس سے پوچھ اِدھر جا اُدھر جا
سارے شہر کی تانا تیھاری کرڈالی آخر کو ع
کہتے سنتے یہ بھید پایا
کہ نواب تہور جنگ بہادر کے ہان جناب میر اُنس صاحب لکھنوی حسب معمول
تشریف لائے ہین کل پڑھینگے سنتے ہی باچھین کھل گئین دوسرے دن
صبح سے پہلے ہی لحاف سے سر بھی نہین نکالا تھا کہ جادھمکے دہان کانی
چڑیا تک نہین ہم گھبرائے کہ اگر آج نامحروم پھرے توسارا کھیل بگڑ گیا
ہزارون ارمانین خاک مین ملینگی مگر پوچھ پاچھ کے بعد معلوم شد کہ دوپہر سے

مجلس شروع ہوگی خیر بھئی اچھا ابتو آئیے کچھ ہی کیون نہو سن ہی کے جائینگے
اب مجاور ہو کے بیٹھے اور لگے گھڑیان گننے اسمین ۶ بجے سات بجے آٹھ بجے
نو بجے لیجیے دس بھی بج گئے بارے دو ایک اِلوے ٹلوے جو ہمسے دوسرے
نمبر کے شوقین تھے آنے لگے آتے آتے بارہ بجے محفل کھچاکھچ تیسرے
درجے کی گاڑی کی طرح بھر گئی ممبر کے قریب عمائدین شہر اور بڑے بڑے
جھجر خان نہایت شوق سے جم گئے جس طرح گل کو بلبلین شمع کو پروانے
مٹھائی کو مکھیان مسافر کو فقیر بلونا کو روسی کابل کو انگریز انگلینڈ کو پانی
نئی تہذیب کو عینکین۔ مجلس بھن بھن ہونے لگی کان پڑی آواز نہین سُنائی
دیتی اور اشتیاق ہی کہ قیامت بپا کر رہا ہے ظلم ڈھا رہا ہی آنکھین ٹکٹکی لگائے
دروازہ تک رہی ہین کان آواز پر تُلے ہوئے ہین آخر کو پردہ اُٹھا جناب
میر انس صاحب جمک دمک سے اُٹھے ؎

یوسن نہا دھو کے وہ دروازہ سے باہر نکلا آتشین برج سے گویا مہِ انور نکلا

پیچھے میر یُونس صاحب برادر زادۂ میر صاحب موصوف مع دیگر حواری وغیرہ
صفین چیرتے لانگتے پھلانگتے ایک کو دوسرا کیڑے ریلوے ٹرین بنے ہوئے
آتے آتے قریب ممبر آہی گئے۔ پھر سے سب لوگ اُٹھ کھڑے ہوئے آئیے
تشریف لائیے بندگی عرض کرتا ہون تسلیمات چھوڑتا ہون مجرا بجالاتا ہون
جگہ کہان جو بیٹھین تھالی تو تھالی تل پھینکیے تو منصبداری پگڑیون ہی پر رہجائے
فرش تک نہ آئے غرضکہ ممبر ہی پر چڑھ گئے معمولی بیترون کے بعد مرثیہ جو
شروع کرتے ہین تو واہی واہ شہادت دہادت کچھ بھی نہین بندش ہی اور بین ہی

جدا معرکہ ہی نیا یا اللہ اور تو اور یہ کیا ستم ہی کس قسم کا مرثیہ ہی کس کی شہادت ہی
غور جو کرتے ہین تو قحط دکن کی کیا س کھالی واہ ہی میرے یار اچھی بٹی
حضور تو قریب ہی ڈٹے تھے اور کچے کچے حال سے واقف قحط کی کارروائیون
کے مولانا حافظ لگے مُنھ بسورنے پیازی رومال سے آنکھین ملنے مگر واہ رے
میر صاحب کیا سحر بیانی تھی ساری مجلس لوٹن کبوتر ہوگئی بِتّیس مچادی ہم تو ایسے
اُس مرثیے پر لٹو ہوئے کہ چُپکے چُپکے روتے بھی گئے اور مضمون بھی پاکٹ بک پر
ٹانکتے گئے کہ آپکو بھیجین گے مگر ہت تیری حافظہ کی دم مین نسیان کہ بھول گئے آج
رڈیون مین وہ کاغذ ملگیا لہذا آپ کو سُناتے ہین۔ محرمی صورت بنجائیے۔

مرثیہ

ملکِ دکن پہ قحط کی یارو چڑھائی ہی — چارون طرفسے فوج تبہ کار آئی ہی
محتاج خانون ہی کی خدایا دہائی ہی — کالی گھٹا سی بھوک ہر اک سمت چھائی ہی

بھرتی امیدوار ہون خواہش ہی کام کی
آؤ سبیل رکھی ہے کنگلون کے نام کی

آئی گھٹا سی ریل بھرے تھے امیدوار — اُمڈی بلا کی فوج کہ مُنھ جنکے چار چار
پوربھئی یار اور علیگڈھ کے سب سوار — آتی تھی ہر طرفسے صدا البس ہیا بیار

چہرونپہ جھرّیان تھین وہ پلکین اوڑی ہوئین
سمتِ جنوب سبکی تھین باگین موڑی ہوئین

اِک اور کھیپ آئی کہ اللہ کی پناہ — اونچے وہ انگرکھے کہ بھئی واہ واہ واہ
تیور سے آشکار کہ پیسون پہ ہی نگاہ — آئے نہ کچھ خیال بھی گو خلق ہو تباہ

بگڑے ہوؤن کو اور بگاڑین یہ زور تھا
"مارا بدہ بدہ" کا ہر اک سمت شور تھا

اللہ رے من چلے وہ بہادر کہ الامان | بھاری ہزار قحط زدہ پر تھا اک جوان
تہیئے یہی کہ لوٹ لین ہر شخص کا مکان | پھر پھر کے پوچھتے تھے کہ ہے روپیہ کہان

بھوکا مرے کہ پیٹ بھرا بھی تباہ ہو
زر ہاتھ خوب آئے کوئی ایسی راہ ہو

جس جا پہ ایک آ گیا کنگلے ہٹے تمام | سڑ کو نکا کس صفائی سے سینے کیا ہے کام
ہر چند تھی مچائی قیامت کی دھوم دھام | پروانہ لیکے ہو گئے آخر کو نیکنام

حضور ٹیپ عرض کرتا ہون
پردہ کھلا نہ کچھ بھی حساب و کتاب کا
یہ دبدبہ تھا افسرِ عالی جناب کا

محتاج خانے مسلخِ قصاب بنگئے | کھانے پکائے ایسے کہ تیزاب بنگئے
محتاج سارے صورتِ سرخاب بنگئے | (منہ کہ) وہ مرتے بلا سے پہ احباب بنگئے

چہرے ہین ایسے مال وہ کوڑے بنائے ہین
جسوقت چاہا توڑے کے توڑے منگائے ہین

مجلس سے روز گڑھتے ہین کیا کیا روائتین | ہر روز ہو رہی ہین نرالی حکائتین
کس کس طرح کی آتی نہین ہین شکائتین | کیا پیش جائے کرتے ہین افسر عنائتین

مفلسین پھر ٹیپ سُنین
کہتے ہین لوٹ لو تمھین سب کچھ حلال ہے | امداد قحط خاص تمھارا ہی مال ہے

شعبان کی نوین کو اُٹھا ناگہان سحاب　　آئین گرج گرج کے گھٹائین سیاہ تاب

بھرنے لگا طرارے سحاب فلک جناب　　کوندین غضب کی بجلیان ہر سو بآب و تاب

حضرات

سن سن چلی وہ باد کہ خیمے اوکھڑ گئے

سب منتظم بچارے بنے تھے بگڑ گئے

برسا وہ مینہ کہ مٹ گئی سب صبا جو نکے کام　　محتاج خانون کا ہوا برباد اہتمام

سڑکونسے کامگاریان اُٹھنے لگین تمام　　بابا بچارے کنگلون نے چھٹنے کا حکم عام

جھپٹا جو ابر ایسا وہان ہیچ بس پڑا

مغرب سے آکے قحط زدون پر برس پڑا

حضور یہ بند سننے کا ہے خدا جانتا ہے کہ دانت کھٹے ہو ہو گئے ہین۔
جگر خون ہو گیا تب تقطیع بیٹھی ہے۔

کہتا ہے

بوچھار تھی وہ مینہ کی وہ بوندین ٹپی ٹپی　　بارش کی وہ زمین پہ چوٹین کڑی کڑی

محتاج خانے گرتے تھے کرکے اڑی اڑی　　(اور) مامورکار پیٹتے سر کو دھڑی دھڑی

ٹیپ عرض ہے

آیا اِدھر سے ابر اُدھر وار چڑھ گیا

کائی سی چیرتا ہوا اُس پار بڑھ گیا

مفلسین اب تھوڑے سے بند اور رہے ہین ذری متوجہ ہو کے سنئے۔

آیا مقابلے پہ کہین قحط نابکار　　کہنے لگا یہ ابر کہ سن او جفا شعار

یہ جائے ایکدم میں لگاؤن ابھی جو دھار　　کیا جانتا نہیں کہ مین ہون ابر نامدار

اک دم مین دیکھ لینا کہ بس کھیت پڑ گیا

(بیجا جی) کچھ بھی نہ بن پڑے گا اگر مین بگڑ گیا

حضرات

یہ کہکے لی میان سے شمشیر برق کی　　جھنکار ارا ہوار کو اور ایک ایڑ دی

تڑپا کے اسپ دھوکے سے ماری وہ ہت کٹی　　بھٹا سا ہاتھ اڑ گیا تلوار گر پڑی

کٹتے ہی ہاتھ قحط جو کمزور ہو گیا

ایسے لگائے ہاتھ کہ بس بھور ہو گیا

پھر تو بزن بزن کی صدا اٹھی بلند وان　　بھاگے دبا کے دُم جو تھی سردار قحط خان

کانون مین رکھ قلم کو اڑی ساری کاروان　　اپنے سے منھ لئے ہوئے گھر کو ہوی روان

کاواک چہرے سکے تھے بوکھل حواس سے

مرنے سے قحط والی نعم کے اداس سے

آگے نہین ہے تاب بیان بیچ چپ رہو　　اچھی نہین یہ آہ و فغان بیچ چپ رہو

سن لے نہ کوئی مرتیہ ہان بیچ چپ رہو　　بس کرکے اس دعا کو یہان بیچ چپ رہو

یارب امیدوار نہ کرنا کبھی مجھے

دلوا دے بس دکن مین کوئی نوکری مجھے

راقم

تو مجھے بھول گیا ہو تو پتہ بتلا دون

کبھی فتراک مین تیرے کوئی نخچیر بھی تھا

دو گونہ رنج و عذاب ست جان لیڈی را
بلائے فرقتِ پردہ و صحبت پردا

یارو سچ تو یہ ہے اوپنچ بہی کیا چیز ہے۔ اسکی قدوم جدت لزوم کی برکت سے وہ چہل پہل پہیر بدل۔ ترمیم اصلاح۔ موجزن ہوتی ہے کہ دلچسپی و دلفریبی کا ہر جگہہ اہم قلعون مین گولون کی طرح رہتا ہے ہمارے ناظرین کو یاد ہوگا کہ گورنمنٹ نظام نے ایک جدید تجویز کے ذریعے سے انگریزی انتظام پہ بہی اس طرح لات مارنا چاہی تہی کہ عورتون کی کمیشن کے واسطے ایک ہندوستانی لیڈی صاحبہ مقرر کی جائین۔ چنانچہ ایسی لیڈی صاحبہ کے واسطے شرائط لیاقت مقرر ہوئے اشتہار دیا گیا اور شمالی ہند سے ایک نیکبخت فاطمہ صغرا بیگم نام مقرر بہی ہوگئین اور کمیشن بہی مل ہی گیا۔ مگر اتفاق دیکہئے کہ لیڈی صاحبہ کو یہ معلوم ہی نہ تہا کہ اظہار دینے والے اگرچہ پردے مین رہینگے مگر مجہے وکلاے فریقین کے روبرو آنا ہوگا عین وقت کمیشن آپ نے بہی اصرار کیا کہ مین بہی پردے کے اندر بیٹہکر اظہار لونگی وکلا کے سامنے ہرگز ہرگز نہ آؤنگی۔ آخر الامر کمیشن دوسری لیڈی کے سپرد ہوا اور اس معاملے کی رپورٹ کی گئی۔ اب دیکہنا ہے اس تجویز کے پورے ہونے کی کیونکر صورت نکلتی ہے آیا۔

ع حلب کو آئینہ پھر جائیگا جلا کے لئے

لیڈی صاحبہ جدید تہذیب کی اکسٹرا پالش کے واسطے پھر واپس کیجائینگی یا ایسے کمشنر کی خاطر سے وکلا ہی زنانے مخصوص کئے جائینگے۔ بہرحال کچہری ہو ہمارے تو دونون ہیٹے۔ مگر فی الحال لیڈی صاحبہ کی وقت اور کشمکش کو تصور کرکے سہنے خیالی اسٹیج پر جو فرضی سین کھینچے ہین وہ ہم نذر ناظرین کرتے ہین۔

وہو ہذا

کمشنر کا مکان

لیڈی کمشنر۔ (خادمہ سے) اری ظہورن ذری ادھر آنا۔ دیکھ آج ہمین کمیشن مین جانا ہی ذرا نہانے کو پانی رکھ۔ اور وزیرن سے کہدے جلدی کپڑے لا کر مین نکال لون۔ جھٹ پٹ ہنڈا دھوڈالون۔ دو گھنٹہ اور مجھے کام پر جانا ہی

ظہورن خادمہ۔ بہت خوب حضور۔ اے بی وزیرن اے بی وزیرن چلیو بی بی یاد کرتی ہین۔

وزیرن۔ آئی ماں آئی۔ این کو تو ہلو ہلو کام کی عادت ہی تم ہندوستانیان جلدی کرتے ہو۔

(بی وزیرن صندوق لا کر جوڑ انکالتی ہین اور لیڈی صاحبہ گھنٹہ بھر مین کپڑے منتخب کرتی ہین)

وکلا اور موکل ایک مکان مین

وکیل نمبرا۔ آج بھی لیڈی کمشنر کا وزن دیکھنا ہی کیسی لائق اور مہذب ہین صورت کیسی ہی۔ مزاج کیسا ہی باتین کیسی ہین۔

وکیل نمبر۲- اپن کو تو فکر لگی ہی کہ عورت ہوشیار ہین مگر دیکھا تکو-
وکیل نمبر۱- اجی ہمارے نزدیک تو یک نشد دو شد بڑی خرابی یہ ہے کہ
اظہار دینے والی اور کمشنر صاحبہ مین اگر ہمدردی کا مادہ جوش مین آیا تو
سارا مقدمہ غارت ہوگیا- آپ جانتے ہین اس قوم مین کسقدر ہمدردی ہے
موکل- (گھبراکر) بہو صاحب یہ باتان اچھی نکو- اسکی کچھ تدبیر کرنا-
موکل نمبر۱- تم کیون گھبراتے ہو وہان چلو تو سہی-

لیڈی کمشنر کا مکان

لیڈی صاحبہ- بعد غسل مصروف آرایش ہین-
لیڈی کمشنر- ارے کمبخت جلد آ میرا آ میری چوٹی تو باندھ دے اور دیکھ میلا جوڑا
بوٹ نکالکر ادھر رکھدے یہ میلا ہوگیا ہی اور چونے کی کلھیا مین پانی
ڈالدے پان تونے ابھی تک نہین دھوئے اچھا چکنی ڈلی اور الاچی ڈبیا مین
رکھدے اور گاڑی پہنچنے کو کہہ دے- اور کھانا جلد لا- اے لو یہ تو بھول گئی تھی
ظہورن- (جی مین) آج بی بی کو یہ ہوگیا گیا ہی ایک بولی تین کام چاہتی ہین
(ظہورن کام کرتی ہی مگر عجلت مین لیڈی صاحبہ بہت ہی گھبراکر وزیرن کو پکارتی ہین)
"ارے ادھر آ کمبخت- خدا تجھے غارت کرے- کھانا لا- یہ تسلہ اور لوٹا درست کر
زیر انداز بچھا- دیکھ تو میری مانگ سیدھی ہے- مجھے جلدی مین اچھی طرح
آئینہ مین نہین دکھائی دیتی"
وزیرن- ہو ایسا سیدھی جیسا ہنسیا-
(ظہورن مسکراتی ہے)

مسٹر۔ (طمانچہ مارکر) قطامہ الزادی۔ ہم تو کام مین جلدی کو کہتے ہین۔ آپ ہنستی ہی۔ رہ تو سہی غیبانی دیکہ تو آکر تجھکو کیسا ٹھیک بناتی ہون

ظہورن۔ یا تو خدا دوسری دفعہ کا کام نہ دے یا مجھے اُٹھالے۔ اگر یہی حال رہا تو میرا کچومر نکل جائیگا۔

(توشاک وغیرہ سے لیس ہوکر کمشنر صاحبہ بگھی پر سوار ہوتی ہین کہ کاغذات مقدمہ یاد آتی ہین)

کمشنر۔ اری وزیرن لپک جا دیکہ وہان گاڈے کے پاس کاغذ ہین اوٹھالا اور وہان وہ سیاہ بکس بھی لانا۔ اور روشنائی کی بوتل لیتی آنا۔ دوات مین روشنائی نہو گی۔ اور دیکہ آون اور گلو بند کاغذ و نپر لپیٹا ہے وہ وہ رکھے آنا۔ مگر نہین لیتی آنا فرصت کے وقت نہاون گی۔ اور ہان اے لو ایک بات تو بھول ہی گئی۔ قلم تو باہر ہی ہے اوسکو بہی لیتی آنا۔ جلد جا دیر ہو گئی دو گھنٹے کی۔

اظہار دینے والیکا مکان

(وکلا و فریقین مقدمہ حاضر۔ مگر کمشنر صاحبہ ہنوز نہین آئین)

وکیل نمبر ۱۔ ابتو وقت آگیا کمشنر صاحبہ نے بڑی دیر لگائی دو گھنٹے زیادہ گذر گئے

وکیل نمبر ۲۔ تقصیر آپ جانتے ہو لیڈی صاحب کا آنا ہی آتے آتے آئیگی۔

موکل۔ اچھا تب تک پردہ وغیرہ تو ہو رہے۔

وکیل۔ کیا کہین بڑی دیر ہو گئی۔ ہمارا ہرج ہوتا ہے کمشنر صاحب سے کہنا چاہئیے کہ اگر ایسی ہی دیر ہو گی تو ہم لوگون کا نقصان ہو گا۔

وکیل نمبر ۲۔ عورتان کی ذات سے سوا نقصانی کے اور کیا ہونا۔

ابھی گھر ہو کر آیا۔ وہان دیکھا پوسٹے پوٹلی کے واسطے جو کپڑا لایا تھا گھر کے
لوگان نے سب خراب کئے ہیں۔ مقدمہ الگ اپن کو چین نکو دیتے۔
اتنے مین سواری آئی۔ اور لیڈی صاحبہ زنانے مین گئین پردہ پڑا۔

وکیل فریق ثانی۔ مسز صاحبہ کہان ہین۔

خادمہ۔ ہین پردے کے اندر ہین

وکیل۔ صاحب اونکو باہر تشریف لانا چاہیئے۔ ہمارے روبرو اظہار لکھے جائین

کمشنر صاحبہ (متعجب ہو کر) اپن کیا مین وکیلونکے سامنے آونگی اوصاحب خوب ہوئی

وکیل۔ یہ تو لازمی بات ہی۔

کمشنر صاحبہ۔ یہ تو انھونی بات ہی۔

وکیل۔ واہ وا۔ تو کمیشن کا ہیکو زچہ خانہ اور اظہار بچہ ہوا کہ پردے ہی کے اندر
سب بچہ ہم کمشنر صاحبہ کو پردے اندر بیٹھکر کارروائی نہ کرنے دینگے۔

خادمہ۔ کیا تم لوگان زبردستی کرتے ہو کیسے بے پردہ ہون۔

وکیل۔ چپ رہ تو کون بولنے والی۔ تو قانون کا منشا کیا جانتی ہی۔

خادمہ۔ تقصیر خانون کا منشی خود مجھسے بولا پردہ کیواسطے یہ بندوبست ہوا ہی
تم غارت گئے وکیلان۔ سب بے پردہ کرنے آئے ہو میری خالہ زاد بہن بان
خاتون تیئیس برس وکالت کئے اپن کو ناواقف نکو بناؤ۔

کمشنر صاحبہ۔ صاحب سنئے مین یہان بیگم صاحب کا اظہار لینے آئی ہون لیکر
چلی جاونگی آپ کے سامنے آنے سے کیا واسطہ۔

وکیل۔ جی نہین اظہار ہمارے روبرو لکھنا چاہیئے۔

کمشنر۔ یہ ممکن نہیں ہے (غصہ سے)
وکیل۔ تو وہ بھی ممکن نہین (غصہ سے۔
کمشنر۔ زبان سنبھالکر بولو۔
وکیل۔ آپ قاعدے سے کارروائی کیجیے۔
کمشنر صاحبہ۔ تو یہ کبھی نہین ہوگا عہدے پر پڑے ٹپکی مین بازآئی۔ پھٹ پڑے وہ سونا جس سے ٹوٹین کان۔ لو صاحب۔ کیا عزت دینا ہی نامحرمون کے سامنے غضب خدا کا پردہ کو واسطے تو یہ بندوبست ہوا اور خود کمشنر بے پردہ۔ مین جاتی ہون۔ بازآئی ایسی ہزار نعمت کھائی۔
فریق۔ جسکی طرف کی گواہی ہے۔ اجی آپ ٹھہرین تو سہی غضب نہ کیجیے
کمشنر۔ غصہ کیسا یہان آبرو بربی ہے۔ لو صاحب مجھے ... نے دہوکے مین بلایا مین یہ عہدہ کیون قبول کرتی۔
(زنانہ نیچر کے جوش مین کمشنر صاحبہ رونے لگتی ہین اور جلسہ برخاست)

ارکان نظام گورنمنٹ

رکن نمبر ۱۔ فاطمہ صغرا بیگم کو آج ایک کمیشن مین جانے کا اتفاق ہوا۔ وہان پردہ و بے پردگی کی بحث آئی۔ اوسکی رپورٹ آئی کہ اونھون نے وکلا کے سامنے آنے سے انکار کیا۔
رکن نمبر ۲۔ ہان۔ پھر اب کیا بندوبست چاہیے۔
رکن نمبر ۳۔ کوئی ایسی لیڈی ہو جو بے پردہ ہوتی ہو۔
رکن نمبر ۱۔ مگر اونکو طلب جو کیا تھا۔

رکن نمبر ۴ - تو قاعدہ مین اصلاح ہو -

رکن نمبر ۲ - بھلا کون سی اصلاح -

رکن نمبر ۴ - اگر آپ میری رائے مانین تو ایک مختشم تجویز پیش کرون - اوس سے یہ ساری وقتین دفع ہو جائینگی -

رکن نمبر ۱ - وہ فرمایئے -

رکن نمبر ۴ - عموماً خواجہ سراؤن کو کمیشن دیا کیجئے یہ مردون عورتون دونون مین کارروائی کر سکتے ہین - علاوہ آسانی کے جدت بھی ہے غالباً آپ سب صاحب اس تجویز کو ناپسند نہ کرینگے -

(ڈراپ سین)
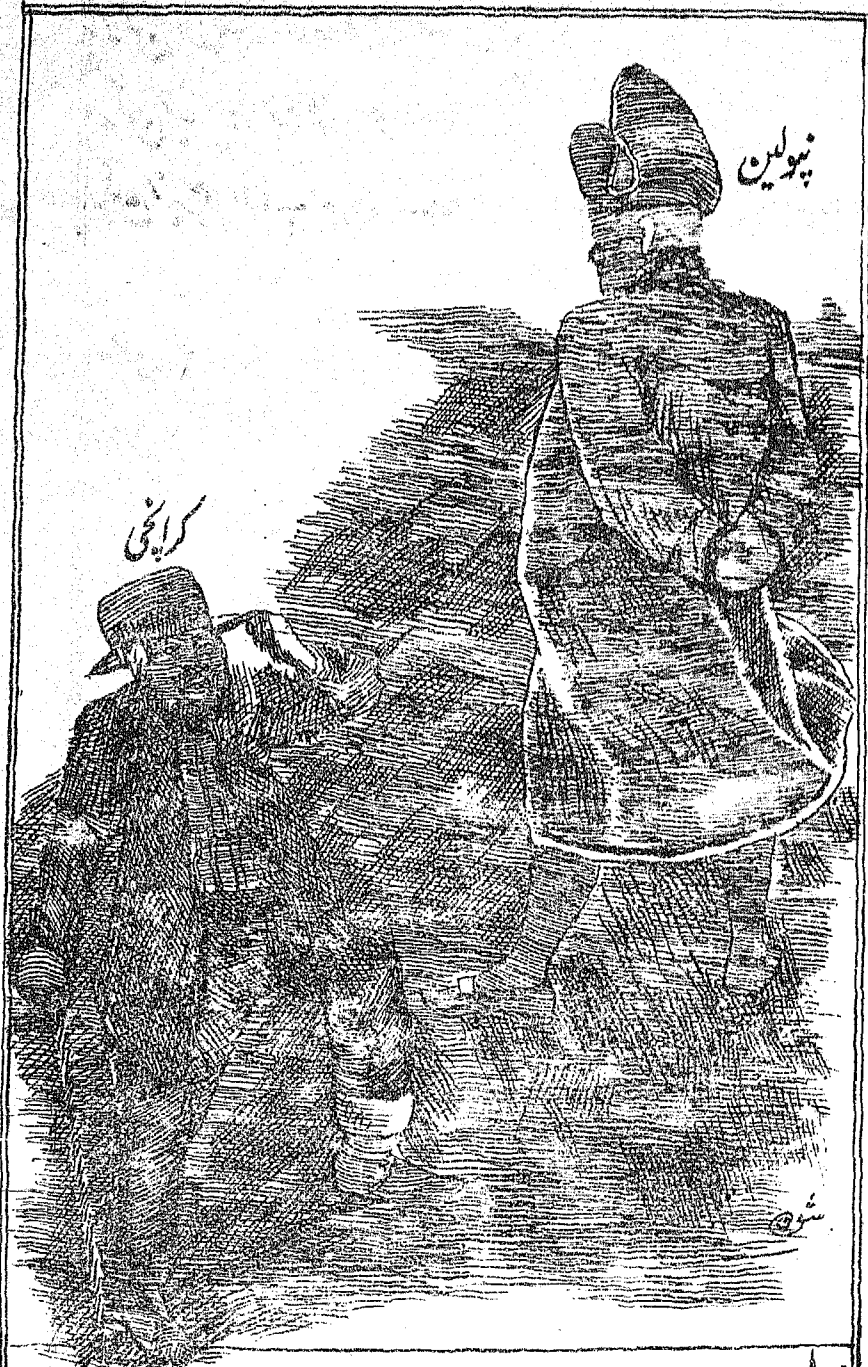
نپولین ۔ آکے سجادہ نشین قیس ہوا میرے بعد ÷ نہ رہی دشت میں خالی کوئی جا میرے بعد

پولیٹکل شطرنج

حضرت یہ شطرنج بھی عجیب نقشے کی ہی اور کھلاڑی بھی بڑے بڑے جگادری۔ بساط تو بھی افغانستان ہی اور سیاہ بازی سلطنت روسیہ اور سفید ہماری سرکار ہی سیاہ اگرچہ کسی طرح کم نہین مگر چال ایسی پڑی ہی کہ رخ چھوٹے ہوئے ہین۔

سفید کا فیل (دلٹن) جو اپنے تیسرے گھر مین ہی کابلی گھوڑے (امیر) کو مار کر جو سفید کے بادشاہ کے گھر سے چوتھے خانے مین ہی مات کرتا ہی۔ اور چال ہے سیاہ کی اب یہ ششدر ہین کہ کرین کیا۔ مُہرے تو سلامتی سے کئی ہین مگر سب ناکارے ایسے تتر بتر کہ وقت پر ایک کام کا نہین۔ فرزین کا ٹھُہ مارا اوا اپنے رخ کے گھر مین براج رہا ہی۔ بایان رخ تیسرے خانے مین کاٹھ کا اُلّو بنا بیٹھا ہی صرف ایک گھوڑا فرزین کے گھر مین ہے اُسی سے کابلی گھوڑے کو زور دے سکتے ہین اگر سیاہ بادشاہ کے تیسرے گھر مین رکھا تو سفید کا رخ (ردم) جو سیاہ کے داہنے رخ کے تیسرے خانے مین سفید فیل (ڈزریلی) کے زور سے جو سفید کے بائین گھوڑے کے چوتھے خانے مین بیٹھا ہی وہین پلٹ کر شہ دیتا ہی چلو مات! اور اگر سیاہ کے بائین جانب کے پیل کے تیسرے گھر مین رکھا تب بھی رخ نے اپنی ردمی چال چلکر شہ دیکر مات کیا اسی طرح جو چال چلئے ہین مات موجود!

نوٹس

درخواست خریداری

کتاب بہ نام منیجر

ہندوستانی پریس نظیر آباد لکھنؤ

آنی چاہیے